حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلوں پر مایہ ناز تصنیف

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلے

مصنف: علامہ محمد مسعود قادری

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلوں پر مایہ ناز تصنیف

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلے

مصنف:

علامہ محمد مسعود قادری

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

نام کتاب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلے
مصنف: مسعود قادری
پبلشرز: اکبر بک سیلرز
تعداد: 600
قیمت: 300/-

ملنے کا پتہ

ناشر
اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph: 042 - 7352022
Mob: 0300-4477371

فہرست

تیسرا باب: مکی زندگی کے شب و روز اور ہجرتِ مدینہ

چوتھا باب: مدنی زندگی اور غزوات میں شمولیت

O....O....O

حرفِ ابتداء

اللہ عزوجل کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور انتہائی رحم والا ہے اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذات بابرکات پر بے شمار درود و سلام۔

خلیفہ اوّل، پیکر صدق و وفا، منبع جود و سخا حضرت عبداللہ بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما ہیں جو اپنی کنیت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مشہور ہوئے اور جن کے القابات صدیق اور عتیق ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ دین اسلام قبول کرنے والے اوّلین لوگوں میں سے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت پر اسلام قبول کیا تو پھر اپنی جان اور اپنا مال دین اسلام کی سربلندی کے لئے وقف کر دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو یارِ غار ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت سے ہی حضور نبی کریم ﷺ کے دوست تھے اور قربِ رسول اللہ ﷺ کی بناء پر زمانہ جاہلیت سے ہی تمام بری رسومات اور بری عادات سے دور تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی عزت و تکریم تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیا کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کی قدر کیا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بھی عادتِ کریمہ تھی کہ وہ کسی بھی کام میں آپ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کرتے اور آپ رضی اللہ عنہ کے مشورہ اور فیصلے کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت پاک حضور نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا عملی نمونہ ہے۔

نبی کے دین کے پہلے محافظ
نبی کے جانشین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانِ عالی شان ہی کافی ہے میں نے تمام انسانوں کے احسانوں کا بدلہ چکا دیا مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے احسانوں کا بدلہ اللہ عزوجل خود عطا فرمائے گا۔

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

زیر نظر کتاب ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فیصلے'' کی تالیف کا مقصد یہ ہے کہ قارئین کو آپ رضی اللہ عنہ کی حیاتِ طیبہ میں آنے والے وہ امور جن کو کرنے کا بروقت فیصلہ آپ رضی اللہ عنہ کو دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ممتاز کرتا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کے وہ فیصلے جنہوں نے تاریخ رقم کی اور ان فیصلوں کی بدولت دین اسلام اور مسلمانوں کا سر فخر سے بلند ہوا انہیں ایک کتابی صورت میں یکجا کیا جائے۔ قارئین کے ذوق کے لئے کتابِ ہذا میں آپ رضی اللہ عنہ کی سیرتِ پاک کے کئی پہلوؤں کو بھی اجاگر کیا گیا ہے تاکہ قارئین کے لئے ذوق کا باعث بنیں۔ بارگاہِ خداوندی میں عاجزانہ التماس ہے وہ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہمیں صحیح معنوں میں دین اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مسعود قادری

پہلا باب:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ابتدائی حالات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پیدائش، نام ونسب، والدین اور القابات کا بیان

O.....O.....O

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا
ہے یارِ غار محبوبِ خدا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا
الٰہی رحم فرما خادمِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہوں
تری رحمت کے صدقے واسطہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا

ولادت باسعادت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واقعہ فیل کے قریباً اڑھائی برس بعد ۵۷۲ء میں پیدا ہوئے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ الخلفاء'' میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے متعلق بیان کیا ہے آپ رضی اللہ عنہ واقعہ فیل کے تین برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس بیٹھے اپنی ولادت کا تذکرہ فرمارہے تھے اور آپ دونوں کی گفتگو سے مجھے اندازہ ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے والے اوّلین لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا تمام خاندان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر دائرہ اسلام میں داخل ہوا اور صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔

O.....O.....O

نام ونسب

وہ صدق کا نظام تھا وہ عشق کا امام تھا
قلم میں اتنا دم کہاں کہ لکھے شانِ ابوبکر

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پیدائش پر آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''عبداللہ'' رکھا گیا۔آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوبکر ہے جبکہ القاب صدیق اور عتیق ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں جو اپنی کنیت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ سے مشہور ہوئے جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا اسم گرامی سلمٰی رضی اللہ عنہا بنت صخر ہے جو اپنی کنیت ام الخیر رضی اللہ عنہا سے مشہور ہوئیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب پدری مرہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے۔آپ رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب ذیل ہے۔

۱۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

۲۔ بن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

۳۔ بن عامر

۴۔ بن عمرو

۵۔ بن کعب

۶۔ بن سعد

۷۔ بن تیم

۸۔ بن مرہ

۹۔ بن کعب

۱۰۔ بن لوئی

۱۱۔ بن غالب

۱۲۔ بن فہر

۱۳۔ بن مالک

۱۴۔ بن نضر

۱۵۔ بن کنانہ

۱۶۔ بن خزیمہ

۱۷۔ بن مدرکہ

۱۸۔ بن الیاس

۱۹۔ بن مضر

۲۰۔ بن نزار

۲۱۔ بن معد

۱۲۔ بن عدنان

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب مادری ذیل ہے۔

۱۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

۲۔ حضرت ام الخیر سلمیٰ رضی اللہ عنہا بنت صخر

۳۔ بن عامر

۴۔ بن عمرو

۵۔ بن کعب

۶۔ بن سعد

۷۔ بن تیم

۸۔ بن مرہ

۹۔ بن کعب

۱۰۔ بن لوئی

۱۱۔ بن غالب

۱۲۔ بن فہر

۱۳۔ بن لوئی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی پیدائش کے بعد سے ہی نیک عادات و اطوار کے مالک تھے اور ہر قسم کی معاشرتی برائیوں سے دور رہے اور عرب میں رائج تمام فرسودہ رسومات میں کبھی شریک نہ ہوئے اور نہ ہی کبھی بت پرستی کی جانب مائل ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ بچپن سے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے۔

O......O......O

والدین

جیسا کہ گذشتہ سطور میں بیان ہوا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ ہیں جبکہ والدہ حضرت ام الخیر سلمٰی رضی اللہ عنہا ہیں۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کے والدین کا مختصر احوال بیان کیا جا رہا ہے تا کہ قارئین کے لئے ذوق کا باعث ہو۔

حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عامر ہیں جو ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے لقب سے مشہور ہوئے اور حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی تو والد بزرگوار اپنا سارا مال جو چھ ہزار درہم بنتا تھا اپنے ساتھ لے گئے۔ ہمارے دادا حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے اور نابینا ہو چکے تھے آئے اور کہنے لگے بخدا! مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جس طرح ابوبکر (رضی اللہ عنہ) خود گیا ہے اور تم لوگوں کو صدمہ پہنچا گیا ہے اس طرح وہ مال بھی لے گیا ہے اور تمہیں مصیبت میں مبتلا کر گیا ہے۔ میں نے کہا نہیں دادا جان! وہ تو ہمارے لئے

بہت سا مال چھوڑ گئے ہیں۔ اس کے بعد میں نے کچھ پتھر گھر میں اس جگہ رکھ دیئے جہاں والد بزرگوار اپنا مال رکھا کرتے تھے اور ان پتھروں پر کپڑا ڈال دیا۔ پھر میں نے دادا جان کا ہاتھ پکڑا اور ان پتھروں پر رکھتے ہوئے کہا دیکھئے! مال یہاں ہے۔ انہوں نے کہا یہ تو خوب ہے اور تمہارے لئے کافی ہے۔

جیسا کہ گذشتہ سطور میں بیان ہوا حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے والد کو خود لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم انہیں گھر میں ہی رہنے دیتے میں خود وہاں چلا جاتا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو سینہ سے لگایا اور کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا۔

حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے متعلق روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے والد بزرگوار کے اسلام قبول کرنے کے متعلق فرمایا۔

"اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے مجھے اپنے والد کے اسلام قبول کرنے سے زیادہ خوشی اس بات کی ہوتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب اسلام قبول کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم نے سچ کہا۔"

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا

تو آپ رضی اللہ عنہ جب بھی کسی کمزور غلام کو دیکھتے جو اپنے مالک کے ظلم وستم برداشت کر رہا ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ اس کو خرید کر آزاد فرما دیتے۔ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ جو مسلمان نہ ہوئے تھے انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تم نے غلام آزاد کرنے ہیں تو طاقتور اور توانا غلام آزاد کرواؤ تا کہ اگر کبھی تم مشکل میں ہو تو وہ تمہارے کام آسکیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے والد بزرگوار سے فرمایا۔

''میں انسانوں سے نہیں اللہ سے جزا کا طالب ہوں۔''

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس قول کے جواب میں اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب وحی نازل فرمائی۔

''جو اللہ کی راہ میں دے، تقویٰ کی روش اختیار کرے اور بھلی چیزوں کی تصدیق کرے ہم اس کے لئے نیکی کرنا آسان کر دیتے ہیں۔''

روایات میں آتا ہے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اس وقت حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں موجود تھے اور اہل مکہ کو جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر ہوئی تو ان سب پر سکتہ طاری ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے کہا امت پر ایک بھاری مصیبت آن پڑی ہے۔ پھر پوچھا اب امت کا معاملہ کس کے سپرد ہے؟ لوگوں نے بتایا اب آپ رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا بنومغیرہ اور بنوعبد مناف ان سے راضی ہیں؟ لوگوں نے کہا وہ راضی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا۔

''جب اللہ کسی چیز کا ارادہ کرے تو اسے کوئی نہیں روک سکتا

اور جب اللہ کسی چیز کو روک دے تو پھر اسے کوئی نہیں دے سکتا۔''

حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ اپنے فرزند حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں بھی مکہ مکرمہ میں ہی مقیم رہے اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے بیٹے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا بھی ناگہانی صدمہ برداشت کرنا پڑا اور آپ رضی اللہ عنہ کو شرعی قوانین کے مطابق بیٹے کی وارثت میں چھٹا حصہ ملا جو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے پوتے کو دے دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ۱۴ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ستانوے برس کی عمر میں اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا اور آپ رضی اللہ عنہ کو جنت المعلیٰ میں مدفون کیا گیا۔

حضرت ام الخیر سلمیٰ رضی اللہ عنہا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام الخیر سلمیٰ رضی اللہ عنہا بنت صخر ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا آغازِ اسلام میں ہی دارِ ارقم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔

حضرت ام الخیر سلمیٰ رضی اللہ عنہا کے اسلام لانے کے بارے میں روایات میں موجود ہے کہ ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ موجود تھی اور اس وقت اسلام لانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد انتالیس تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اصرار کر رہے تھے ہمیں کھل کر تبلیغ کرنی چاہئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی ہم تعداد میں تھوڑے ہیں اس لئے ابھی کچھ دیر انتظار کرنا چاہئے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اصرار مزید بڑھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر خانہ کعبہ میں

آ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کو لے کر تشریف فرما ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس دوران کفارِ مکہ نے دھاوا بول دیا۔ عتبہ بن ربیعہ جو بعد ازاں جنگ بدر میں سب سے پہلے قتل ہوا تھا اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر گھونسوں اور جوتوں کی بوچھاڑ شروع کر دی جس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا چہرہ سوج گیا۔ اس دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کے لوگ آئے اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو عتبہ بن ربیعہ کے چنگل سے چھڑایا اور گھر پہنچا دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر سلمٰی رضی اللہ عنہا جو کہ اس وقت مسلمان نہ ہوئیں تھیں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو کچھ کھلانے پلانے کا ارادہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ جب تک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ لوں گا اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا مجھے ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ سے فرمایا وہ جائیں اور ام جمیل رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کریں۔

حضرت ام الخیر سلمٰی رضی اللہ عنہا اسی وقت حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا کے گھر گئیں تو انہوں نے بتایا مجھے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فی الحال کچھ معلوم نہیں ان کی طبیعت کیسی ہے؟ پھر حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا، آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خیریت دریافت کی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا پھر اپنی والدہ اور حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا کے ہمراہ

دارِ ارقم تشریف لے گئے جہاں حضور نبی کریم ﷺ موجود تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو بوسہ دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی جب اپنے جانثار کی حالت دیکھی تو آپ ﷺ پر رقت طاری ہوگئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنی والدہ ماجدہ کے بارے میں بتایا اور حضور نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ وہ ان کے مسلمان ہونے کی دعا فرمائیں چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس وقت حضرت ام الخیر رضی اللہ عنہا کے مسلمان ہونے کی دعا کی اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوگئیں۔

حضرت ام الخیر سلمٰی رضی اللہ عنہا نے اپنے فرزند حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے کچھ عرصہ بعد اور اپنے شوہر حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے وصال سے کچھ عرصہ قبل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا اور جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئیں۔

O......O......O

القابات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے القابات صدیق اور عتیق ہیں۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کے القابات کی وجہ تسمیہ بیان کی جارہی ہے۔

لقب صدیق کی وجہ تسمیہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لقب ''صدیق'' کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے بعد واپس آئے اور قریش مکہ کو اپنی معراج سے آگاہ کیا تو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کو واقعہ معراج کے بارے میں پتہ چلا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج پر جانے کی تصدیق کرتا ہوں چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی اس تصدیق کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو ''صدیق'' کا لقب دیا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب ''صدیق'' اس وجہ سے ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ سچ بولا کرتے تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق میں جلدی کی اور آپ رضی اللہ عنہ سے کبھی کوئی لغزش نہیں ہوئی۔

ابن سعد کی روایت ہے کہ جب معراج شریف میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی سیر کروائی گئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے

فرمایا میری اس معراج کو کوئی تسلیم نہیں کرے گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی معراج کی تصدیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کریں گے کیونکہ وہ صدیق ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ احد پہاڑ پر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ احد پہاڑ پر زلزلہ آ گیا۔ آپ ﷺ نے احد پہاڑ کو اپنے پیر کی ٹھوکر لگائی اور فرمایا۔

''اے احد! ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال پر فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام ''صدیق'' رکھا۔''

اور پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سورۃ الزمر کی آیت ذیل کی تلاوت فرمائی۔

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ بِہٖ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ

''وہ جو سچائی لے کر آیا اور وہ جس نے اس سچائی کی تصدیق کی وہی متقی ہیں۔''

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ عزوجل نے ان کا نام صدیق رکھا اور جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے حضور نبی کریم

ﷺ کی زبان اقدس سے یہ نام کہلوایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز میں حضور نبی کریم ﷺ کے خلیفہ تھے اور حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا ہے اور ہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی دنیا کے لئے پسند فرما لیا۔

صدیق اس کا نام تھا صداقت اس کا کام تھا
کہ بعد از انبیاء وہی تو خیرالانام تھا

لقب عتیق کی وجہ تسمیہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی کے بارے میں کچھ مورخین کا خیال ہے آپ رضی اللہ عنہ کا نام عتیق تھا اور عتیق کا مطلب آزاد ہے۔ جبکہ بیشتر مورخین کا خیال ہے "عتیق" آپ رضی اللہ عنہ کا لقب تھا اور اس ضمن میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت بیان فرماتے ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں ایک روز میں اپنے حجرۂ مبارک میں موجود تھی اور باہر صحن میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ اس دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"جو لوگ کسی عتیق (آزاد) کو دیکھنا چاہیں وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیں۔"

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عتیق کیوں کہا جاتا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ کی کوئی بھی نرینہ اولاد زندہ نہ رہتی تھی پھر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تولد

ہوئے تو انہوں نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی۔

''اے اللہ! اگر یہ بچہ موت سے آزاد ہے تو اسے مجھے دے دے۔''

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اسی وجہ سے عتیق کہا جانے لگا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آگ سے آزاد کر دیا ہے۔''

چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ''عتیق'' کے لقب سے بھی مشہور ہوئے۔

حضرت لیث بن سعد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ''عتیق'' حسن صورت کی وجہ سے کہا جاتا تھا۔

O.......O.......O

دوسرا باب:

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبولِ اسلام تک

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل کے حالات،

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اسلام قبول کرنا اور

مشرکین کے مصائب برداشت کرنا

O......O......O

رسل اور انبیاء علیہم السلام کے بعد جو افضل ہو عالم سے
یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا
گدا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خدا سے فضل پاتا ہے
خدا کے فضل سے میں ہوں گدا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل کے حالات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تعلق قریش کے ایک قبیلہ بنو تیم سے تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار ایک خوش اخلاق، نیک سیرت اور ایماندار تاجروں میں ہوتا تھا۔ قریش کے لوگ آپ رضی اللہ عنہ کا نام نہایت احترام سے لیتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ صاحب علم تھے اور یہی وجہ تھی کہ قریش کے سردار کئی اہل مواقع پر آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا سفیر اور مشیر مقرر فرماتے تھے۔

بت پرستی نہ کرنے کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دورِ جہالیت میں کبھی بھی بتوں کے آگے سجدہ ریز نہ ہوئے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ اس دور کی تمام جاہلانہ رسوم و رواج سے باغی تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں فرمایا۔

"میں نے کبھی بھی کسی بت کے آگے سجدہ نہیں کیا۔ جب میں سن بلوغ کو پہنچا تو میرے والد مجھے ایک کوٹھڑی میں لے گئے جہاں بت موجود تھے۔ انہوں نے مجھے اس کوٹھڑی میں بند کر دیا۔ جب مجھے بھوک لگی تو میں نے ایک بت سے کہا کہ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دو تو اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر میں نے ایک بت سے کہا کہ میں برہنہ ہوں مجھے کپڑے پہناؤ تو

اس نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔ پھر میں نے ان بتوں کو پتھر مار کر توڑ دیا۔"

خون بہا اور تاوان کے امور کے فیصلے کرنا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قبیلہ خون بہا اور تاوان کے امور کے فیصلے کرتا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ ابتداء میں اسی منصب پر فائز تھے اور اپنے منصب کو نہایت خوش اسلوبی سے نبھا رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بچپن سے ہی نہایت اصول پسند تھے اور اصولوں پر کسی بھی قسم کا سمجھوتا نہ کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قریش کے ان گیارہ لوگوں میں شامل تھے جن کے ذمہ خون بہا اور دیگر قصاص کے معاملات سپرد تھے اور قریش کا چونکہ کوئی حاکم نہ تھا لہٰذا ہر قبیلے کے لئے ولایت عام تھی اور آپ رضی اللہ عنہ اپنی بزرگی وفضیلت کی بناء پر قریش میں ممتاز تھے۔

شراب نوشی نہ کرنے کا فیصلہ:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دورِ جاہلیت سے ہی اپنے اوپر شراب کو حرام قرار دے دیا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ نے کبھی شراب کو ہاتھ نہ لگایا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دورِ جاہلیت میں میرا گزر ایک مدہوش آدمی کے پاس سے ہوا جو غلاظت میں اپنا ہاتھ ڈالتا اور پھر اسے اپنے منہ کے پاس لے جاتا۔ جب اس کو اس غلاظت کی بدبو محسوس ہوتی تو وہ ہاتھ منہ میں ڈالنے سے رک جاتا۔ میں نے جب اس شخص کو دیکھا تو اس وقت سے شراب کو خود پر حرام کرلیا۔

سردارانِ قریش کا فیصلوں پر اعتماد کرنا:

روایات میں موجود ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عربوں کی نفسیات سے بخوبی آگاہ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کو عربوں کی نسب دانی میں بھی کمال حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شرافت اور ایمانداری کے باعث سردارانِ قریش اپنا مال تجارت کی غرض سے آپ رضی اللہ عنہ کو دیتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلوں پر بخوبی اعتماد کا اظہار کرتے تھے۔

دورِ جاہلیت سے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوست:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دورِ جاہلیت کی تمام معاشرتی برائیوں سے پاک رہے اور یہی وجہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ قریش کے تمام قبائل میں نہایت ہی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ دورِ جاہلیت سے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوست تھے اور اکثر و بیشتر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ ملک شام تجارت کی غرض سے گئے اور بحیرہ راہب سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ بھی اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دورِ جاہلیت میں تجارت کیا کرتے تھے اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پر آپ رضی اللہ عنہ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا کل سرمایہ جو چالیس ہزار درہم تھا سب کا سب راہِ خدا میں خرچ کر دیا۔ جب لوگوں نے پوچھا کہ تم نے اپنے بال بچوں کے لئے کیا چھوڑا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میرے بال بچوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی کافی ہیں۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اکثر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ بھی اکثر و بیشتر آپ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لاتے تھے اور دونوں حضرات کے مابین دوستی مثالی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ بھی چونکہ ابتداء سے بت پرستی، شراب نوشی اور دیگر معاشرتی برائیوں سے دور تھے اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت میں آپ رضی اللہ عنہ کو قلبی سکون ملتا تھا۔

خوابوں کی تعبیر بیان کرنا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا شمار قریش کے ان چند لوگوں میں ہوتا تھا جو پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ علم الانساب کے ماہر بھی تھے اور فن خطابت پر بھی عبور رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اشعار بھی کہا کرتے تھے اور تعبیر الرویاء کے بھی ماہر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس قریش کے معززین آتے اور آپ رضی اللہ عنہ سے اپنے خوابوں کی تعبیر دریافت کیا کرتے تھے الغرض آپ رضی اللہ عنہ اس وقت کے تمام مروجہ علوم پر کامل عبور رکھتے تھے۔

حلف الفضول میں شمولیت کا فیصلہ:

مؤرخین لکھتے ہیں عربوں میں حرب فجار کے نام سے کئی معرکے ہوئے اور آخری معرکہ جو عربوں کے مابین ہوا اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی عمر بیس برس تھی۔ قریش مکہ نے اس جنگ کے بعد فیصلہ کیا کہ اب وہ آئندہ کوئی جنگ نہ کریں گے اور ان جنگوں میں ان کے بے شمار لوگ مارے گئے ہیں اور انہیں بے پناہ

مالی نقصان برداشت کرنا پڑا ہے چنانچہ انہوں نے جنگ کے خاتمہ کے لئے باہم ایک معاہدہ کیا اور اس معاہدہ امن کی شرائط طے کرنے کے لئے ایک تنظیم بنائی جس کا نام حلف الفضول رکھا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی اس تنظیم کا حصہ تھے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اس تنظیم میں شمولیت کا فیصلہ کیا۔

مکہ مکرمہ میں مہمان خانہ کی تعمیر کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں جب ہوش سنبھالی تو دیکھا کہ دنیا کے گوشے گوشے سے لوگ یہاں آتے ہیں اور خانہ کعبہ کی زیارت اور طواف کرتے ہیں مگر شہر مکہ میں مہمانوں کے قیام و طعام کی سہولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں ایک مہمان خانہ تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے مہمان خانہ میں لوگوں کو زندگی کی تمام بنیادی سہولیات بلا معاوضہ فراہم کی جاتی تھیں اور مہمانوں کے کھانے پینے کی تمام ذمہ داری آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی۔

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اسلام قبول کرنا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چالیس برس ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عرصہ میں اکثر و بیشتر عبادت کی غرض سے غارِ حرا میں تشریف لے جاتے تھے اور کئی کئی دن وہاں مقیم رہتے تھے۔ پھر اللہ عزوجل نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی دے کر بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصب رسالت پر فائز کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ توحید پر جن حضرات نے لبیک کہا ان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اوّلین لوگوں میں ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے متعلق کئی روایات منقول ہیں جنہیں ذیل میں اختصار کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے تا کہ قارئین کے لئے ذوق کا باعث بنیں۔

تمام لوگوں سے زیادہ سعادت مند ہو گئے:

امام سہیلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دعوتِ اسلام دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی تردد کے اس دعوت کو قبول فرما لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے سے پہلے خواب میں چاند دیکھا تھا جو مکہ مکرمہ کی طرف نازل ہوا اور ہر گھر میں علیحدہ علیحدہ داخل ہوا۔ وہ چاند جس گھر میں بھی داخل ہوا وہاں نور چمک اٹھا۔ پھر وہ چاند آپ رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کی گود میں جمع ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اپنے اس خواب کی

تعبیر چند اہل کتاب سے معلوم کی تو انہوں نے بتایا جس نبی کا انتظار تھا اس کی آمد ہو چکی ہے اور تم اس نبی کے دامن سے وابستہ ہو گے اور تم تمام لوگوں سے زیادہ سعادت مند ہو گے۔

ورقہ بن نوفل کی پیشگوئی:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے متعلق یہ بھی منقول ہے آپ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں خانہ کعبہ کے صحن میں تشریف فرما تھا۔ زید بن عمرو بھی میرے ہمراہ تھا۔ اس دوران امیہ بن ابی صلعت جو کہ شاعر تھا وہاں سے گزرا اور اس نے زید سے کہا۔

''خیر کے متلاشی تم کیسے ہو؟''

زید نے جواب دیا۔

''میں خیریت سے ہوں۔''

امیہ بن ابی صلعت نے پوچھا۔

''کیا تم نے پا لیا ہے؟''

زید نے کہا۔

''نہیں۔''

تب امیہ بن ابی صلعت نے شعر پڑھا جس کا مفہوم تھا۔

''قیامت کے دن تمام دین مٹ جائیں گے اور صرف ایک دین باقی رہ جائے گا جس کا فیصلہ اللہ کرے گا۔''

پھر امیہ بن ابی صلعت نے کہا۔

''جس کا تمہیں انتظار ہے وہ ہم میں سے ہو گا یا پھر اہل فلسطین

میں سے ہوگا؟''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امیہ بن ابی صلعت کی بات سن کر میں ورقہ بن نوفل کے پاس گیا جنہوں نے مجھے بتایا۔

''ہاں بھتیجے! ایک نبی کا انتظار ہے اور اہل کتاب اور علماء کا اصرار ہے کہ وہ شخص ملک عرب کی بہترین نسل میں سے ہوگا۔''

قبیلہ ازد کے عالم کی پیشگوئی:

تاریخ ابن عساکر میں منقول ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل ملک یمن تجارت کی غرض سے گئے۔ ملک یمن میں آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات قبیلہ ازد کے ایک عمر رسیدہ عالم دین سے ہوئی جو کہ تمام آسمانی کتابوں کا عالم تھا۔ اس نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو دریافت کیا کہ کیا تم حرم کے رہنے والے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں میں اہل حرم میں سے ہوں۔ اس عالم نے پوچھا کیا تم قریشی ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں میں قریشی ہوں۔ اس عالم نے پوچھا کیا تم تیمی ہو؟ یعنی بنو تیم سے تمہارا تعلق ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! میں تیمی ہوں اور میرا نام عبداللہ بن عثمان (رضی اللہ عنہما) ہے۔ اس عالم نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''تم ایک نبی کے ساتھی بنو گے جو عنقریب مبعوث ہونے والا ہے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب ملک شام اور ملک یمن کے سفر کے بعد مکہ مکرمہ واپس لوٹے تو آپ رضی اللہ عنہ کو سفر کی کامیابی کی مبارک باد دینے کے لئے سرداران قریش کا ایک وفد آیا اور کامیاب تجارتی سفر کی مبارک باد دی اور کہنے لگے تمہارے دوست محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور ہمارے

آباؤ اجداد کے دین کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے۔ ہم تمہارے ہی انتظار میں تھے کہ تم آؤ اور تمام معاملہ اپنے ہاتھ میں لو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے گھر تشریف لے گئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے باہر آنے کی درخواست کی۔ حضور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''اے ابوالقاسم ﷺ! آپ ﷺ کے متعلق مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کو ایک خدا کی عبادت کی دعوت دے رہے ہیں اور نبی برحق ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''ہاں ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! میرے پروردگار نے مجھے ایک خاص مقصد کے لئے مبعوث فرمایا ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ میں لوگوں کو خدائے واحد کی عبادت کی تلقین کروں انہیں برے کاموں سے روکوں اور ان تک اللہ عزوجل کا پیغام پہنچاؤں۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی باتیں سنیں تو کہا۔

''بلاشبہ آپ جھوٹ نہیں بولتے اور آپ ہی اس منصب اعلیٰ کے اہل ہیں۔ آپ امانت دار ہیں اور صلہ رحمی کرتے ہیں۔ آپ اچھے کام کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اچھے کام کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ میں آپ کے دست حق پر بیعت کرتا ہوں اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔''

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرلیا۔

مجھے اس کی خبر عظیم فرشتہ نے دی:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے بارے میں ایک روایت یہ بھی منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دعویٰ نبوت کی دلیل مانگی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے ملک شام میں ایک خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر بھی تو نے معلوم کی تھی۔ پھر تو ملک یمن میں ایک عالم سے ملا تھا جس نے تجھے خبر دی تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب یہ باتیں سنیں تو حیرانگی سے دریافت کیا آپ کو ان تمام باتوں کی خبر کس نے دی؟ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عظیم فرشتہ نے جو مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوتا رہا ہے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اسی وقت اپنا ہاتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دے دیا اور آپ کے نبی برحق ہونے کی گواہی دے دی۔

درخت کی شہادت:

شواہد النبوۃ میں مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں زمانہ جاہلیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے کہ اچانک اس درخت کی ایک شاخ نیچے جھکی اور آپ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگی ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے تم اس کی تصدیق کرو گے اور تم سے زیادہ نیک بخت کوئی نہ ہوگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا اس نبی کا نام کیا ہے؟ درخت کی شاخ نے کہا ان کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ بولے وہ میرے دوست ہیں۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

اس درخت سے عہد لیا کہ جب وہ مبعوث ہوں تو مجھے اس کی خبر دینا چنانچہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کا وقت نزدیک آیا تو اس درخت نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابن ابی قحافہ (رضی اللہ عنہ)! نبی آخرالزماں ﷺ کی بعثت کا وقت آن پہنچا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کے رب کی قسم! تم اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جاؤ گے۔ آپ رضی اللہ عنہ اگلے دن حضور نبی کریم ﷺ کے پاس گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! میں تمہیں ایک خدا اور رسول کی طرف بلاتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً کلمہ پڑھ لیا اور حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لے آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی۔

آپ (ﷺ) سچ فرماتے ہیں:

ریاض النضرہ میں منقول ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعثت نبوی ﷺ سے قبل تجارت کی غرض سے ملک شام تشریف لے گئے۔ راستہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا سورج اور چاند آسمان سے نیچے اترے اور آپ رضی اللہ عنہ کی گود میں آ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو پکڑ کر اپنے سینہ سے لگایا اور اپنی چادر مبارک ان پر اوڑھا دی۔ جب صبح ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ اس عجیب وغریب خواب کی تعبیر پوچھنے کے لئے ایک عیسائی راہب کے پاس پہنچے اور اپنا خواب اس سے بیان کیا۔ اس عیسائی راہب نے دریافت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کہاں سے آئے ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کا نام کیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنا نام بتایا اور بتایا کہ میں مکہ مکرمہ کا رہنے والا ہوں اور میرا تعلق بنی ہاشم سے ہے۔ عیسائی راہب نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا پیشہ کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجارت کرتا ہوں۔ عیسائی راہب نے کہا۔

''آپ رضی اللہ عنہ کو مبارک ہو کہ مکہ مکرمہ اور قبیلہ بنی ہاشم میں
آخری نبی کا ظہور ہو گیا ہے اور اگر وہ نبی پیدا نہ ہوتے تو یہ
زمین و آسمان بھی پیدا نہ ہوتے اور تمام کائنات کا ظہور انہی کی
وجہ سے ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام انہی کی وجہ سے مبعوث
فرمائے گئے اور وہ تمام انبیاء و مرسلین کے سردار ہیں اور اے
ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم ان کے
دین میں داخل ہو گے اور ان کے اولین وزیر ہو گے اور تم ان
کے خلیفہ ہو گے اور میں نے ان کی تعریف تورات میں پڑھی
ہے، انجیل و زبور میں ان کا تذکرہ موجود ہے اور میں ان پر
ایمان لا چکا اور ان کے دین میں داخل ہو چکا مگر عیسائیوں
کے خوف کی وجہ سے میں نے اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا اور
آج ساری حقیقت آپ رضی اللہ عنہ کے گوش گزار کر دی۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے خواب کی تعبیر سنی تو قلبی کیفیت بدل گئی اور عجیب رقت طاری ہو گئی۔ پھر جب آپ رضی اللہ عنہ وفورِ شوق میں اپنا سفر ادھورا چھوڑ کر مکہ مکرمہ واپس تشریف لائے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا۔

''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم کلمہ پڑھو اور میری اطاعت کرو۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''تمہارا وہ خواب جو تم نے ملک شام میں دیکھا اور عیسائی راہب

نے اس کی یہ تعبیر فرمائی اور وہ میرا ہی معجزہ ہے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! آپ سچ فرماتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ عزوجل کے بندے اور رسول ہیں۔''

اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جانا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے والے دوسرے شخص تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی زوجہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا تھا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے پوچھا کہ مہاجرین اور انصار نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت میں سبقت کیوں کی جب کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ان پر فوقیت حاصل تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو چار باتوں میں فوقیت حاصل تھی۔ میں ان کا ہمسر نہیں تھا، اسلام کا اعلان کرنے میں، ہجرت میں پہل کرنے، غار میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہونے اور اعلانیہ نماز قائم کرنے میں وہ مجھ سے آگے تھے۔ انہوں نے اس وقت اسلام کا اظہار کیا جب کہ میں اسے چھپا رہا تھا۔ قریش مجھ کو حقیر سمجھتے تھے جبکہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پورا پورا وزن دیتے تھے۔ اللہ کی قسم! اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ خصوصیات نہ ہوتیں تو اسلام اس طرح نہ پھیلتا اور طالوت کے ساتھیوں نے نہر سے پانی پی کر جس کردار کا اظہار کیا تھا اسی طرح کے کردار کا اظہار لوگ یہاں

بھی کرتے اور تم دیکھتے نہیں کہ جہاں اللہ عزوجل نے دوسرے لوگوں کو ڈانٹا وہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف بھی کی۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہے اور اس قول کی تصدیق ترمذی شریف کی حدیث سے بھی ہوتی ہے مردوں میں سب سے پہلے اسلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قبول کیا، عورتوں میں سب سے پہلے اسلام ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے قبول کیا جبکہ بچوں میں سب سے پہلے اسلام حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قبول کیا۔

نبی حق نے بعثت نبی کی جونہی خبر دی
نہ پیش نہ پس کی ابوبکر نے اور نہ کی اگر مگر
فدا ہوئے وہ سب سے پہلے آخری رسول پر
ابوبکر کی منقبت لکھے تو کوئی کیا اثر

O......O......O

مشرکین کے مصائب برداشت کرنا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے دین اسلام کو جو تقویت ملی وہ اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ قریش مکہ میں بلند مقام کے حامل تھے اور ہر شخص آپ رضی اللہ عنہ کی عزت کرتا تھا اسی لئے جب آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے حلقہ احباب میں دعوت اسلام دی تو بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اڑتیس برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد تبلیغ اسلام اور اشاعت اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے بنی امیہ، بنی اسد، بنی زہرہ اور بنی تیم کے کئی عمائدین دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

دعوتِ تبلیغ کا فیصلہ:

ابن اسحٰق کی [illegible]یت ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد دعوتِ تبلیغ کا فیصلہ کیا اور جب آپ رضی اللہ عنہ نے شروع میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو حضرت عثمان بن عفان، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کر لیا اور ان پانچوں صحابہ کا شمار اپنے قبائل کے نامور سرداروں میں ہوتا تھا اور بعدازاں یہ تمام صحابہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہوئے جنہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے دنیا میں ہی جنت کی بشارت دی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دعوتِ اسلام دی تو سب سے پہلے حضرت عثمان بن عفان، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کیا۔ ان کے بعد حضرت عثمان بن مظعون، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت ابوسلمہ اور حضرت ارقم رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کیا۔

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنا رکھی تھی جہاں ابتدائے اسلام میں آپ رضی اللہ عنہ نماز ادا کرتے اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے۔ دورانِ تلاوت آپ رضی اللہ عنہ پر گریہ طاری ہو جاتا اور لوگوں کا ایک جم غفیر آپ رضی اللہ عنہ کی تلاوت سننے کے لئے اکٹھا ہو جاتا۔ یہ آپ رضی اللہ عنہ کی پرسوز تلاوت کا اثر تھا کہ بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی تحریک پر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ترغیب پر اسلام قبول کیا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں خانہ کعبہ کے صحن میں بیٹھا تھا کہ مجھے خبر ہوئی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی ابولہب کے بیٹے عتبہ سے کر دی ہے۔ مجھے حسرت ہوئی کہ کاش ان کا نکاح میرے ساتھ ہوتا۔ اس کیفیت میں جب میں گھر پہنچا تو میری خالہ نے مجھ سے کہا اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منصب رسالت پر فائز کیا ہے پھر انہوں

نے مجھے اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جن کے ساتھ میرا اٹھنا بیٹھنا تھا۔ میں جب ان کے پاس پہنچا تو وہ کہنے لگے اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! کیا سوچ رہے ہو؟ میں نے انہیں خالہ کی بات بتائی تو انہوں نے بھی مجھے اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی۔ اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی تھے جنہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر میں اٹھا رکھا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور سلام کرنے کے بعد درخواست کی کہ وہ کچھ دیر ان کے پاس بیٹھ جائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اللہ عزوجل تمہیں جنت کی جانب بلاتا ہے اور تم اس دعوت کو قبول کرنے میں دیر نہ کرو اللہ عزوجل نے مجھے سب لوگوں کی جانب اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات میرے دل میں اتر گئی اور میں نے اسلام قبول کر لیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح میرے ساتھ ہو گیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کی تحریک پر طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تحریک پر اسلام قبول کیا تھا۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اپنے قبول اسلام کے متعلق فرماتے ہیں کہ

میں بصریٰ کے ایک بازار میں موجود تھا وہاں ایک راہب گرجے میں لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ معلوم کرو کہ کیا سرزمین عرب سے کوئی یہاں موجود ہے؟ میں نے کہا میں ہوں۔ اس نے مجھ سے پوچھا کیا احمد (ﷺ) کا ظہور ہو چکا؟ میں نے پوچھا کون احمد (ﷺ)؟ اس نے کہا احمد (ﷺ) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) بن عبدالمطلب۔ یہ ان کے ظہور کا مہینہ ہے اور تم اس بات کا دھیان رکھنا کہ ان کی پیروی کرنے میں کوئی تم پر سبقت نہ لے جائے۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے فوراً واپس مکہ مکرمہ لوٹا۔ وہاں لوگوں نے مجھے حضور نبی کریم ﷺ کے اعلانِ نبوت کے متعلق بتایا۔ پھر قریش نے مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ میں جب ان کے پاس پہنچا تو وہ کچھ لوگوں میں بیٹھے تھے۔ میں نے انہیں علیحدہ بلایا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم مجھے کیا دعوت دیتے ہو؟

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا میں لات وعزیٰ کی عبادت کی دعوت دیتا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ کون ہیں؟ میں نے کہا وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں تو ان کی ماں کون ہے؟ میرے پاس ان کے سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔ پھر جب میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو ان کے پاس بھی کوئی جواب نہ آیا۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل ایک ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گئے جہاں میں نے

ایک مرتبہ پھر حضور نبی کریم ﷺ کے دست اقدس پر گواہی دی کہ وہ اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔

مصائب پر استقامت اختیار کرنے کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے اعلان کے ساتھ ہی مشرکین مکہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے اپنی عداوت ظاہر کر دی اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کو ہر وقت نقصان پہنچانے کے درپے رہنے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی چونکہ مسلمان ہو چکے تھے لہٰذا مشرکین آپ رضی اللہ عنہ کو بھی تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے مصائب پر استقامت اختیار کرنے کا فیصلہ کیا اور مشرکین مکہ کے مظالم پر صبر و تحمل سے کام لیا۔

ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ موجود تھی اور اس وقت اسلام لانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد انتالیس تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ سے اصرار کر رہے تھے ہمیں کھل کر تبلیغ کرنی چاہئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابھی ہم تعداد میں کم ہیں اس لئے ابھی کچھ دیر انتظار کرنا چاہئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کا اصرار مزید بڑھا تو حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر خانہ کعبہ میں آ گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کو لے کر تشریف فرما ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس دوران کفارِ مکہ نے دھاوا بول دیا۔ عتبہ بن ربیعہ جو بعدازاں جنگ بدر میں سب سے پہلے قتل ہوا تھا اس نے آپ رضی اللہ عنہ پر گھونسوں اور جوتوں کی بوچھاڑ شروع کر دی جس سے آپ رضی اللہ عنہ کا چہرہ سوج گیا۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کے قبیلہ

کے لوگ آئے اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو عتبہ بن ربیعہ کے چنگل سے چھڑایا اور گھر پہنچا دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر سلمٰی رضی اللہ عنہا جو کہ اس وقت مسلمان نہ ہوئیں تھیں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو کچھ کھلانے پلانے کا ارادہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ جب تک میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ لوں گا اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا مجھے ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ سے فرمایا وہ جائیں اور ام جمیل رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کریں۔

حضرت ام الخیر سلمٰی رضی اللہ عنہا اسی وقت حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا کے گھر گئیں تو انہوں نے بتایا مجھے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فی الحال کچھ معلوم نہیں ان کی طبیعت کیسی ہے؟ پھر حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا، آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خیریت دریافت کی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا پھر اپنی والدہ اور حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا کے ہمراہ دارِ ارقم تشریف لے گئے جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بوسہ دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جب اپنے جانثار کی حالت دیکھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رقت طاری ہو گئی۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز

قریش کے کچھ لوگ خانہ کعبہ میں جمع تھے اور میں بھی ان کے ہمراہ تھا اور ان کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہم نے کسی شخص کو اس حد تک جاتے نہیں دیکھا جس حد تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) چلے گئے۔ کسی شخص نے کبھی اپنی قوم پر اتنی آفت نازل نہیں کی جو انہوں نے کر دی۔ انہوں نے ہمیں بکھیر دیا ہے اور وہ ہمارے جدامجد کے مذہب میں نقص نکالتے ہیں اور ہمیں بے وقوف جانتے ہیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور خانہ کعبہ کا طواف شروع کر دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے پاس سے گزرے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آوازیں کسنا شروع کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو تمہارے پاس دین حق لایا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر ان لوگوں نے سر جھکا لئے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے تو مشرکین بھی وہاں سے ہٹ گئے۔ اگلے روز وہ پھر وہیں اکٹھے بیٹھے تھے اور ایک دوسرے کو طعنہ دے رہے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سب کے سامنے کہہ کر چلے گئے اور کوئی کچھ بھی نہ کر سکا۔ اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پھر وہاں تشریف لائے۔ مشرکین غصہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھپٹے کہ تم کیا کہتے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں درست کہتا ہوں اور پھر ان میں سے ایک آدمی آگے بڑھا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کا کونہ پکڑ لیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان مشرکین کے درمیان آ گئے اور کہنے لگے۔

"تم ایک شخص کو صرف اس وجہ سے اذیت دیتے ہو وہ تمہیں
کہتا ہے میرا رب ایک اللہ ہے۔"

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مشرکین نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مارنا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کا سر پھٹ گیا اور داڑھی خون سے سرخ ہو گئی۔

حضور نبی کریم ﷺ کو مشرکین سے چھڑانے کا فیصلہ:

بخاری کی روایت ہے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا مشرکین نے حضور نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ تکلیف کب پہنچائی؟ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے دیکھا حضور نبی کریم ﷺ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے اس دوران ایک مشرک عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کے گلے میں اپنی چادر ڈال کر آپ ﷺ کا گلا گھونٹنا چاہا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے عقبہ بن ابی محیط کو دھکا دے کر پیچھے کیا اور حضور نبی کریم ﷺ کو اس کے چنگل سے چھڑایا اور فرمایا۔

"تم انہیں ناحق ستاتے ہو حالانکہ یہ کہتے ہیں میرا رب اللہ
ہے اور وہ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس نشانی
لے کر آئے ہیں۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میرے والد ابوطالب فوت ہوئے تو ان کی وفات کے تین دن بعد قریش مکہ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا۔ اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

آ گئے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کا دفاع کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ مشرکین مکہ کو ہٹاتے رہے اور فرماتے تھے۔

''کیا تم اس بناء پر ان کو شہید کرنا چاہتے ہو کہ یہ کہتے ہیں اللہ ایک ہے اور وہ اللہ کے رسول ہیں اور اس بات کی دلیل بھی ان کے پاس ہے۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔''

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا میں نے دیکھا مشرکین مکہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو پکڑ لیا اور پھر ان میں سے کوئی حضور نبی کریم ﷺ کو گھسیٹتا تھا اور کوئی دھکے دیتا تھا اور مشرکین مکہ کہتے تھے یہ ہی ہیں جو کہتے ہیں اللہ ایک ہے۔ ہم میں سے کسی میں اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ آگے بڑھ کر ان مشرکین کو روکتا اور حضور نبی کریم ﷺ کو ان کے ظلم سے بچاتا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے اور انہوں نے آگے بڑھ کر مشرکین مکہ کو مارنا شروع کر دیا اور انہیں دھکے دینے شروع کر دیئے اور آپ رضی اللہ عنہ ساتھ ہی یہ بھی کہتے جاتے تھے۔

''تم انہیں اس لئے مارتے ہو یہ کہتے ہیں میرا رب اللہ عزوجل ہے۔''

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ بیان کیا اور اپنی چادر اوڑھ لی اور رونے لگے اور آپ رضی اللہ عنہ اتنا روئے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں فرعون کی قوم کا مومن بہتر

ہے یا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔''

لوگ خاموش رہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تم بولتے کیوں نہیں؟ اللہ عزوجل کی قسم! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہتر ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کی ایک گھڑی کی عبادت فرعون کے مومن کی ہزار برس کی عبادت سے افضل ہے اور فرعون کے مومن نے اپنا ایمان چھپایا جبکہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا ایمان سب پر ظاہر کیا۔''

ابن الدغنہ کی پناہ واپس کرنے کا فیصلہ:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں میں نے اپنے ہوش سے ہی اپنے والدین کو دین حق پر پایا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاناغہ صبح و شام ہمارے گھر تشریف لاتے تھے۔ پھر مشرکین نے مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیئے تو میرے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی حبشہ کی جانب ہجرت کے ارادہ سے گھر سے نکلے پھر جب آپ رضی اللہ عنہ ''برک الغماد'' کے مقام پر پہنچے تو وہاں آپ رضی اللہ عنہ کی ملاقات ربیعہ بن فہیم سے ہوئی جو مشرکین مکہ کے سرداروں میں سے ایک تھا اور ابن الدغنہ کے لقب سے مشہور تھا۔ اس نے میرے والد سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''مجھے میری قوم نے نکال دیا اب میں زمین میں گھومنا چاہتا ہوں تاکہ اپنے رب کی عبادت کرسکوں۔''

ابن الدغنہ کہنے لگا۔

''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم جیسا شخص نہ خود گھر سے نکلتا ہے اور

نہ اسے کوئی نکال سکتا ہے تم تو مفلسوں کی مدد کرنے والے،
صلہ رحمی کرنے والے اور مصیبت زدوں کا سہارا بننے والے ہو۔
تم مسافروں اور مہمانوں کی خدمت کرتے ہو میں تمہیں پناہ
دیتا ہوں تم اپنے شہر واپس لوٹ جاؤ اور اپنے رب کی عبادت
کرو۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب ابن الدغنہ کی بات سنی تو واپس لوٹ آئے۔ ابن الدغنہ نے مشرکین مکہ کے سرداروں کو جمع کیا اور انہیں سمجھایا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ جیسے شخص کو مکہ مکرمہ سے جانے پر مجبور نہ کریں۔ تمام سردار کہنے لگے کہ چونکہ تم نے انہیں پناہ دی ہے اس لئے ہم انہیں کچھ نہیں کہیں گے تم ان سے کہہ دو کہ وہ گھر کے اندر رہ کر اپنے طریقہ کے مطابق رب کی عبادت کریں اور ہمیں تبلیغ کے ذریعے اذیت نہ پہنچائیں۔

ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جا کر تمام سرداروں کی بات بتائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اس بات کو مان لیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے گھر کے صحن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنائی جس میں عبادت کیا کرتے اور جب اہلیانِ مکہ آپ رضی اللہ عنہ کی تلاوت سنتے تو ان پر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔

مشرکین مکہ نے ابن الدغنہ کو بلایا اور اس سے شکایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں مسجد بنالی ہے اور وہ اعلانیہ نماز پڑھتے ہیں اور بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے بہک نہ جائیں تم انہیں اس سے روکو۔ جس پر ابن الدغنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے

پاس آ کر کہا۔

''میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو پناہ دی ہے آپ رضی اللہ عنہ اعلانیہ نماز نہ پڑھیں اور نہ ہی بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کریں، مشرکین مکہ نے مجھ سے آپ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی ہے انہیں ڈر ہے کہ ان کی عورتیں اور بچے بہک جائیں گے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں نے تمہاری پناہ تمہیں واپس لوٹائی اور میں اپنے رب کی پناہ اور اس کی رضا میں راضی ہوں۔''

شعب ابی طالب میں رہنے کا فیصلہ:

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتویں برس جب مشرکین مکہ نے دیکھا دین اسلام روز بروز ترقی کرتا جا رہا ہے اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور پھر حضرت سیّدنا حمزہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم جیسے ان کے بہادر اسلام قبول کر چکے ہیں تو ان کے مظالم میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔ قریش نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا بائیکاٹ کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خاندان والوں سمیت ایک گھاٹی میں محصور کر دیا جو تاریخ میں شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہے۔ قریش نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا پانی بند کر دیا اور انہیں کھانے کے لئے کوئی چیز میسر نہ تھی۔ قریش نے بنو ہاشم کے لئے انتہائی کڑی شرائط رکھیں۔

۱۔ بنی ہاشم کے خاندان میں کوئی شادی نہیں کرے گا۔

۲۔ بنی ہاشم کے ساتھ کسی قسم کی کوئی تجارت نہیں کی جائے گی۔

۳۔ کوئی بھی ان کے ساتھ باہمی تعلق یا ملاقات یا بات چیت نہیں کرے گا۔

۴۔ کوئی شخص ان کے پاس کھانے پینے کا کوئی سامان لے کر نہیں جائے گا۔

منصور بن عکرمہ نے اس معاہدہ کو تحریر کیا اور اس معاہدہ پر قریش کے تمام سرداروں نے دستخط کیے اور معاہدہ کو خانہ کعبہ کے اندر لٹکا دیا گیا۔ جناب ابوطالب کو مجبوراً حضور نبی کریم ﷺ اور خاندان کے دیگر افراد کو لے کر مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع ایک پہاڑ کی گھاٹی میں پناہ لینی پڑی جو بعد میں شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ ﷺ کی بیٹیاں بھی تھیں۔

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شعب ابی طالب میں قیام کے دوران بھی حضور نبی کریم ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑا اور آپ رضی اللہ عنہ کا بنوہاشم کے ہمراہ شعب ابی طالب میں محصور ہونا جناب ابوطالب کے قصیدہ سے بھی ظاہر ہے جو انہوں نے شعب ابی طالب سے نکلنے کے بعد کہا تھا۔

هم رجعوا سهل بن بيضاء راضيا

وسر ابوبكر بها و محمد

''قریشیوں نے بیضا کے بیٹے سہل کو خوش کر کے واپس کیا اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) و محمد (ﷺ) دونوں اس پر خوش ہو گئے۔''

رازدارانِ نبی ﷺ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اکثر و بیشتر آپ رضی اللہ عنہ کے گھر قیام کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی طویل نشست ہوتی جس میں اسرار و رموز کی کئی باتیں ہوتی تھیں

اور اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ کو رازدارانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہا جاتا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اپنے والدین کو راہِ حق پر پایا ہے اور کوئی بھی دن ایسا نہ گزرا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن میں دو مرتبہ یعنی صبح اور شام ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی باہر تشریف لے جاتے تو جب بھی کوئی ندائے غیبی سنائی دیتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ذکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کرتے تھے جو زمانہ جاہلیت سے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست اور رازدان تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام زندگی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اللہ عزوجل کے احکامات کے تابع کر لی۔ آپ رضی اللہ عنہ اسلام کے اس قدر شیدائی تھے کہ ہر موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے جنگ ہو یا امن ہر موقع پر دین اسلام کی سربلندی کے لئے کوشاں رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی انہی قربانیوں کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

> ''میں نے ہر ایک کے احسانوں کا بدلہ دے دیا ہے لیکن ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے احسانوں کا بدلہ روزِ محشر اللہ عزوجل خود دے گا۔''

O.....O.....O

تیسرا باب:

مکی زندگی کے شب و روز اور ہجرتِ مدینہ

کمزور مسلمانوں کی اعانت کرنا،
واقعہ معراج کی تصدیق،
سفر ہجرت میں حضور نبی کریم ﷺ کے رفیق

O......O......O

نبی اور خدا کا مدح گو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہے
نبی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خدا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا
ضیاء میں مہر عالم تاب کا یوں نام کب ہوتا
نہ ہوتا نام گر وجہ ضیاء صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا

کمزور مسلمانوں کی اعانت کرنا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے مال اور اپنے اثر ورسوخ سے کمزور مسلمانوں کی اعانت کی اور بے شمار غلاموں کو جو اسلام قبول کر چکے تھے انہیں بھاری معاوضہ کے عوض خرید کر آزاد کیا۔

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابتدائے اسلام میں سات ایسے غلام جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا اور ان کے آقا ان پر تشدد کرتے تھے انہیں بھاری معاوضہ کے عوض خرید کر آزاد کر دیا اور ان غلاموں میں حضرت بلال حبشی اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ بھی شامل ہیں۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو خریدنے کا فیصلہ:

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کا آقا امیہ بن خلف جو حضور نبی کریم ﷺ کی مخالفت میں پیش پیش تھا اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو ظلم وستم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کے لئے ہر دن نئی سے نئی سزا تجویز کرتا تھا اور کبھی آپ رضی اللہ عنہ کو گرم ریت پر لٹا دیتا تو کبھی جسم پر گرم پتھر رکھ دیتا۔
حضور نبی کریم ﷺ کو بھی بخوبی علم کہ آپ رضی اللہ عنہ پر انتہائی بیہمانہ تشدد کیا جاتا ہے مگر اس معاملہ میں فی الحال حضور نبی کریم ﷺ خاموش تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جن کی رہائش امیہ بن خلف کی رہائش کے پاس تھی وہ بھی جانتے تھے کہ آپ

رضی اللہ عنہ پر کس قدر ظلم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔

ایک دن امیہ بن حلف حسب معمول حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے امیہ بن حلف سے کہا تم بلال (رضی اللہ عنہ) پر اتنا ظلم کیوں کرتے ہو اور اگر وہ اللہ عزوجل کی عبادت کرتا ہے تو اس میں تمہارا کیا نقصان ہے؟ اگر تم اس پر ظلم نہ کرو گے تو یہ حشر میں تیرے کام آئے گا۔ امیہ بن خلف حقارت سے بولا میں روزِ قیامت کو نہیں مانتا اور میرے دل میں جو آئے گا میں وہی کروں گا، یہ غلام میرا ہے میں جیسا چاہوں اس کے ساتھ سلوک روا رکھوں اور تم مجھے روکنے والے کون ہوتے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ پھر امیہ بن خلف کو سمجھاتے ہوئے کہا تم قوی ہو یہ کمزور ہے اور اس پر اس قدر ظلم کرنا تمہاری شان کے خلاف ہے۔ تم اپنے اس فعل سے عربوں کی روایات کو داغدار نہ کرو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور امیہ بن خلف کے مابین یہ بحث کافی دیر تک چلتی رہی اور پھر اس مباحثہ سے تنگ آ کر امیہ بن خلف نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا اگر تم اس غلام کے خیر خواہ ہو تو پھر اسے مجھ سے خرید لو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اس کی کیا قیمت لو گے؟ امیہ بن خلف نے موقع غنیمت جانتے ہوئے کہا اس کی قیمت آپ رضی اللہ عنہ کا غلام فسطاس ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غلام فسطاس سیاہ فام اور بڑے کام کا آدمی تھا اور اہل مکہ کی بڑی خواہش تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ وہ غلام ان کے ہاتھ فروخت کر دیں مگر آپ رضی اللہ عنہ کبھی بھی اسے فروخت کرنے پر راضی نہ ہوئے تھے اور امیہ بن خلف نے بھی اسی سوچ کے ساتھ فسطاس کا مطالبہ کیا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ بحث

ترک کر دیں اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں اس کے ساتھ کوئی بات نہیں کریں گے مگر امیہ بن خلف کے گمان کے برعکس آپ رضی اللہ عنہ نے اس سودے کو منظور کرلیا۔ امیہ بن خلف نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو اس نے ایک مرتبہ پھر کہا میں فسطاس کے ساتھ چالیس اوقیہ چاندی بھی لوں گا اور پھر بلال (رضی اللہ عنہ) کو آپ رضی اللہ عنہ کے حوالہ کروں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر بھی رضامندی ظاہر کر دی اور یوں یہ سودا طے پا گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امیہ بن خلف کو اپنا غلام فسطاس اور چالیس اوقیہ چاندی دے کر حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو خرید لیا۔ امیہ بن خلف جو اس سودے پر بہت خوش تھا کہنے لگا اے ابن ابی قحافہ (رضی اللہ عنہ)! اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو اس غلام کو ایک درہم کے چھٹے حصہ کے بدلہ میں بھی خریدنا گوارا نہ کرتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اے امیہ! تو اس غلام کی قیمت سے آگاہ نہیں اور تو اس کی قیمت مجھ سے پوچھ یمن کی حکومت بھی اس کے عوض کم ہے۔''

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو آزاد کرنے کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام واقعہ کا علم ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔

''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! مجھے بھی اپنے نیک کام میں شریک کر لو۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! گواہ رہیے

میں نے بلال (رضی اللہ عنہ) کو آزاد کر دیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس عمل کی بارگاہِ خداوندی میں قبولیت کی دعا کی۔

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کرنے کا فیصلہ:

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بھی ان غلاموں میں سے ہیں جنہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد فرما دیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ابتدائی دنوں میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے مشرک مالک نے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیئے تاکہ کسی طرح دین اسلام کو ترک کر دیں مگر آپ رضی اللہ عنہ نے استقامت کا مظاہرہ کیا اور ان مظالم کو برداشت کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا مگر آپ رضی اللہ عنہ پھر بھی ان کی خدمت میں رہے۔

جب حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے مشورہ پر اونٹنیوں کو مع سامان غارِ ثور پہنچانے کی ذمہ داری حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کی جسے آپ رضی اللہ عنہ نے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بھی سعادت حاصل ہے آپ رضی اللہ عنہ نے غارِ ثور کے بعد کا تمام سفر حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ طے کیا اور انہی حضرات کے ہمراہ مدینہ منورہ کی سرزمین پر قدم رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں بھی شمولیت اختیار کی اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔

آپ رضی اللہ عنہ ۴ھ میں چالیس برس کی عمر میں بئر معونہ کے معرکہ میں شہید ہوئے۔

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ بن ہلال کو خریدنے کا فیصلہ:

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ بن بلال نہایت خوبصورت اور حسین وجمیل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے مالک نے آپ رضی اللہ عنہ پر ظلم و ستم کی انتہاء کردی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے بے شمار احادیث مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال مدینہ منورہ میں ۲۷ھ میں ہوا۔

حضرت ابونافع رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کرنے کا فیصلہ:

حضرت ابونافع رضی اللہ عنہ بھی ان خوش نصیب غلاموں میں شامل ہیں جنہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بھی جب اسلام قبول کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے مشرک آقا نے بھی ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیئے مگر آپ رضی اللہ عنہ دین اسلام پر قائم رہے۔

حضرت شدید رضی اللہ عنہ کو خریدنے کا فیصلہ:

حضرت شدید رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہی خرید کر آزاد کیا تھا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسند امام احمد میں حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت بیان کی ہے میں نے دیکھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی جس کے ذریعے وہ لوگوں کو بٹھا رہے تھے اور کہہ رہے تھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کی وصیت سنو۔ تب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام شدید رضی اللہ عنہ آئے اوران کے ہاتھ میں ایک صحیفہ تھا جو انہوں نے

لوگوں کو پڑھ کر سنایا۔ اس صحیفے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک قول تھا جس میں کہا گیا تھا کہ اللہ گواہ ہے میں نے تمہارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی اور میں تمہیں اللہ عزوجل کی اطاعت کا حکم دیتا ہوں۔

حضرت مرہ رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کرنے کا فیصلہ:

حضرت مرہ رضی اللہ عنہ بن ابوعثمان کو بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کے غلام تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو عراق کی فتح کے بعد بصرہ کے قریب ایک جریب کی جاگیر عطا کی گئی جہاں آپ رضی اللہ عنہ کی نسل آج بھی موجود ہے۔

حضرت کثیر رضی اللہ عنہ کا خرید کر آزاد کرنے کا فیصلہ:

حضرت کثیر بن عبید التیمی رضی اللہ عنہ کا شمار بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلاموں میں ہوتا ہے۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کثیر بن عبید التیمی رضی اللہ عنہ کا شمار ثقہ راویوں میں کیا ہے اور ان سے ایک حدیث بھی روایت کی جو انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنی تھی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو آزاد کرنے کا فیصلہ:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر انہیں آزاد کیا۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کی ہیں جنہیں امام ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے اپنی کتب احادیث میں بیان کیا ہے۔

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کو خرید کر آزاد کرنا:

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی لونڈی تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے قبل اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں مارا اور ان کی بصارت چلی گئی۔ قریش نے آپ رضی اللہ عنہا پر طعنے کسے تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرا رب اس پر قادر ہے کہ وہ میری بصارت لوٹا دے چنانچہ صبح اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہا کی نظر لوٹا دی۔ قریش نے کہا کہ یہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جادو ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کو خرید کر آزاد کر دیا۔

قبیلہ بنومومل کی ایک لونڈی کو خرید کر آزاد کرنا:

ابن اسحٰق کی روایت ہے کہ قبیلہ بنومومل کی ایک لونڈی نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ جب اسے مارتے ہوئے تھک جاتے تو فرماتے میں دم لے کر تجھے پھر ماروں گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب علم ہوا تو انہوں نے اس لونڈی کو خرید کر آزاد کر دیا۔

نہدیہ اوران کی بیٹی کو آزاد کروانے کا فیصلہ:

نہدیہ اور ان کی بیٹی قبیلہ بنوعبدالدار کی ایک مالدار خاتون کی لونڈیاں تھیں۔ اس عورت نے ان کو چکی پیسنے پر لگا رکھا تھا اور کہتی تھی میں تمہیں کبھی آزاد نہیں کروں گی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے ان کی آزادی کی قیمت پوچھی اور وہ قیمت ادا کر کے انہیں آزاد کر دیا۔

O.......O.......O

واقعہ معراج کی تصدیق

۲۷ رجب المرجب ۱۰ نبوی میں معراج کا واقعہ پیش آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنی چچا زاد بہن حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر قیام پذیر تھے۔ رات کے وقت جبرائیل علیہ السلام براق لے کر تشریف لائے اور آپ ﷺ کو معراج کی خوشخبری سنائی۔ آپ ﷺ براق پر تشریف فرما ہوئے اور بیت اللہ سے بیت المقدس تشریف لے گئے جہاں تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے آپ ﷺ کی امامت میں نماز ادا کی۔

حضور نبی کریم ﷺ بیت المقدس سے آسمانوں پر تشریف لے گئے جہاں پہلے آسمان پر آپ ﷺ کی ملاقات حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے آسمان پر حضرت یحیٰی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام، تیسرے آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت زکریا علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ پھر آپ ﷺ سدرۃ المنتہٰی پر تشریف لے گئے جہاں اللہ عزوجل سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل ہوا اور آپ ﷺ کو چالیس نمازوں کو تحفہ ملا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے پانچ نمازوں کا ہو گیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اپنی معراج کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا میں

حطیم کعبہ میں تھا میرے پاس آنے والا آیا اور اس نے میرا سینہ یہاں سے یہاں تک چاک کیا۔ راوی کہتے ہیں یہاں سے یہاں تک سے مراد حلقوم سے لے کر ناف تک ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میرا سینہ چاک کر کے میرا دل نکالا گیا اور پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان وحکمت سے بھرا ہوا تھا۔ پھر میرے دل کو پاک کیا گیا یہاں تک کہ میرا دل ایمان وحکمت سے لبریز ہو گیا۔ پھر میرے دل کو واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا اور میرے پاس ایک سواری لائی گئی جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا جانور تھا اور وہ براق تھا۔ براق اپنا قدم اپنی حد نگاہ پر رکھتا تھا اور میں اس پر سوار ہو گیا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر چلے اور پھر ہم آسمانِ دنیا پر پہنچے۔ جبرائیل علیہ السلام نے آسمانِ دنیا کا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں ہوں۔ فرشتہ نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام بولے میرے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرشتہ نے پوچھا کیا انہیں یہاں بلایا گیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں! انہیں بلایا گیا ہے۔ فرشتہ بولا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کی آمد بہت عمدہ اور مبارک ہے۔ پھر اس کے بعد آسمان دنیا کا دروازہ کھول دیا گیا اور وہاں میری ملاقات حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ آدم علیہ السلام ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سلام کیجئے۔ میں نے آدم علیہ السلام کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا اے صالح بیٹے اور اے صالح نبی! خوش آمدید۔ پھر جبرائیل علیہ السلام اور میں اوپر چڑھے یہاں تک کہ ہم دوسرے آسمان پر پہنچے اور انہوں نے اس کا دروازہ کھلوایا۔ فرشتہ نے پوچھا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل (علیہ السلام)۔ فرشتہ نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام بولے میرے ساتھ محمد رسول

اللہ ﷺ ہیں۔ فرشتہ نے پوچھا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ فرشتے نے کہا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کا آنا بہت عمدہ اور مبارک ہے۔ یہ کہہ کر اس نے دروازہ کھول دیا۔ پھر جب میں وہاں پہنچا تو وہاں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے میری ملاقات ہوئی اور یہ دونوں نبی ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ہیں آپ ﷺ انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا ان دونوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید اے صالح بھائی اور اے صالح نبی۔ پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے اور اس کا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام۔ دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ فرشتہ نے ہمیں خوش آمدید کہا اور کہا ان کا آنا بہت عمدہ اور مبارک ہے، یہ کہہ کر اس نے دروازہ کھول دیا۔ پھر وہاں میری ملاقات حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید اے صالح بھائی اور اے صالح نبی۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام مجھے چوتھے آسمان پر لے گئے اور پھر اس کا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام۔ پھر دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ فرشتے نے کہا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کا آنا بہت عمدہ اور مبارک ہے اور پھر اس نے دروازہ کھول دیا۔ وہاں میری ملاقات حضرت ادریس علیہ السلام

سے ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ ادریس علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اس کے بعد کہا خوش آمدید اے صالح بھائی اور اے صالح نبی! پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چڑھے یہاں تک کہ ہم پانچویں آسمان پر پہنچے۔ انہوں نے اس کا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام۔ پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں۔ فرشتہ نے کہا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کا آنا بہت عمدہ اور مبارک ہے۔ پھر وہاں میری ملاقات حضرت ہارون علیہ السلام سے ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا اے صالح بھائی اور صالح نبی! خوش آمدید۔ پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چڑھے پھر ہم چھٹے آسمان پر پہنچے۔ جبرائیل علیہ السلام نے چھٹے آسمان کا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام۔ پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ فرشتہ نے کہا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کا آنا بہت عمدہ اور مبارک ہے۔ میں وہاں پہنچا تو وہاں میری ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا اے صالح بھائی اور اے صالح نبی! خوش آمدید۔ پھر جب میں آگے بڑھنے لگا تو وہ رونے لگے۔ ان سے پوچھا گیا آپ علیہ السلام کیوں روتے ہیں؟ انہوں نے کہا میں اس لئے روتا ہوں کہ میرے بعد ایک مقدس بندہ مبعوث کیا گیا جس

کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چڑھے اور ہم ساتویں آسمان پر پہنچے۔ انہوں نے ساتویں آسمان کا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام۔ پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ فرشتہ نے کہا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں اور ان کا آنا بہت عمدہ اور مبارک ہے۔ پھر میری ملاقات وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ ﷺ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا اے صالح بیٹے اور صالح نبی! خوش آمدید۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چڑھے اور ہم سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے۔ اس درخت سدرہ کے پھل مقام ہجر کے مشکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور وہاں چار نہریں تھیں۔ دو پوشیدہ تھیں اور دو ظاہر تھیں۔ میں نے پوچھا یہ کیسی نہریں ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ان میں جو دو پوشیدہ ہیں وہ جنت کی نہریں ہیں اور جو ظاہر ہیں وہ نیل اور فرات ہیں۔ پھر بیت المعمور کو ظاہر کیا گیا اور مجھے ایک برتن میں شراب اور ایک برتن میں دودھ اور ایک برتن میں شہد دیا گیا۔ میں نے دودھ لے لیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ فطرت ہے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت اس پر قائم رہیں گے۔ اس کے بعد مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ جب میں واپس لوٹا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ ﷺ کی امت پچاس نمازیں پڑھ نہ سکے گی اللہ کی قسم! میں آپ

ﷺ سے پہلے لوگوں کو دیکھ چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ میں نے سخت برتاؤ کیا لہٰذا آپ ﷺ واپس لوٹ جائیں اور اپنی امت کے لئے نمازوں میں تخفیف کروائیں چنانچہ میں واپس لوٹا اور اللہ عزوجل نے دس نمازیں معاف کر دیں۔ پھر میرا گزر دوبارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تو انہوں نے پھر اسی طرح کہا۔ میں پھر اللہ عزوجل کے واپس لوٹا اور پھر دس نمازیں معاف ہو گئیں۔ میرا گزر پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا اور انہوں نے پھر اسی طرح کہا۔ میں پھر اللہ عزوجل کے پاس واپس لوٹا یہاں تک کے مجھے ہر روز پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ میرا گزر دوبارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا اور انہوں نے پوچھا آپ ﷺ کو کیا حکم ملا؟ میں نے کہا روزانہ پانچ نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ کی امت پانچ نمازیں بھی نہ پڑھ سکے گی اور میں آپ ﷺ سے قبل یہ تجربہ اپنے لوگوں کا کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل سے سخت برتاؤ کر چکا ہوں لہٰذا آپ ﷺ واپس اپنے رب کی بارگاہ میں جایئے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کریں۔ میں نے کہا میں اپنے رب کی بارگاہ میں کئی مرتبہ عرض کر چکا ہوں اور اب مجھے شرم آتی ہے، میں اپنے رب کی رضا پر راضی ہوں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں آگے بڑھا تو ایک پکارنے والے نے پکارا میں نے اپنا حکم جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف فرما دی۔

معراج کی تصدیق کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ معراج کی سعادت کے بعد واپس لوٹے اور آپ ﷺ نے اپنی معراج کے متعلق قریش کو بتایا تو انہوں نے آپ ﷺ کی تکذیب

کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ تمہارا دوست کہتا ہے اس نے آسمانوں کی سیر کی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ملاقات نہ ہوئی تھی مگر آپ رضی اللہ عنہ نے بلا تصدیق کہا کہ اگر یہ سب میرے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے تو وہ سچ کہتے ہیں اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اس تصدیق پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو ''صدیق'' کا لقب عطا فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج سے لوٹے اور قریش کو اپنی معراج کے متعلق بتایا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی اور مذاق اڑایا۔ پھر مشرکین مکہ کا سردار ابوجہل آیا اور اس نے چیخ چیخ کر پکارنا شروع کیا کہ اے گروہ بنی کعب! اے گروہ بنی لوی ادھر آؤ اور دیکھو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ انہوں نے آسمانوں کی سیر کی ہے۔ پھر ابوجہل منافقین کے ایک گروہ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے کہنے لگا کہ تمہارا دوست کہتا ہے کہ رات وہ بیت المقدس گیا اور پھر اس نے آسمانوں کی سیر کی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوجہل! میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ انہوں نے آسمانوں کی سیر کی ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی معراج کے متعلق بتایا آپ رضی اللہ عنہ نے معراج کی تصدیق کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم میری ہر بات کی تصدیق

کرتے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ اللہ جو جبرائیل (علیہ السلام) کو ایک ہزار مرتبہ زمین پر بھیجنے کی قدرت رکھتا ہے وہ آپ ﷺ کو آسمانوں کی سیر کروانے پر بھی قدرت رکھتا ہے پس میں اس کی تصدیق کیوں نہ کروں۔

ابن سعد کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب معراج سے لوٹے تو آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میری اس معراج کو کوئی تسلیم نہیں کرے گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی تصدیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کریں گے کیونکہ وہ صدیق ہیں۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ کو معراج کروائی گئی تو آپ ﷺ نے اس معراج کے متعلق قریش کو آگاہ کیا۔ قریش نے آپ ﷺ کی تکذیب کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس موقع پر آگے آئے اور انہوں نے آپ ﷺ کی تصدیق کی پس اس دن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام صدیق مشہور ہوا۔

واقعہ معراج کی سب سے پہلے تصدیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کی اور پھر اللہ عزوجل نے بھی اس واقعہ کو سند عطا فرمائی اور سورۂ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا۔

> ''پاک ہے وہ ذات جو راتوں رات لے گئی اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی جانب جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی ہے اس لئے کہ ہم دکھائیں اپنی قدرت کے بعض نمونے بے شک اللہ ہی خوب سننے والا دیکھنے والا ہے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشرکین مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

اگر حضور نبی کریم ﷺ یہ بھی فرماتے کہ مجھ سمیت میرے گھر والوں کو بھی معراج کی سعادت حاصل ہوئی تو میں اس بات کو بھی بغیر کسی عذر کے قبول فرمالیتا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس تصدیق کے متعلق فرمایا کہ میں نے اعلان کیا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور وہ بغیر کسی معجزے کو دیکھے مجھ پر ایمان لایا اور جب میں نے کہا کہ مجھے معراج کی سعادت حاصل ہوئی تو اس نے بلاتردد میرے واقعہ معراج کی تصدیق کی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے بیت المقدس اور اس کے گردونواح کے متعلق دریافت کیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اس سفر کا ایسا نقشہ بیان کیا گویا یہ سب مناظر آپ ﷺ کی نگاہوں کے سامنے ہوں۔

ابن اسحٰق سے مروی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سفر معراج کی کیفیات جب حضور نبی کریم ﷺ کی زبانی سنیں تو ایک ایک حرف کی تصدیق کی جس کی بناء پر آپ رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق ہو گیا۔

O......O......O

سفرِ ہجرت میں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق

مشرکین مکہ کے ظلم و ستم حد سے تجاوز کر چکے تھے مگر پھر بھی وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوصلوں کو پست نہ کر سکے۔ اس دوران حج کے ایام میں یثرب جو کہ مدینہ منورہ کا پہلا نام تھا وہاں سے کچھ لوگوں کا قافلہ مکہ مکرمہ آیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعوتِ حق دی تو انہوں نے لبیک کہا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ جب مشرکین مکہ کے ظلم و ستم میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تو ۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ پھر جب پہلا گروہ کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گروہ در گروہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع ہو گئے۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حبشہ کی جانب ہجرت کرنے والے مہاجرین میں سے چند لوگ واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئے اور اس دوران مکہ مکرمہ میں بھی بے شمار لوگ مسلمان ہو چکے تھے جبکہ مدینہ منورہ کے بھی بے شمار لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔ قریش نے مسلمانوں پر مظالم کی انتہاء کر دی اور وہ مدینہ

منورہ سے آنے والوں کو بھی تنگ کرنے لگے۔ اس دوران مدینہ منورہ کے ستر نقیب جو مسلمانوں کے سردار تھے انہوں نے حج کے ایام میں حضور نبی کریم ﷺ کی بیعت کی جسے بیعت عقبہ کہا جاتا ہے اور انہوں نے عہد کیا آپ ﷺ یا آپ ﷺ کے جو بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ آئیں گے ہم ان کی معاونت کریں گے اور اپنی جان ان پر نچھاور کریں گے۔ پھر اللہ عزوجل کا حکم آن پہنچا اور اس دوران قریش کے ظلم وستم میں بھی بے پناہ اضافہ ہو چکا تھا۔ ۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک قافلہ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا اور یہ قافلہ کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہونے لگی۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے تمہارا دارِ ہجرت دکھایا گیا ہے جو کھجوروں والا شہر ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہجرتِ مدینہ کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے وہاں تمہارے لئے بھائی اور امن والے گھر بنائے ہیں۔ آپ ﷺ کا حکم ملتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع کر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ابھی تک ہجرت نہ کی تھی اور آپ ﷺ وحی خداوندی کے منتظر تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم سمیت چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ میں باقی رہ گئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جلدی نہ کرو ہوسکتا ہے اللہ عزوجل نے تمہارے لئے کوئی نیک ہم سفر لکھا ہو۔

پھر جب حکم خداوندی آن پہنچا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ مشرکین مکہ نے اس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اس ارادہ سے قبل ہی گھر سے نکل گئے تھے۔ ●

ہجرتِ مدینہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق بننے کا فیصلہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! مجھے میرے رب نے ہجرت کا حکم دیا ہے اور اس سفر میں تم میرے ساتھ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سنے تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ یہ وہ اعزاز تھا جو کسی بھی طرح نعمت عظمیٰ سے کم نہ تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانثار اور اپنے رفیق کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم حوضِ کوثر پر بھی میرے ساتھی ہو۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن میں کئی مرتبہ ہمارے گھر تشریف لاتے تھے پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت ملی تو اس روز بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے۔ وہ دوپہر کا وقت تھا اور ہم تمام گھر والے حیران تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلاف عادت اس وقت تشریف لائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تشریف لائے ہیں کیا کوئی اہم بات ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے

ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم اپنے گھر والوں کو یہاں سے ہٹا دو۔ والد بزرگوار نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ سب آپ ﷺ کے گھر والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی اور اس سفر میں تم میرے ساتھی ہو۔ والد بزرگوار نے آپ ﷺ کی بات سنی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دو اونٹنیاں تیار کرنے کا حکم دیا اور یہ وہ اونٹنیاں تھیں جنہیں آپ رضی اللہ عنہ چار ماہ سے پال رہے تھے کہ کسی بھی وقت ہجرت کا حکم ملا تو سفر میں دشواری پیش نہ آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ رات کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کے گھر دوبارہ تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ نے وہ دونوں اونٹنیاں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیں تاکہ حضور نبی کریم ﷺ جسے مناسب سمجھیں سفر کے لئے ہمراہ رکھ لیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک اونٹنی کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اس اونٹنی کی قیمت تم مجھ سے وصول کرلو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ﷺ! میرے والدین آپ ﷺ پر قربان ہوں میں اس کی قیمت ہرگز نہ لوں گا۔ میرا تمام مال آپ ﷺ کا ہی ہے اور دین اسلام کی خدمت کے لئے وقف ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں قیمت کی ادائیگی کے بغیر اس پر سفر نہ کروں گا تم اس کی وہ قیمت لے لو جس قیمت میں تم نے اسے خریدا تھا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس اونٹنی کی قیمت ادا کی۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے متعلق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جنہیں آپ ﷺ نے اپنے بستر پر لٹایا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل و

عیال کے علاوہ کوئی نہ جانتا تھا کہ آپ ﷺ ہجرت کرنے والے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ جب گھر سے نکلنے لگے تو آپ ﷺ نے خانہ کعبہ کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔

''تو مجھے اور اللہ کو بے حد محبوب ہے مگر یہاں کے رہنے والوں
نے مجھے یہاں سے جانے پر مجبور کر دیا ہے اگر میں مجبور نہ
ہوتا تو یہاں سے ہرگز نہ جاتا۔''

ہجرت کے لئے روانہ ہونے سے قبل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو کچھ درہم دیئے اور فرمایا اس سے گوشت پکا لیں تاکہ سفر کے دوران کھانے کی سہولت رہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ان درہم سے گوشت خریدا اور اسے پکانے لگ گئیں۔ ابوجہل اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ کی تلاش میں وہاں پہنچ گیا۔ اس نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اسے کچھ بھی بتانے سے انکار کر دیا جس پر اس بدبخت نے آپ رضی اللہ عنہا کے چہرہ پر تھپڑ مارا جس سے کان کے نچلے حصے سے خون نکلنا شروع ہو گیا اور کان کی بالی بھی ٹوٹ کر گر پڑی۔

حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سفر کے لئے روانہ ہونے لگے تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے سفر کا سامان باندھنا شروع کیا۔ جب سامان باندھنے کے لئے انہیں رسی نہ ملی تو انہوں نے اپنا ازار بند دو حصوں میں تقسیم کر کے اس سے سفر کا سامان باندھ دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب آپ رضی اللہ عنہا کے اس حسن عمل کو دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہا کو ''ذات النطاقین'' کا خطاب دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رات کے وقت مکہ مکرمہ کو الوداع کہا اور جنوت کی سمت روانہ ہوئے۔ اس سفر ہجرت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ تھے اور عبدالرحمٰن بن اریقط جسے راستہ بتانے کے لئے اجرت پر رکھا گیا تھا وہ ہمراہ تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن اریقط کے حوالے دونوں اونٹنیاں کیں اور انہیں حکم دیا کہ وہ تین دن بعد انہیں غارِ ثور میں ملیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کو کندھوں پر سوار کرنے کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سفر پر روانہ ہوئے اور پہلا پڑاؤ غارِ ثور میں کیا۔ غارِ ثور تک کا سفر نہایت دشوار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے جانثار اور محافظ ہونے کا ثبوت دیا اور کئی جگہوں پر حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر سفر کیا۔ یہ سعادت بھی آپ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھانے کی سعادت حاصل کی۔

غارِ ثور مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ دورانِ سفر حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا گزر قبیلہ خزاعہ کی ایک نیک عورت ام معبد کے پاس سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا اگر اس کے پاس کھجوریں، دودھ اور گوشت ہو تو وہ انہیں فروخت کر دے۔ ام معبد نے عرض کیا میرے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے ماسوائے ایک بکری کے جو بہت کمزور ہے۔ پھر اس نے وہ بکری آپ رضی اللہ عنہ کو دے دی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ بکری حضور نبی کریم ﷺ کو دی تو حضور نبی کریم ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اس بکری کے تھنوں کو ہاتھ

لگایا اور دودھ دوہنا شروع کر دیا۔ برتن بکری کے دودھ سے بڑھ گیا اور حضور نبی کریم ﷺ اور آپ رضی اللہ عنہ نے سیر ہو کر وہ دودھ پیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس بکری کا دودھ ایک مرتبہ پھر دوہا اور جب برتن بھر گیا تو وہ برتن اس خاتون ام معبد کو دے دیا۔ جب ام معبد کا خاوند ابومعبد گھر لوٹا تو ام معبد نے سارا واقعہ اس کے گوش گزار کیا۔ ابومعبد نے ام معبد سے حلیہ دریافت کیا تو اس نے حضور نبی کریم ﷺ اور آپ رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کر دیا۔ ابومعبد نے جب حلیہ سنا تو قسم کھا کر کہا کہ یہ تو وہی ہیں جن کا ذکر مکہ مکرمہ میں اس وقت ہو رہا ہے۔

ہجرتِ مدینہ کا واقعہ بزبان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں جب میں اور حضور نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے نکلے تو رات کا وقت تھا ہم ساری رات سفر کرتے رہے اور صبح کے وقت ہمیں ایک چٹان نظر آئی۔ میں نے اس چٹان کے سائے میں ایک کپڑا اچھا دیا تا کہ حضور نبی کریم ﷺ کچھ دیر آرام فرما لیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کچھ دیر آرام کی غرض سے تشریف فرما ہوئے اور میں نے وہاں پہرہ دینا شروع کر دیا۔ اس دوران ایک چرواہا وہاں سے گزرا میں نے اس سے دریافت کیا کیا اس کی بکریاں دودھ دیتی ہیں تو اس نے ایک بکری میرے حوالے کر دیا جس کے تھنوں کو صاف کر کے میں نے دودھ دوہا اور دودھ کا برتن حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے سیر ہو کر دودھ پیا اور باقی دودھ مجھے دے دیا جو میں نے بھی سیر ہو کر پیا۔ دودھ پینے کے بعد ہم وہاں سے روانہ ہوئے تو راستہ میں سراقہ بن مالک نے ہمیں آن لیا۔ میں نے اسے دیکھا تو گھبرا گیا اور حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! یہ ہماری ہی

تلاش میں ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کچھ دیر بعد جب سراقہ بن مالک ہمارے نزدیک پہنچ گیا تو میں نے پھر حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ ہمارے بالکل نزدیک آ گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! کیوں غم کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! مجھے اپنی نہیں بلکہ آپ ﷺ کی فکر ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔

''اے اللہ! تو جس طرح چاہے ہماری حفاظت فرما۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کا یہ کہنا تھا سراقہ بن مالک کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ وہ چھلانگ لگا کر گھوڑے سے اترا اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کرنے لگا میں جانتا ہوں یہ آپ ﷺ کی دعا کا اثر ہے اگر آپ ﷺ مجھے اس مصیبت سے نجات دلوا دیں تو میں انہیں جو آپ ﷺ کی تلاش میں ہیں انہیں یہاں نہیں آنے دوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے حق میں دعا فرمائی اور اس کا گھوڑا زمین سے نکل آیا۔ سراقہ بن مالک گھوڑا نکلنے کے بعد واپس مکہ مکرمہ لوٹ گیا۔

سراقہ بن مالک کا مسلمان ہونا:

سراقہ بن مالک نے حضور نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے موقع پر اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے جس وقت حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہجرت کی خبر مشرکین قریش کو ہوئی تو انہوں نے سو اونٹ انعام

مقرر کیا کہ جو ان کو پکڑ کر لائے گا اسے سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔ میں نے جس وقت یہ اعلان سنا اس وقت میں اپنے کچھ دوستوں کے ہمراہ بیٹھا تھا مجھے ایک شخص نے بتایا کہ ابھی مکہ مکرمہ کے نواح میں فلاں جگہ سے حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گزرے ہیں۔ میں گھر آیا اور گھوڑے کی زین کسی اور پھر فال نکالی جو اچھی نہ نکلی۔ میں نے لالچ کے ہاتھوں مجبور ہو کر دوبارہ فال نکالی اور وہ بھی اچھی نہ نکلی۔ میں انعام کے لالچ میں گھر سے نکلا اور ان کا تعاقب کرتے ہوئے اس جگہ پہنچ گیا۔ جب میں ان کے نزدیک پہنچا تو میرا گھوڑا زمین میں دھنس گیا اور میں چھلانگ لگا کر گھوڑے سے اتر گیا۔ پھر میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے معافی مانگی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ ایسی تحریر دیں جو ہمارے درمیان نشانی ہو۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت سے ایک تحریر لکھ دی۔ پھر جب حضور نبی کریم ﷺ غزوۂ حنین سے واپس لوٹے تو جعرانہ کے مقام پر میری ملاقات آپ ﷺ سے ہوئی میں نے وہ تحریر آپ ﷺ کو دکھائی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آج بھلائی کا دن ہے تم میرے نزدیک آؤ۔ پھر میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کے دست حق پر بیعت ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

غارِ ثور میں قیام:

حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منزل بہ منزل سفر کرتے ہوئے غار ثور میں پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے غار میں پہلے داخل ہونے دیں تاکہ میں غار کی صفائی کر سکوں اور اگر غار میں کوئی زہریلا جانور یا اذیت والی چیز موجود ہو تو اسے ہٹا سکوں۔ حضور نبی

کریم ﷺ نے اجازت دے دی۔ آپ رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے اور غار کی صفائی کی اور پھر غار میں موجود تمام سوراخوں کو اپنا تہبند پھاڑ کر بند کیا آپ رضی اللہ عنہ نے تمام سوراخ بند کر دیئے ماسوائے دو سوراخوں کے کیونکہ تہبند کا کپڑا ختم ہو گیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اندر آنے کی درخواست کی۔ حضور نبی کریم ﷺ غار میں تشریف لائے اور آرام کی غرض سے آپ رضی اللہ عنہ کے زانوؤں پر سر مبارک رکھ کر لیٹ گئے۔ اس غار میں حضور نبی کریم ﷺ اور آپ رضی اللہ عنہ کا قیام تین روز تک رہا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سوراخوں پر جو بند نہ ہوئے تھے ان پر اپنے پاؤں رکھ لئے تھے۔ اس دوران ایک بچھو نے آپ رضی اللہ عنہ کو ڈنک مار دیا۔ اس ڈنک کی شدت کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ نے اف نہ کی لیکن آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ وہ آنسو جب حضور نبی کریم ﷺ کے رخسار مبارک پر گرے تو حضور نبی کریم ﷺ نے آنکھیں کھول دیں اور جب آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو وجہ دریافت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ایک بچھو نے ڈنک مارا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ڈنک والی جگہ پر اپنا لعابِ دہن لگایا تو زہر کا اثر جاتا رہا اور آپ رضی اللہ عنہ کی تکلیف ختم ہو گئی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تکلیف دیکھ کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے اور دعا فرمائی۔

"اے اللہ! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو اس تکلیف کے عوض بروزِ محشر میرے ساتھ اجر عطا فرمانا۔"

اللہ عزوجل نے بذریعہ وحی حضور نبی کریم ﷺ کو دعا کی قبولیت کی

بشارت عطا فرمائی۔

غارِ ثور میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تین دن قیام کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ وہاں قیام کے دوران مجھے دین کے معاملے میں کبھی کوئی خطرہ یا پریشانی لاحق نہیں ہوئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اگر آپ رضی اللہ عنہ اپنی غارِ ثور میں تین روز قیام والی نیکی مجھے دے دیں اور میری ساری زندگی کی نیکیاں مجھ سے لے لیں تو میں سمجھوں گا میں فائدہ میں رہا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا فیصلہ:

سفر ہجرت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک بہترین محافظ کی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔ غارِ ثور کی جانب سفر کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کبھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور کبھی بائیں ہو جاتے۔ کبھی آگے چلنے لگتے اور کبھی پیچھے ہو جاتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم ایسے کیوں کرتے ہو تمہیں کیا پریشانی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ڈرتا ہوں کہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ نہ کر دے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تمہارا ان دو کے متعلق کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ عزوجل ہو۔

غارِ ثور میں قیام کے دوران جب مشرکین مکہ کی جانب سے کرز بن علقمہ غزاعی نامی کھوجی غار کی جانب آن نکلا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پریشان ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو حوصلہ دیا اور پھر اللہ عزوجل کے حکم سے غارِ

ثور کے منہ پر سرکنڈوں کا ایک درخت اُگ آیا۔ غار کے دہانے پر ایک کبوتروں نے گھونسلا بنا دیا جس میں کبوتری نے انڈے بھی دے دیئے۔ ایک مکڑی نے غار کے دہانے پر اپنا جالا بن لیا اور غار کا منہ اس جالے سے بند ہو گیا۔ جب وہ کھوجی مشرکین مکہ کو لے کر غار کے پاس پہنچا تو وہ غار کے منہ کو اس طرح بند دیکھ کر واپس لوٹ گئے کہ یہاں کوئی نہیں آ سکتا۔

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب کھوجی کو دیکھ کر گھبرا گئے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو تسلی دی تھی اس واقعہ کو اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں سورۂ توبہ کی آیت ۴۰ میں بیان کیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ذمہ لگایا تھا وہ انہیں مکہ مکرمہ میں ہونے والے تمام واقعات کے متعلق شام کو آگاہ کریں۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما شام کو سامانِ خوراک کے ہمراہ آتے اور دن بھر کے تمام واقعات سے آگاہ کرتے تھے۔

غارِ ثور میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کھانا پہنچانے کی ذمہ داری حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی تھی اور وہ روزانہ کھانا تیار کر کے حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ بھیجا کرتی تھیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق تین دن بعد حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن اریقط دونوں اونٹنیوں کو مع سامان لے کر پہنچ گئے اور پھر اس قافلہ نے ساحل کے کنارے کنارے اپنے سفر کا آغاز کیا اور آٹھ روز کے سفر کے بعد مدینہ منورہ کے نواح میں موجود ایک بستی قبا میں جا کر قیام پذیر ہوا۔

دورانِ سفر حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بن حصیب اسلمی اپنے بہتر ساتھیوں کے

ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ سفر کے دوران لوگ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہچان لیتے اور حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق دریافت فرماتے تو آپ رضی اللہ عنہ کہتے کہ یہ میرے رہبر و رہنما ہیں۔

قبا میں قیام کا فیصلہ:

جب یہ قافلہ قبا پہنچا تو قبا کے لوگوں نے اس قافلے کا پرتپاک استقبال کیا۔ قبا کے مقام پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی اس قافلہ سے آن ملے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے قبا میں حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ کے گھر میں قیام کیا جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قیام حضرت حبیب بن اوصاف رضی اللہ عنہ کے گھر ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ سے زمین خریدی اور اس پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی جسے مسجد قبا کے نام سے جانا جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس مسجد کی تعمیر میں حضور نبی کریم ﷺ کے شانہ بشانہ حصہ لیا۔ قبا میں پہلی مرتبہ نمازِ جمعہ باجماعت ادا کی گئی جس میں قریباً سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شمولیت فرمائی۔ قبا میں حضور نبی کریم ﷺ کا قیام قریباً پندرہ روز تک رہا۔

مدینہ منورہ آمد:

قبا میں قیام کے بعد یہ قافلہ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوا اور سفر کرتا ہوا مدینہ منورہ میں وارد ہوا۔ جس وقت یہ قافلہ مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ سب سے آگے تھے اور پھر آپ ﷺ کے پیچھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور پھر دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ قافلے کا استقبال بنو نجار نے کیا اور ان کی بچیوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی آمد پر دف بجا کر گیت گائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں انصار کے قریباً

پانچ سو لوگوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے قافلے کا استقبال کیا۔ انصار کی عورتیں اپنے گھروں کی چھتوں پر کھڑی تھیں اور ایک دوسرے سے حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق پوچھتی تھیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا یہ قافلہ بارہ ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور آپ ﷺ کی ہجرت کے ساتھ ہی اسلامی سن ہجری کا آغاز ہوا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس وقت حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل قافلہ مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو یہ قافلہ انصار کے ہر گھر کے آگے سے گزرا۔ ہر انصاری کی خواہش تھی حضور نبی کریم ﷺ کا یہ قافلہ اس کے گھر قیام پذیر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری اونٹنی جس کے گھر کے آگے بیٹھے گی میں وہیں قیام فرماؤں گا چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے آگے بیٹھ گئی اور حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام فرمایا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ پہنچ کر انصار اور مہاجرین کے درمیان بھائی چارے کا رشتہ قائم کیا اور ایک انصار اور ایک مہاجر کو بھائی بھائی بنایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ بن ابی زہیر کا بھائی بنایا۔

O.....O.....O

چوتھا باب:

مدنی زندگی اور غزوات میں شمولیت

مدینہ منورہ میں شب و روز، غزوات میں شمولیت،

امیر حج اور امامِ صحابہ رضی اللہ عنہم مقرر کیا جانا

ضعیفی میں یہ قوت ہے ضعیفوں کو قوی کر دیں

سہارا لیں ضعیف و اقویا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا

خدا اکرام فرماتا ہے اتقا کہہ کے قرآں میں

کریں پھر کیوں نہ اکرام اتقیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا

مدینہ منورہ میں شب و روز

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زمین کی خریداری کا فیصلہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام کیا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے بنو مالک بن نجار کے ایک محلہ کے میدان میں جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی قصویٰ بیٹھی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میدان کے متعلق دریافت کیا کہ یہ جگہ کس کی ملکیت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ یہ دو کم سن بھائیوں سہل اور سہیل کی جگہ ہے اور ان کے سرپرست مدینہ منورہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پر مسجد کی تعمیر کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت سہل اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہم نے وہ جگہ فی سبیل اللہ دینی چاہی مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خریدنے کا ارادہ ظاہر کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زمین کی خریداری کے معاملہ پر بات کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پر مسجد نبوی کے لئے زمین خریدنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر دس ہزار درہم کے عوض وہ زمین خرید لی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی تعمیر میں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے

ہمراہ دن رات کام کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد کے لئے پتھر کمر پر لاد کر لاتے تھے۔ مسجد نبوی کی تعمیر انتہائی سادہ تھی اور اس کی دیواریں پتھر اور گارے سے بنائی گئی ہیں۔ مسجد کی چھت کھجور کے پتوں کی بنائی گئی تھی۔ مسجد کی تعمیر کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اس کے گرد حجرے تعمیر کئے گئے جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل وعیال کے ہمراہ قیام پذیر ہوئے۔

تجارت کرنے کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیشہ کے اعتبار سے کپڑے کی تجارت کرتے تھے مدینہ منورہ میں قیام کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے کپڑے کی تجارت کو ہی بطورِ پیشہ دوبارہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا اور اپنے انصاری بھائی حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ بن ابی زہیر کے ہمراہ کپڑے کی تجارت شروع کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے شب و روز کو دین اسلام کی ترقی کے لئے وقف کر دیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ وعظ و تلقین کا سلسلہ شروع کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ منورہ میں پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی تو آپ رضی اللہ عنہ کو دفاعی شعبے کا انچارج مقرر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی صلاحیتوں سے اس بات کو ثابت کیا کہ اس منصب کے حقدار بلاشبہ آپ رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہم کی روانگی سے قبل آپ رضی اللہ عنہ سے مشورہ ضرور طلب کرتے اور آپ رضی اللہ عنہ کے مشوروں پر اعتماد کرتے تھے۔

آب و ہوا کی تبدیلی سے بیمار ہونا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آب و ہوا کی تبدیلی کی وجہ سے بیشتر مہاجرین بیمار ہو گئے۔ ان میں والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق، حضرت بلال

حبشی اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ جب ان کی عیادت کو آئے تو انہوں نے ایسے اشعار پڑھے جن میں موت کا ذکر تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ اشعار سنے تو آبدیدہ ہو گئے اور ان کی صحت کے لئے دعا اور اللہ عزوجل نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صحت کاملہ عطا فرمائی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضور نبی کریم ﷺ سے شادی کا فیصلہ:

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم نے حضور نبی کریم ﷺ کو حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہن سے نکاح کی ترغیب دلائی اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کی جانب سے نکاح کا پیغام بھی لے کر گئیں۔

روایات میں آتا ہے کہ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جانب نکاح کا پیغام حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم لے کر آئیں۔ انہوں نے حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا تو حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابھی ابوبکر (رضی اللہ عنہ) گھر پر موجود نہیں وہ آتے ہیں تو میں ان سے بات کرتی ہوں۔ کچھ دیر بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور جب انہیں حضور نبی کریم ﷺ کے پیغام سے متعلق علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ ﷺ نے مجھے اپنا منہ بولا بھائی بنایا ہے کیا منہ بولے بھائی کی بیٹی سے نکاح ہو سکتا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا منہ بولے بھائی کی بیٹی حرام نہیں ہے چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کی بات سننے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ اس رشتہ پر راضی ہو گئے اور اپنی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضور نبی کریم ﷺ سے کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک بوقت نکاح چھ برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح ماہِ شوال میں ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے والی واحد کنواری خاتون تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح ماہِ شوال میں ہونے سے دورِ جاہلیت کی اس رسم کا خاتمہ بھی ہوگیا کیونکہ عرب ماہِ شوال میں نکاح کرنے کو منحوس سمجھتے تھے۔ روایات کے مطابق جس دن آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح تھا اس دن آپ رضی اللہ عنہا اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں۔ نکاح کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ نے آپ رضی اللہ عنہا کے گھر سے باہر نکلنے پر پابندی لگا دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔ آپ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں۔

> ''میرا نکاح ہوگیا اور مجھے اس وقت اس کی خبر بھی نہ تھی۔ میری والدہ نے مجھے سمجھایا کہ اب میرا نکاح ہوگیا ہے اس لئے میں گھر سے باہر نکلنا چھوڑ دوں۔''

بخاری کی روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح سے قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ انہیں ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر کوئی شے پیش کر رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس ریشم کے کپڑے کو کھول کر دیکھا تو اس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں چنانچہ اس خواب کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیجا تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میرا نکاح بارہ اوقیہ چاندی حق

مہر کے عوض کیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قیام اپنی والدہ اور بہن کے ہمراہ بنو حارث کے محلّہ میں ہوا جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قیام پذیر تھے۔ مدینہ منورہ آمد کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحت بگڑ گئی اور وہ شدید بیمار ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی بیمار ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد کی دن رات خدمت کی جس کے باعث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طبیعت سنبھل گئی۔ دن رات کی اس خدمت کے بعد آپ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں اور یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہا کے سر کے بال بھی جھڑ گئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہا کی صحت قدرے بہتر ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! آپ اب اپنی امانت کو لے جائیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اس وقت مہر ادا نہیں کر سکتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو قرض دیا جس سے حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کا مہر ادا کیا اور یوں آپ رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر حضور نبی کریم ﷺ کے گھر آ گئیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شادی کے لئے قائل کرنا:

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی لاڈلی صاحبزادی حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کے لئے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کو پیغام بھیجا مگر حضور نبی کریم ﷺ نے ان دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہی جواب دیا کہ مجھے حکم الٰہی کا انتظار ہے۔ ایک دن حضرت

ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم محو گفتگو تھے اور گفتگو کا موضوع تھا کہ ہم سمیت بے شمار شرفاء نے حضور نبی کریم ﷺ کی دختر نیک اختر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر کی ہے لیکن ہم میں سے کسی کو اس بارے میں مثبت جواب نہیں ملا ایک علی (رضی اللہ عنہ) رہ گئے ہیں مگر وہ اپنی تنگدستی کی وجہ سے خاموش ہیں ہمیں ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے تاکہ وہ حضور نبی کریم ﷺ سے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کر سکیں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے تو پتہ چلا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس وقت ایک دوست کے باغ کو پانی دینے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جب یہ حضرات اس جگہ پہنچے تو انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس بات پر قائل کیا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ سے ان کی دختر نیک اختر کا رشتہ مانگیں انہیں یقین ہے حضور نبی کریم ﷺ ان کی جانثاری اور شرافت کی بناء پر انہیں اپنی دختر نیک اختر کا رشتہ دے دیں گے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضور نبی کریم ﷺ سے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے قبول فرما لیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا تمہارے پاس مہر دینے کے لئے کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس وقت میرے پاس صرف ایک گھوڑا اور ایک زرہ موجود ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم جاؤ اور اپنی زرہ فروخت کر دو اور اس سے جو رقم ملے وہ لے کر میرے پاس آ جانا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے زرہ لی اور مدینہ منورہ کے بازار میں چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی زرہ لے کر بازار میں کھڑے تھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا گزر وہاں سے ہوا۔

انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے یہاں کھڑے ہونے کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے بتایا میں یہاں اپنی زرہ فروخت کرنے کے لئے کھڑا ہوں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ چار سو درہم میں خرید لی اور پھر وہ زرہ آپ رضی اللہ عنہ کو تحفۃً دے دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر تمام ماجرا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ ایثار دیکھ کر ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور زرہ کی رقم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیتے ہوئے فرمایا وہ اس سے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے ضروری اشیاء خرید لائیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب تمام اشیاء خرید کر لے آئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح پڑھایا۔

O......O......O

غزوات میں شمولیت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں تمام غزوات میں شمولیت اختیار کی۔ ذیل میں ان غزوات کا ذکر بیان کیا جا رہا ہے جن میں آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ شرکت کی اور بہادری و جرأت کے بے مثل کارنامے انجام دیئے۔

غزوۂ بدر میں شمولیت:

حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ ہجرت مدینہ کے دوسرے سال رمضان المبارک میں بدر کے مقام پر ہوا جسے تاریخ میں غزوۂ بدر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بدر کا میدان مدینہ منورہ سے قریباً اسی میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس غزوہ میں تین سو تیرہ مجاہدین جن میں ساٹھ مہاجرین اور باقی انصار شامل تھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں میدان میں اترے۔ مشرکین کا لشکر ایک ہزار کی تعداد میں سامانِ جنگ سے لیس ابوجہل کی قیادت میں میدان میں اترا۔ اسلامی لشکر کے پاس جنگی سازوسامان کی کمی تھی اور مجاہدین میں سب سے بڑا امتحان مہاجرین کا تھا جو اپنے بھائیوں کے مقابلہ میں تھے۔

میدانِ بدر پہنچنے کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک ٹیلے پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سائبان بنایا جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضور

نبی کریم ﷺ کی حفاظت کے لئے مقرر ہوئے اور اسی جگہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ذریعے لشکر کو ہدایات جاری فرمائیں۔

صحیحین کی روایت ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ بدر کے مقام پر ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے مشرکین کے لشکر کا جائزہ لیا تو ان کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی اور وہ جنگی سازوسامان سے لیس تھے جبکہ اسلامی لشکر کی تعداد تین سو تیرہ تھی اور ان کے پاس جنگی ساز و سامان کی بھی کمی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے قبلہ رو ہو کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کے لئے اپنے ہاتھ بلند فرمائے اور دعا کی۔

''اے اللہ! تو نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا اسے پورا فرما۔ اگر آج یہ مٹھی بھر مسلمان ختم ہو گئے تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دعا کے دوران حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کی چادر مبارک کندھوں سے نیچے گر پڑی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چادر کو اٹھا کر حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر رکھا اور عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! یہی کافی ہے اللہ عزوجل اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر اللہ عزوجل نے مٹھی بھر مسلمانوں کی مدد فرمائی اور ہمیں جنگ میں کامیابی اصل ہوئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر کے موقع پر جرأت و شجاعت کی

بے مثال داستانیں رقم کیں۔ آپ رضی اللہ عنہ شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے حضور نبی کریم ﷺ کی حفاظت فرماتے رہے جبکہ مشرکین مکہ حضور نبی کریم ﷺ کی جان کے دشمن تھے۔ مشرکین جب بھی حضور نبی کریم ﷺ پر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتے آپ رضی اللہ عنہ اپنی بے مثال جرأت سے انہیں پیچھے دھکیل دیتے تھے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس نازک موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے ایک لمحہ کی بھی غفلت نہ برتی۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سائبان کے نیچے آرام فرما رہے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

> ''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تمہیں مبارک ہو اللہ عزوجل نے جس مدد کا وعدہ کیا تھا وہ آن پہنچی ہے اور جبرائیل (علیہ السلام) اپنے گھوڑے کی باگیں تھامے میدانِ جنگ میں پہنچ گیا ہے۔''

غزوۂ بدر میں اللہ عزوجل نے لشکر اسلام کو حضور نبی کریم ﷺ کی دعا کے طفیل مشرکین پر فتح عطا فرمائی۔ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں سورۂ آل عمران میں غزوۂ بدر کے متعلق فرمایا۔

> قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ
>
> ''تمہارے سمجھنے کے لئے نشانی ہے ان دو مخالف گروہوں میں جو ایک دوسرے سے لڑے ان میں سے ایک وہ تھا جو اللہ کی راہ میں لڑا اور دوسرا گروہ کافروں کا تھا۔''

غزوۂ بدر میں چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش فرمایا ان میں

چھ مہاجرین اور آٹھ انصاری تھے۔ مشرکین کے ستر آدمی جہنم واصل ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر شہداء کو بدر میں سپردِ خاک کیا گیا اور مشرکین کے ستر آدمی جو جہنم واصل ہوئے تھے انہیں ایک گڑھے میں دفن کر دیا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ مشرکین کے گڑھے پر تشریف لے گئے اور ایک ایک کا نام لے کر پکارا اور فرمایا۔

"کیا تم نے اللہ عزوجل کے وعدہ کو حق نہ پایا جو اس نے میرے ساتھ کیا تھا۔ میں نے اس وعدے کو حق پایا جو اللہ عزوجل نے میرے ساتھ کیا تھا۔ تم اپنے نبی کے سب سے برے رشتہ دار بنے اور تم نے میرا انکار کیا جبکہ دوسروں نے میری تصدیق کی۔ تم نے مجھے میری سرزمین سے نکالا اور دوسروں نے مجھے پناہ دی۔ تم نے میرے ساتھ جنگ کی جبکہ دوسروں نے میری مدد کی۔"

سب سے زیادہ بہادر کون؟:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا تمہاری نظر میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہماری نظر میں آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ بہادر ہیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ نے شیر خدا کا لقب عطا فرمایا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں میرا مقابلہ ہمیشہ اپنے برابر کے لوگوں سے ہوا اور میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ بہادر شخص کسی کو نہیں دیکھا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غزوۂ بدر کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ کے لئے جب سائبان بنایا گیا تو سوال اٹھا حضور نبی کریم ﷺ کی حفاظت کا ذمہ کون

اٹھائے گا اور مشرکین کو ان کے ناپاک ارادوں سے کون روکے گا؟ اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی تلوار نیام سے نکالے اپنی جگہ پر ڈٹے رہے اور کسی مشرک کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک نہ جانے دیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کی تکریم کرنا:

غزوۂ بدر میں مشرکین مکہ کے ستر کے قریب افراد کو قیدی بنایا گیا جنہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تحویل میں دے دیا اور ان میں سے کچھ کو بعد میں فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔ حق و باطل کے اس معرکے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کردار نمایاں تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کی حکمت عملی آپ رضی اللہ عنہ کی مشاورت سے مرتب کی۔

جب قیدیوں کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیدیوں میں اکثر کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہے انہیں مناسب فدیہ لے کر آزاد کر دیا جائے تاکہ جو فدیہ ان سے حاصل ہو اس سے مسلمانوں کی حالت زار کو بہتر بنانے میں مدد ملے اور ہم اس فدیہ سے اپنے فوجی اخراجات کو بھی پورا کر سکیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری رائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی میری رائے میں ان سب کے سر قلم کر دیئے جائیں تاکہ مشرکین کو علم ہو سکے کہ ہمارے دلوں میں کفار کے لئے نرم گوشہ موجود نہیں۔ ہماری اس سختی کو دیکھ کر ان کی کمر ٹوٹ جائے گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے ان دونوں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات سنی تو خاموشی سے خیمہ میں تشریف

لے گئے۔ کچھ دیر بعد واپس آئے اور فرمایا اللہ عزوجل نے بعض لوگوں کے دل بہت نرم کیے ہیں اور وہ دودھ سے بھی زیادہ نرم ہے اور بعض کے دلوں کو سخت کیا ہے اور وہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی مثال ابراہیم علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی اے اللہ! جو میری بات مان لے وہ میرے ساتھ ہے جو میرا انکار کرے تو اس کو بھی بخش دے اور تو ہی رحم فرمانے والا ہے اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی مثال عیسیٰ علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے اللہ! تیرا حق ہے اور یہ تیرے بندے ہیں چاہے تو انہیں عذاب دے اور چاہے تو بخش دے اور تیرا قول غالب اور حکمت والا ہے اور عمر (رضی اللہ عنہ) کی مثال نوح علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا اے اللہ! روئے زمین پر کسی کافر کو باقی نہ رہنے دے اور عمر (رضی اللہ عنہ) کی مثال موسیٰ علیہ السلام کی سی ہے جنہوں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے اللہ! ان کے مال تباہ و برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے کہ یہ دردناک عذاب دیکھے بغیر تجھے ماننے والے نہیں ہیں۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے اور فیصلے کو ترجیح دی اور متعدد قیدیوں کو مناسب فدیہ کے عوض رہا کر دیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما جو کہ غزوۂ بدر کے موقع پر مسلمان نہ تھے اور مشرکین مکہ کے ہمراہ اس جنگ میں مسلمانوں کے خلاف تھے انہوں نے ایک مرتبہ اپنے والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ غزوۂ بدر کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ متعدد بار میری تلوار کی زد میں آئے مگر میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا باپ سمجھتے ہوئے چھوڑ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب بیٹے کی بات سنی تو فرمایا۔

''تم ایک مرتبہ بھی میری تلوار کی زد میں نہیں آئے اللہ عزوجل کی قسم! اگر تم میری تلوار کے نیچے آ جاتے تو میں تمہیں ہرگز نہ چھوڑتا کیونکہ اس وقت حق اور باطل کے درمیان معرکہ تھا اور اس وقت تم باطل کی نمائندگی کر رہے تھے۔''

غزوۂ احد میں شمولیت:

غزوۂ بدر میں مشرکین کے جو لوگ جہنم واصل ہوئے ان میں بیشتر کا تعلق قریش سے تھا اور وہ قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جنہوں نے ہجرت کی رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ غزوۂ بدر میں شکست کے بعد قریش کی راتوں کی نیندیں حرام ہو چکی تھیں انہوں نے کئی قبائل کو متحد کیا اور جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ جنگ کے لئے انہوں نے چندہ اکٹھا کرنا شروع کیا اور اس دوران قریش کا ایک قافلہ جو کہ سامانِ تجارت فروخت کرنے کے بعد ایک کثیر منافع لے کر لوٹا تھا اس نے بھی اڑھائی لاکھ درہم فراہم کر دیئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ جو کہ اسلام قبول کر چکے تھے مگر مکہ مکرمہ میں ہی مقیم تھے انہوں نے قریش کی جنگی تیاریوں کی اطلاع ایک قاصد کے ذریعے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا دی۔

ربیع الاول ۳ھ میں حق و باطل کے درمیان دوسرا معرکہ احد کے مقام پر پیش آیا۔ احد مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک وادی ہے۔ مشرکین کا لشکر جنگی ساز و سامان سے لیس تھا اور تین ہزار کے نفوس پر مشتمل تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی تیاری کرنے کا حکم دیا اور ایک ہزار مجاہدین کا لشکر لے کر احد کے مقام پر پہنچے۔ ایک ہزار مجاہدین کے لشکر میں سے تین سو لوگ

عبداللہ بن ابی سلول منافق کے ساتھی تھے جنہیں وہ راستہ سے ہی واپس لے گیا اور یوں حضور نبی کریم ﷺ کے جانثاروں کی تعداد سات سو رہ گئی جن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

حق و باطل کے درمیان جب جنگ شروع ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو پچاس تیراندازوں کے ایک دستہ کے ہمراہ احد پہاڑ کی پشت پر تعینات کر دیا تاکہ اگر دشمن پشت سے حملہ آور ہو تو وہ انہیں روک سکیں۔ مجاہدین نے مشرکین کی کمر توڑ دی اور وہ میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ مجاہدین ان کے خیموں تک پہنچ گئے اور مشرکین نے اپنا ساز و سامان وہیں چھوڑ کر بھاگنے میں عافیت محسوس کی۔ لشکر اسلام میں کچھ مجاہدین ایسے بھی تھے جنہوں نے حال ہی میں اسلام قبول کیا تھا۔ انہوں نے جب مشرکین کو بھاگتے دیکھا تو مالِ غنیمت لوٹنا شروع کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جو لشکر احد پہاڑ کی پشت پر تعینات تھا اس نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور مالِ غنیمت سمیٹنے میں مصروف ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے ان کی سربراہی میں مشرکین کے ایک لشکر نے مسلمانوں پر پشت سے حملہ کر دیا جس میں ستر سے زیادہ مسلمان شہید ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے جانثاروں نے آپ ﷺ کا محاصرہ کر لیا اور آپ ﷺ کا دفاع اپنی آخری سانس تک کرتے رہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے دانت مبارک شہید ہو گئے اور افواہ پھیل گئی کہ حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جوش و خروش میں کمی پیدا ہونا شروع ہو گئی اور پھر اس موقع پر حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کے چچا تھے

انہوں نے مشرکین پر تابڑ توڑ حملے کرنا شروع کر دیئے اور پھر ہندہ کے غلام حبشی کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

غزوۂ احد میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش فرمایا جبکہ بائیس کفار جہنم واصل ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا دفاع کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت طلحہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے اپنی جانثاری کا ثبوت دیا اور آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی۔ حضور نبی کریم ﷺ اکثر و بیشتر احد پہاڑ پر تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے تھے یہ وہ پہاڑ ہے جس سے ہمیں محبت ہے اور اسے بھی ہم سے محبت ہے۔ آپ ﷺ شہداء کی قبور پر بھی تشریف لے جاتے اور فرماتے تم پر سلام ہو تمہارے حوصلہ اور صبر کی وجہ سے تمہیں آخرت میں بہترین انعام ملا ہے۔ اللہ عزوجل نے سورۂ آل عمران میں غزوۂ احد کے متعلق فرمایا۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا

''اور جو نقصان تمہیں اس لڑائی کے دن پہنچا وہ اللہ کے حکم سے تھا اور وہ اس لئے تھا تاکہ دیکھے کہ تم میں سے کون ایمان والا ہے اور کون منافق ہے۔''

غزوۂ احد کے متعلق یہ کہنا کہ اس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی غلط ہے یہ جنگ بغیر کسی نتیجہ پر پہنچے بغیر ختم ہوئی کیونکہ اس جنگ میں دونوں فریقوں کا نقصان ہوا اور کوئی ایک فریق دوسرے پر حاوی نہ ہو سکا۔ مشرکین ایک مرتبہ پھر حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کے اپنے ناپاک منصوبہ میں ناکام رہے اور

حضور نبی کریم ﷺ کے جانثاروں کے آگے بے بس نظر آئے۔

روایات میں آتا ہے غزوۂ احد کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ کی پیشانی پر ایک کڑی پیوست ہوگئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کڑی کو اپنے دانتوں سے نکالنے کے لئے جھکے تو حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو قسم دے کر فرمایا آپ رضی اللہ عنہ یہ کڑی انہیں نکالنے دیں چنانچہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے وہ کڑی اپنے دانتوں سے پکڑ کر نہایت نرمی سے نکالنا شروع کی اور جب وہ کڑی حضور نبی کریم ﷺ کی پیشانی سے نکل آئی تو حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے سارت دانت گر گئے۔

غزوۂ خندق میں شمولیت:

مدینہ منورہ اور اس کے گردونواح میں رہنے والے یہودیوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی آمد سے قبل عزت و وقار حاصل تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ آئے اور مدینہ منورہ میں دین اسلام کی ترقی کا دور شروع ہوا تو ان یہودیوں کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ نے معاہدے کر لئے جن کی رو سے وہ مشرکین مکہ کا ساتھ نہ دیں گے اور اگر انہیں کوئی خطرہ لاحق ہوگا تو مسلمان ان کا ساتھ دیں گے۔ یہود ان معاہدوں کے باوجود دل میں بغض رکھتے تھے اور موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ یہودیوں نے مشرکین مکہ بالخصوص قریش کے ساتھ اپنے روابط بڑھانے شروع کئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب یہودیوں کی ان سازشوں کی خبر ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان یہودیوں کو مدینہ سے باہر نکال دیا۔

ذیقعدہ ۵ ھ کو دشمنانِ اسلام کا یہ گٹھ جوڑ چوبیس ہزار کے لشکر کی صورت میں مدینہ منورہ کی جانب جنگی سازوسامان سے لیس ہوکر حملے کے لئے آیا۔ حضور

نبی کریم ﷺ کو جب اس لشکر کی آمد کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک لشکر تشکیل دیا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے شہر کے گرد ایک خندق کی کھدوائی شروع کی جس کی لمبائی قریباً ساڑھے تین میل اور چوڑائی قریباً پانچ گز تھی۔ اس خندق کی گہرائی پانچ گز تھی اور اس خندق سے نکلنے والی مٹی اور پتھروں کو خندق کے کنارے اس طرح لگا دیا کہ اس نے ایک مورچہ کی شکل اختیار کر لی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے خندق کی کھدائی کے لئے دس دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ٹولیاں بنائیں اور خود بھی خندق کی کھدائی میں حصہ لیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی خندق کی کھدائی میں شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ جبل سلع کی چوٹی پر چڑھ جاتے اور مدینہ منورہ میں مسلمانوں کو پرسکون دیکھ کر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ جب خندق کی کھدائی کے دوران تھک جاتے اور آرام کی غرض سے لیٹتے تو آپ رضی اللہ عنہ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے گرد پہرا دینا شروع کر دیتے کہیں حضور نبی کریم ﷺ کی نیند خراب نہ ہو۔

مشرکین کا لشکر جب مدینہ منورہ کی سرحد پر پہنچا تو شہر کے گرد خندق دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ اس نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور تیر اندازی شروع کر دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی جواباً تیر چلائے۔ کم و بیش بیس دن کے محاصرہ کے بعد اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور ایک تیز آندھی آئی جس نے مشرکین کے خیمے اکھاڑ دیئے اور مشرکین جو خود کئی روز کے اس محاصرے سے تنگ آ چکے تھے اور ان کے پاس کھانے پینے کی اشیاء ختم ہو چکی تھیں میدانِ جنگ سے بھاگ گئے۔

اللہ عزوجل نے غزوۂ خندق کے متعلق سورۂ الاحزاب میں یوں ارشاد فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا

''اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کے احسان کو جب تم پر فوجیں ٹوٹ پڑی تو ہم نے تیز آندھی بھیجی اور ایسی فوج جس کو تم دیکھ نہیں سکتے اللہ وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا جو تم اس وقت کر رہے تھے۔''

غزوۂ خندق میں محاصرہ کے دوران مسلمانوں نے کمال صبر کا مظاہرہ کیا انہیں اکثر و بیشتر تین تین دن بعد کھانا میسر آتا تھا مگر انہوں نے اللہ عزوجل کی جانب سے اس آزمائش میں صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ حضور نبی کریم ﷺ خود فاقہ سے رہا کرتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی دیگر مسلمانوں کی طرح کئی کئی روز فاقہ سے رہے مگر کبھی شکوہ زبان پر نہ لائے۔

واقعہ افک پر حضور نبی کریم ﷺ کے فیصلے کے منتظر:

شعبان ۵ ھ میں واقعہ افک پیش آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ غزوہ بنی مصطلق کے لئے روانہ ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد اس وقت آپ ﷺ کے ہمراہ تھی۔ اس سفر میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھیں۔ غزوہ بنی مصطلق سے واپسی پر مدینہ منورہ سے کچھ دور رات کے وقت یہ قافلہ قیام پذیر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا رفع حاجت کے لئے قافلہ سے قدرے فاصلہ پر چلی گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے پاس اس وقت اپنی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ایک ہار تھا جو آپ رضی اللہ عنہا کے گلے میں تھا۔ دورانِ رفع حاجت وہ ہار وہیں کہیں گر

گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اس ہار کی تلاش شروع کر دی۔ اس دوران قافلہ نے روانگی کی تیاریاں شروع کر دیں اور ساربانوں نے آپ رضی اللہ عنہا کی ڈولی یہ سمجھ کر دوبارہ اونٹ پر رکھ دی کہ آپ رضی اللہ عنہا اس میں موجود ہیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہا اس ہار کو ڈھونڈ نے کے بعد واپس پہنچیں تو قافلہ وہاں سے کوچ کر چکا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا پریشان ہو گئیں۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے پردے کا بھی ہوش نہ رہا۔ دفعتاً وہاں سے حضرت صفوان بن معقل رضی اللہ عنہ جو کہ قافلہ کے پیچھے پیچھے تھے تا کہ اگر کسی کا کوئی سامان رہ جائے تو اسے اٹھا سکیں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھ لیا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھتے ہی انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جب ان کی آواز سنی تو فوراً اپنی چادر سے چہرہ ڈھانپ لیا۔ حضرت صفوان بن معقل رضی اللہ عنہ نے اپنا اونٹ آپ رضی اللہ عنہا کے قریب لا کر بٹھا دیا جس پر آپ رضی اللہ عنہا سوار ہو گئیں اور انہوں نے اونٹ کی مہار تھام لی۔ جب حضرت صفوان بن معقل رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہا کو لے کر لشکر اسلامی سے جا ملے تو ساربانوں کو خبر ہوئی ڈولی میں آپ رضی اللہ عنہا موجود نہیں ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قافلے سے بچھڑ جانا گو معمولی واقع تھا مگر منافقین نے اس واقعہ کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا شروع کر دیا۔ منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی منافق اور دیگر منافق کہنے لگ گئے کہ نعوذ باللہ آپ رضی اللہ عنہا پاک دامن نہیں رہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جب ان کے الزامات سنے تو شدید بیمار ہو گئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان الزامات کی وجہ سے قدرے پریشان تھے جس کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہا کی پہلے جیسی تیمارداری نہ کر سکے۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے والدین کے گھر آ گئیں جہاں ایک ماہ تک آپ رضی اللہ عنہا بستر پر بیمار پڑی رہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی باتیں سن رہے تھے مگر حضور نبی کریم

ﷺ کو صرف اللہ عزوجل کے کلام کا انتظار تھا۔

ایک ماہ کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام کا کلام سنا تو آپ ﷺ کی پیشانی پر پسینہ جاری ہو گیا اور آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے اپنا سر مبارک اٹھایا اور پھر اللہ عزوجل کا فرمان لوگوں کو سنایا جس میں اللہ عزوجل نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کی گواہی دی اور تہمت لگانے والوں کو سخت عذاب کی وعید سنائی۔ حضور نبی کریم ﷺ اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔

"اللہ عزوجل نے تمہاری پاک دامنی کی گواہی دی ہے اور تم پر تہمت لگانے والے عنقریب ذلیل و خوار ہوں گے میں صرف اللہ عزوجل کی گواہی کا انتظار کر رہا تھا۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک عزیز حضرت مسطح رضی اللہ عنہ نے بھی منافقین کی باتیں سن کر اس بات پر یقین کر لیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضرت مسطح رضی اللہ عنہ کی مالی مدد کیا کرتے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کی قسم کھا لی اور فرمایا کہ اب میں مسطح (رضی اللہ عنہ) پر کبھی خرچ نہ کروں گا۔ اللہ عزوجل نے اس موقع پر سورۂ نور کی آیت ذیل نازل فرمائی:

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

''تم میں سے فضل اور وسعت والے لوگوں کو رشتہ داروں، مسکینوں اور اللہ کے راستے میں ہجرت کرنے والوں کی مدد میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے اور انہیں معاف کر دینا چاہئے اور درگزر کر دینا چاہئے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔''

واقعہ افک کے پیش آنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی اس بات کا شدید غم تھا کہ ان کی پاکباز بیٹی پر تہمت لگائی گئی ہے لیکن آپ رضی اللہ عنہ کبھی زبان پر شکوہ نہ لائے سوائے ایک مرتبہ یہ کہا کہ اللہ عزوجل کی قسم! ایسی بات کبھی ہمارے بارے میں زمانہ جاہلیت میں بھی نہیں کی گئی چنانچہ جب اللہ عزوجل کی جانب سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکبازی کی گواہی دی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا سر سجدہ میں جھکا دیا کہ اللہ عزوجل نے ان کے خاندان کی عزت کی گواہی دی۔

معاہدہ حدیبیہ میں شمولیت:

یکم ذیقعد ۶ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ہمراہ حج بیت اللہ اور عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ کے مقام پر قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص کو مکہ مکرمہ میں حالات معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا جس نے واپس آ کر اطلاع دی کہ قریش مزاحمت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم کعبہ کی زیارت کے لئے جانا چاہتے ہیں اور ہمارا ارادہ جنگ کا نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلیں اگر کسی

نے مزاحمت کی تو ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند کیا اور ذوالحلیفہ سے روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ سے باہر حدیبیہ کے مقام پر قیام پذیر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا مشرکین مکہ کے عزائم خطرناک ہیں اور وہ لڑنا چاہتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ چونکہ عمرہ کی نیت سے آئے تھے اس لئے آپ ﷺ لڑائی نہیں چاہتے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ پہنچے تو مشرکین مکہ نے انہیں قید کر لیا۔ اس دوران یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کیا اور ان کے دست حق پر بیعت لی کہ جب تک ان کے دم میں دم ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے بدلہ لیا جائے گا۔ مشرکین مکہ کو جب بیعت رضوان کی اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو رہا کر دیا اور آپ ﷺ سے صلح کے لئے ایک وفد بھیجا جس کی سربراہی سہیل بن عمرو کر رہا تھا۔ سہیل بن عمرو نے آپ ﷺ سے بات چیت شروع کی اور جب مذاکرات کامیاب ہو گئے تو آپ ﷺ نے حضرت اوس بن خولی انصاری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ معاہدہ تحریر کریں۔ سہیل بن عمرو نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا اس معاہدہ کو یا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تحریر فرمائیں گے یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ معاہدہ تحریر فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے اس لئے تم لکھو بسمک۔ حضرت علی المرتضیٰ

رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم باسمک اللھم لکھ لو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق لکھ دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھو۔ سہیل بن عمرو نے اس پر بھی اعتراض کیا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں مانتے اس لئے یہاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) لکھا جائے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب دیکھتے ہوئے فرمایا میں یہ نہیں کر سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر خود رسول اللہ کے لفظ مٹا دیئے اور ان کی جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) لکھ دیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) بھی ہوں۔

روایات میں آتا ہے مشرکین مکہ نے عروہ بن مسعود ثقفی کو صلح حدیبیہ کے موقع پر سفیر بنا کر بھیجا اور عروہ بن مسعود ثقفی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنے آدمی اس لئے جمع کئے اور ان کو اس لئے لے کر آئے کہ ان کے ذریعے ہمیں نقصان پہنچائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جان لیں قریش اپنی عورتوں اور بچوں کو لے کر باہر نکل آئے ہیں اور وہ چیتے کی کھالوں میں ملبوس ہیں اور انہوں نے عہد کیا ہے کہ وہ بزورِ طاقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں ہرگز داخل نہ ہونے دیں گے اور اگر کل لڑائی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ساتھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ جائیں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تشریف فرما تھے انہوں نے عروہ بن ثقفی سے کہا تو کیا سمجھتا ہے کہ ہم انہیں چھوڑ کر پیچھے ہٹ جائیں گے۔ عروہ بولا یہ کون ہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ابن ابی قحافہ

رضی اللہ عنہما ہیں۔ عروہ بولا اللہ کی قسم! اگر مجھ پر آپ رضی اللہ عنہ کا احسان نہ ہوتا تو میں آپ رضی اللہ عنہ کی سخت کلامی کا جواب دیتا۔ پھر عروہ عربوں کے رواج کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک پکڑ پکڑ کر باتیں کرنے لگا۔

اس دوران حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جو زرہ پہنے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے تھے انہوں نے کہا اے عروہ! تیرا برا ہو تو کتنا سخت مزاج ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور عروہ بن مسعود ثقفی کے مابین ہونے والی گفتگو سنی تو تبسم فرمایا۔

معاہدہ حدیبیہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں صلح حدیبیہ کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے نبی نہیں؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''عمر (رضی اللہ عنہ)! میں اللہ کا سچا نبی ہوں۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

''کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''بے شک ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر ہیں۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

''پھر آپ نے دین کے معاملے میں ہم پر یہ ذلت کیوں گوارا کی؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اللہ کی نافرمانی نہیں کر سکتا وہ میری مدد ضرور فرمائے گا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم خانہ کعبہ کا طواف کریں گے؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''کیا میں نے کہا تھا کہ ہم اس سال طواف کریں گے؟''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''انشاء اللہ تم ضرور بیت اللہ شریف کا طواف کرو گے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گیا اور ان سے وہی سوال پوچھے جو میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔

''عمر (رضی اللہ عنہ)! یاد رکھو! حضور نبی کریم ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے تم بھی ان کا دامن پکڑے رکھو اللہ کی قسم! حضور نبی کریم ﷺ حق پر ہیں۔''

معاہدہ حدیبیہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی بطورِ گواہ دستخط کیے۔ اس معاہدے کے بعد مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کی آمدورفت میں آسانی ہوگئی اور فتح مکہ تک بے شمار

لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ معاہدہ حدیبیہ حضور نبی کریم ﷺ کی سیاسی سوچ کا عکاس ہے اس معاہدہ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کو مشرکین مکہ کی جانب سے اس بات پر اطمینان ہو گیا کہ اب وہ جنگ کے لئے نہیں نکلیں گے۔

غزوۂ خیبر میں شمولیت:

محرم الحرام ۷ھ میں خیبر کا معرکہ پیش آیا۔ مدینہ منورہ سے نکالے گئے تمام یہودی قبائل خیبر کے مقام پر آباد ہوئے اور انہوں نے وہاں بلند و بالا قلعے بھی تعمیر کئے۔ غزوۂ خندق میں قریش کے ساتھ ان کے گٹھ جوڑ کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کو سبق سکھانے کا ارادہ کیا اور اپنے سولہ سو جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ خیبر روانہ ہوئے۔ ان جانثاروں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مختلف گروہوں میں تقسیم کیا جنہوں نے خیبر کے تمام قلعوں پر کامیابی سے قبضہ کیا اور یہودیوں کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ خیبر کے یہودیوں نے جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی اور آئندہ کے لئے عہد کیا کہ وہ مسلمانوں سے جنگ نہیں کریں گے۔

غزوۂ خیبر میں یہودیوں سے حاصل ہونے والے مال غنیمت میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حصہ میں بھی سو وسق آئے۔

بنی فرازہ کی سرکوبی:

حضور نبی کریم ﷺ نے شعبان ۷ھ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر بنی فرازہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بنی فرازہ کا محاصرہ کیا اور ان کے کچھ افراد کو قتل اور کچھ کو گرفتار کر لیا۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر بنی فرازہ پر حملہ کے لئے روانہ کیا۔ میں اس لشکر کے ہمراہ تھا۔ ہم نے صبح کی نماز پڑھی اور آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیں حملے کا حکم دیا۔ ہم نے حملہ کیا اور ان کے کئی افراد کو قتل اور کئی کو قیدی بنالیا۔ پھر جب ہم مدینہ منورہ واپس لوٹے تو حضور نبی کریم ﷺ نے مشرکین کے پاس موجود مسلمان قیدیوں سے ان قیدیوں کا تبادلہ کرلیا۔

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی مدد نہ کرنے کا فیصلہ:

رمضان المبارک ۸ھ میں حضور نبی کریم ﷺ ایک بڑے اسلام لشکر کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور یہ وہی شہر تھا جہاں سے آپ ﷺ کو آٹھ برس قبل انتہائی نامساعد حالات میں ہجرت کرنا پڑی تھی اور یہ آپ ﷺ کا آبائی شہر تھا اور مکہ مکرمہ پر لشکر اسلام کی چڑھائی کی وجہ یہ ہوئی کہ مشرکین مکہ نے معاہدہ حدیبیہ کی دو برس تک پابندی کی اور پھر انہوں نے بنی بکر کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنی خزاعہ کو نقصان پہنچایا۔ آپ ﷺ نے مشرکین مکہ کے سامنے تین شرائط رکھیں۔

۱۔ بنی خزاعہ کے مقتولوں کا خون بہادیا جائے۔

۲۔ قریش بنی بکر کی حمایت سے دستبردار ہو جائے۔

۳۔ اگر پہلی دونوں شرائط منظور نہیں تو اعلان کر دیں کہ معاہدہ حدیبیہ ٹوٹ گیا ہے۔

مشرکین مکہ نے اس وقت تک گھمنڈ میں یہ کہہ دیا کہ ہم معاہدہ حدیبیہ کو ختم کرتے ہیں مگر بعد میں انہیں احساس ہوا کہ وہ غلطی پر ہیں۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ)

جو اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے انہوں نے سردارانِ مکہ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ اس وقت مسلمانوں کی طاقت بہت زیادہ ہے اور ہم ان سے دشمنی مول نہیں لے سکتے مگر سردارانِ مکہ نے ان کی باتوں کو نظرانداز کر دیا۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے معاہدہ حدیبیہ کو بچانے کی کوشش میں مدینہ منورہ کا سفر اختیار کیا اور مدینہ منورہ آنے کے بعد اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھنا چاہا تو ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اس بستر پر بیٹھنے سے منع کر دیا اور فرمایا یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کچھ دیر وہاں رکنے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے آنے کا مدعا بیان کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی بات کا کوئی جواب نہ دیا جس پر ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) وہاں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن انہوں نے بھی ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ)، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بھی گئے لیکن انہوں نے بھی ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

تاریخ اسلام کے سنہری دور کا آغاز:

جب حضرت ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) ناکام ہو کر واپس لوٹ گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور اس مقصد کے لئے اپنے تمام حلیف قبائل کو بھی حکم نامے بھیج دیئے۔ کسی بھی صحابی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات پوچھنے کی جرأت نہ کی کہ وہ کس سے جنگ کی تیاری کا حکم

دے رہے ہیں یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی کسی صحابی حتیٰ کہ اپنے راز دان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ وہ کس سے جنگ کرنا چاہتے ہیں؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہتھیار نکال رہی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی سے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کر دیا۔ جنگ کی تمام تیاریاں انتہائی خاموشی کے ساتھ ہوتی رہیں حتیٰ کہ ۱۰ رمضان المبارک ۸ ھ کو حضور نبی کریم ﷺ اپنے دس ہزار جانثاروں کے ہمراہ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔

لشکر اسلام جب مقام جحفہ پہنچا تو حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دیا۔ مقام جحفہ پر حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ جو کہ مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھے اپنے اہل و عیال کے ہمراہ حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے لشکر میں شامل ہوئے۔

مشرکین مکہ کو جب حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے تحقیق کے لئے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو بھیجا اور جب ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے لشکر کا جائزہ لیا تو وہ اتنا عظیم والشان لشکر دیکھ کر حیران رہ گئے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر مشرکین مکہ سے کہا ابھی بھی وقت ہے وہ جا کر حضور نبی کریم ﷺ سے معافی مانگ لیں تاکہ صلح ہو جائے اور خطرہ ٹل جائے۔

مشرکین مکہ نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دائرہ اسلام

میں داخل ہو گئے۔ لشکر اسلام فاتحانہ انداز میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اعلان فرمایا جو شخص حرم کعبہ میں پناہ لے گا اس کے لئے امان ہے۔ جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا اس کے لئے بھی امان ہے اور جو شخص ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے گھر داخل ہو جائے گا اس کے۔ لئے بھی امان ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ جس وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے۔ قصویٰ وہی اونٹنی تھی جو ہجرت کے وقت حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خریدی تھی اور اسی اونٹنی پر بیٹھ کر آپ ﷺ نے غزوات میں شرکت فرمائی اور آج دین اسلام کی سب سے بڑی فتح مکہ مکرمہ کے وقت بھی آپ ﷺ اسی اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ ﷺ کے دائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور پیچھے دس ہزار مجاہدین کا ایک لشکر عظیم تھا۔

والد کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے جانا:

حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دن اپنے والد کے پاس گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ جب حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے حامی بھر لی تو ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی میرے والد بزرگوار کو کلمہ پڑھائیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم انہیں گھر میں ہی رہنے دیتے اور مجھے ان کے پاس لے جاتے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اٹھ کر حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو سینہ سے لگایا اور کلمہ پڑھا کر دائرہ اسلام میں داخل کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اعزاز:

فتح مکہ کے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک اور اعزاز حاصل ہوا اور وہ اعزاز یہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی چار نسلوں کو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

ابوداؤد کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قیام مکہ مکرمہ میں سترہ روز تک رہا۔

ترمذی شریف کی روایت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ مکرمہ میں قیام اٹھارہ روز رہا۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں انیس دن کا ذکر ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کا نظم ونسق حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے سپرد فرماتے ہوئے انہیں مکہ مکرمہ کا گورنر نامزد کیا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نومسلموں کی تربیت کے لئے مقرر فرمایا کہ وہ نومسلموں کو احکامِ دین سکھائیں۔

فتح مکہ کی تاریخ میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔
امام مسلم کی روایت کے مطابق ۱۶ رمضان المبارک ہے۔
امام احمد کی روایت کے مطابق ۱۸ رمضان المبارک ہے۔
ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق ۲۰ رمضان المبارک ہے۔
جبکہ بعض مؤرخین کے مطابق ۱۷ رمضان المبارک ہے۔

حنین میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑنے کا فیصلہ:

شوال ۸ ھ میں حنین کے مقام پر حق و باطل کے درمیان ایک اور معرکہ ہوا۔ مکہ مکرمہ کے نواح میں ہوازن اور ثقیف دو جنگجو قبائل رہتے تھے جنہیں دین اسلام اور حضور نبی کریم ﷺ سے ابتداء سے ہی شدید نفرت تھی۔ ابرہہ نے جب خانہ کعبہ پر چڑھائی کی تھی تو اس وقت بھی ایک ثقفی نے اس کی رہنمائی کی تھی۔ فتح مکہ سے قبل ہی یہ لوگ مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع بدوؤں کو اسلام کے خلاف ابھار رہے تھے۔

ہوازن اور ثقیف قبائل کو جب معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے مکہ فتح کر لیا ہے تو انہوں نے یہ سوچ کر جنگی تیاریاں شروع کر دیں کہ اگر انہوں نے مسلمانوں کو شکست دے دی تو طائف کے باغات و املاک اور مکہ مکرمہ کی وادیاں سب ان کی ہو جائیں گی چنانچہ یہ قبائل چار ہزار افراد کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی غرض سے وادی حنین میں اترے۔ حضور نبی کریم ﷺ جو کہ اس وقت مکہ مکرمہ میں موجود تھے آپ ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو آپ ﷺ نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگی تیاریاں شروع کرنے کا حکم دے دیا۔

لشکر اسلام کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ مقدمۃ الجیش کی کمان حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی جس میں زیادہ تر نومسلم اور ناتجربہ کار تھے۔ اس کے علاوہ دو ہزار ایسے افراد بھی تھے جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے لیکن مال غنیمت کی لالچ میں ساتھ ہو لئے تھے۔ ان تمام کمزوریوں کے باوجود لشکر اسلام کی تعداد بارہ ہزار تھی جبکہ بنو ہوازن اور بنو ثقیف کی تعداد چار ہزار تھی۔ لشکر اسلام کی اس کثرت کو

دیکھ کر نومسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان سے یہ الفاظ نکل پڑے کہ آج ہمیں کون شکست دے گا اور ہم پر کون غلبہ پائے گا۔ اللہ عزوجل کو ایسے الفاظ پسند نہیں تھے چنانچہ اللہ عزوجل نے سورۂ توبہ میں اس بات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

''بے شک اللہ پہلے بھی میدانِ جنگ میں تمہاری مدد کر چکا ہے اور اب حنین کے موقع پر بھی جب تم اپنی کثرت پر فخر کر رہے تھے اور وہ کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود وسعت کے تنگ کر دی گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے پھر اللہ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور مسلمانوں پر تسلی نازل کی اور ایسی فوج بھیجی جو تم نے نہیں دیکھی۔''

بنو ہوازن جو تیراندازی کے ماہر تھے انہوں نے لشکر اسلام پر تیروں کی ایسی بوچھاڑ کی لشکر اسلام میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ تمام نومسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میدانِ جنگ سے فرار ہو گئے۔ میدانِ جنگ سے فرار ہونے والوں میں دو ہزار افراد کا وہ گروہ بھی شامل تھا جو صرف مالِ غنیمت کی لالچ میں لشکر اسلام کے ہمراہ آیا تھا۔ اب میدانِ جنگ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں کے سوا کوئی موجود نہ تھا۔ ان جانثاروں میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت موجود تھی۔ غزوۂ حنین میں فتح لشکر اسلام کی ہوئی اور اس معرکہ میں چھ مسلمان شہید ہوئے جبکہ بنو ہوازن کے اکہتر افراد مارے گئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم وادیٔ حنین

کی جانب روانہ ہوئے اور دشمن جو پہلے سے ہی وادی کی گھاٹیوں میں گھات لگائے بیٹھا تھا اس نے ہم پر حملہ کر دیا اور ہم شکست کھا کر یوں بکھر گئے کہ کئی واپس پلٹتے نہیں تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک جگہ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے پکارا کہ کہاں جاتے ہو میری جانب آؤ میں اللہ کا رسول ہوں، میں محمد (ﷺ) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) ہوں۔ آپ ﷺ کی اس پکار کا کچھ اثر نہ ہوا اور ہر کوئی بھاگ رہا تھا۔ اس موقع پر مہاجرین اور انصار کے کچھ لوگ اور آپ ﷺ کے خاندان کے افراد کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم ثابت قدم رہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے خاندان کے افراد میں سے حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عباس، حضرت سیّدنا فضل بن عباس، حضرت اسامہ بن زید، حضرت ربیعہ بن حارث اور حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہم تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ با آوازِ بلند پکاریں کہ اے معشر انصار! اے بیعت رضوان کرنے والو چنانچہ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے یونہی پکارا تو لوگ پلٹے اور جواب میں لبیک لبیک کہنا شروع کر دیا۔

غزوۂ طائف میں شمولیت:

۸ھ میں جب حضور نبی کریم ﷺ حنین سے واپس لوٹے تو آپ ﷺ نے لشکر اسلام کو حکم دیا کہ وہ طائف کا محاصرہ کر لیں چنانچہ آپ ﷺ کے حکم پر لشکر اسلام نے طائف کا محاصرہ کر لیا جو کئی دن تک جاری رہا مگر اس عرصہ میں لشکر اسلام کو کوئی قابل ذکر کامیابی نہ ملی بلکہ کئی مسلمان شہید ہو گئے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے طائف کے محاصرہ کے

دوران ایک خواب دیکھا کہ ایک دودھ کا پیالہ آپ ﷺ کے سامنے رکھا ہے اور آپ ﷺ نے جیسے ہی دودھ نوش فرمانا چاہا ایک مرغ آیا اور اس نے چونچ مار کر وہ پیالہ الٹا دیا۔ آپ ﷺ نے اس خواب کا ذکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تعبیر الرویاء کے ماہر تھے انہوں نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے لئے طائف کی فتح نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم درست کہتے ہو اور میں نے بھی اس خواب کی یہی تعبیر نکالی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے لشکر اسلام کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔

خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم نے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کی بیوی تھیں انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ کو طائف کی فتح نصیب ہو تو بادیہ بنت غیلان کا زیور مجھے عطا فرمایئے گا کیونکہ بنی ثقیف میں کسی اور عورت کے پاس اتنا زیور نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے خولہ (رضی اللہ عنہا)! مجھے بنی ثقیف کے متعلق کچھ حکم نہیں ہوا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو محاصرہ ختم کرنے کی خبر ہوئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے خولہ رضی اللہ عنہا کی نسبت فلاں بات کا علم ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! ایسا ہی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اگر آپ ﷺ حکم دیں تو میں لشکر کے کوچ کرنے کا اعلان کروں۔ آپ ﷺ نے اجازت دے دی اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لشکر کے کوچ کرنے کا اعلان کیا۔

تبوک کے موقع پر تمام مال جہاد کے لئے دینے کا فیصلہ:

رجب المرجب ۹ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے شام اور مصر کے عیسائی

رومیوں کی سرکوبی کا ارادہ کیا اور اس مقصد کے لئے تیس ہزار مجاہدین کا لشکر تیار کیا گیا۔ جس وقت غزوۂ تبوک کے لئے تیاریاں شروع کی گئیں وہ گرمیوں کا موسم تھا اور لشکر اسلام کو مالی وحربی وسائل کی کمی کا سامنا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں سے کہا وہ اپنی استطاعت کے مطابق جنگ میں حصہ لیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جنگ کے لئے نو سو اونٹ، سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار فراہم کیے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم جنگ کے لئے فراہم کیے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال جنگ کے لئے فراہم کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال جنگ کے لئے فراہم کر دیا۔

جب آپ رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کا علم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ جب یہ قافلہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوا تو اس میں دس ہزار باپیادہ اور بیس ہزار پیدل تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اہل بیت کی حفاظت اور نگرانی پر مامور فرمایا اور جنگ کے لئے روانہ ہوئے۔

سامان کی کمی کی وجہ سے اکثر جگہوں پر درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرنا پڑا۔

لشکر اسلام جب عرب اور شام کی سرحد پر واقع تبوک کے مقام پر پہنچا تو

اس نے وہاں پڑاؤ کیا۔ اس دوران راستہ میں موجود بے شمار علاقے اسلامی مملکت کا حصہ بنے۔ قیصر روم نے شام کی سرحد سے اپنے لشکر کو واپس بلا لیا اور اسلامی لشکر بیس روز تک تبوک کے مقام پر قیام پذیر رہا۔

تبوک سے واپسی کے بعد جزیرۂ عرب کے دور دراز علاقوں سے بے شمار وفود حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں سورۂ نصر اس بارے میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ • وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا •

''پس اللہ کی مدد آن پہنچی اور فتح نصیب ہوئی اور تم نے دیکھ لیا کہ لوگ جوق در جوق دین اسلام میں داخل ہوئے۔''

O......O......O

امیر حج مقرر کیا جانا

غزوہ تبوک سے واپسی پر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرماتے ہوئے تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ حج کی غرض سے بھیجا اور یہ بعثت نبوی ﷺ کے بعد پہلا باقاعدہ حج تھا اور آپ رضی اللہ عنہ اس حج میں حضور نبی کریم ﷺ کی جانب سے امیر مقرر کیے گئے تھے جو اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ہی حضور نبی کریم ﷺ کے بعد منصب امارت کے حقدار تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ امیر حج بنائے جانے سے قبل بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کئی اہم ذمہ داریاں سونپتے رہے تھے اور اب آپ رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا گیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے امیر حج کے تمام فرائض ادا کئے اور اپنے ساتھیوں کے کھانے پینے اور سونے کا برابر انتظام کرتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے رفقاء کو اس طریقے سے منظم کیا کہ دشمنانِ اسلام یہی سمجھتے رہیں کہ مسلمان تعداد میں ان کی توقع سے بہت زیادہ ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب ہم مقامِ عرج پر پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمیں فجر کی نماز کے لئے پکارا۔ اس دوران ہم نے اونٹنی کے بلبلانے کی آواز سنی۔ آپ رضی اللہ عنہ ہم سے فرمانے لگے کہ یہ

حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی قصویٰ کی آواز ہے اور شاید حضور نبی کریم ﷺ خود تشریف لائے ہوں۔ اگر حضور نبی کریم ﷺ خود ہوں گے تو ہم حضور نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کلام جاری تھا کہ اس دوران حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

''اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیسے آئے ہو کیا قاصد بن کر آئے ہو یا قائد بن کر؟''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا۔

''میں قائد نہیں قاصد بن کر آیا ہوں اور حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے سورۂ توبہ دے کر بھیجا ہے کہ میں یہ حج کے دن لوگوں کو سناؤں۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے اور خانہ کعبہ کا طواف کر چکے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمیں مناسک حج کی تعلیم دی۔ اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سورۂ توبہ کی تلاوت فرمائی اور اعلان کیا اب کوئی بھی مشرک خانہ کعبہ میں داخل نہ ہوگا، کوئی شخص برہنہ خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے گا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر عرفہ کے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کا خطبہ دیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سورۂ توبہ کی ایک

مرتبہ پھر تلاوت فرمائی۔ پھر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو قربانی کا حکم دیا تو قربانی کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پھر سورۂ توبہ کی تلاوت کی اور پھر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سعی کا طریقہ بتایا اور سعی کرنے کا حکم دیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سعی کے بعد پھر سورۂ توبہ کی تلاوت فرمائی۔ یوں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق چار مرتبہ سورۂ توبہ کی تلاوت فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا اور یوں آپ رضی اللہ عنہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اجتماعی طور پر مسلمانوں کو پہلا حج کروایا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا جبکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو نقیب اسلام مقرر فرمایا اور حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کو معلم بنایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی جانب سے قربانی کے لئے بیس اونٹ بھی دیئے۔

امام صحابہ رضی اللہ عنہم مقرر کیا جانا:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ بنوعمرو بن عوف کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب علم ہوا تو آپ ﷺ نمازِ ظہر کے بعد ان کے درمیان صلح کروانے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے جاتے ہوئے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

”بلال (رضی اللہ عنہ)! اگر مجھے دیر ہو جائے اور عصر کا وقت ہو جائے تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہنا وہ نمازِ عصر میں لوگوں کی امامت

کریں۔''

پھر نمازِ عصر کا وقت ہو گیا اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے نماز کے لئے اقامت کہی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امامت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اس دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو پھلانگتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے آن کھڑے ہوئے۔ اس دوران دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو متوجہ کرنے کے لئے سیٹیاں بجائیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ جب نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تو پھر کسی جانب متوجہ نہ ہوتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ لوگ سیٹیاں بجانے سے رُک نہیں رہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا دیکھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جگہ چھوڑنی چاہی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے فرمایا کہ امامت کرتے رہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور پھر پیچھے ہٹ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور امامت فرمائی۔ نماز پڑھانے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم نے امامت کیوں نہ کروائی؟''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابوقحافہ (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے کا اتنا مقام کیسے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بنے؟''

اس موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ وہ اگر نماز میں کوئی ایسا فعل دیکھیں تو بجائے سیٹیاں بجانے کے سبحان اللہ کہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو اس وقت بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کا فرض ادا کرنا پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں سترہ نمازوں کی امامت فرمائی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مرض الموت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دیا اور جب آپ رضی اللہ عنہ امامت کے لئے کھڑے ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے حجرۂ مبارک کا پردہ اٹھایا اور ہاتھ کے اشارے سے آپ رضی اللہ عنہ کو امامت کا اشارہ کیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں حکم دیا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کا کہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ان پر بہت جلد رقت طاری ہو جاتی ہے وہ جب قرأت کریں گے تو لوگ ان کی آواز سن نہ سکیں گے آپ ﷺ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم دیں وہ امامت کریں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں! امامت صرف ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہی کریں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو وصال سے قبل کچھ دیر کے لئے افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے نمازِ ظہر کی ادائیگی کے لئے غسل کیا اور حضرت سیدنا عباس اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مسجد نبوی میں آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت امامت فرما رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی آہٹ محسوس کی تو پیچھے ہٹنا چاہا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اشارہ سے آپ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا امامت جاری رکھیں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز ادا فرمائی

اور اپنا آخری خطبہ ارشاد فرمایا۔

''میں سب سے زیادہ جس کے احسانات کا ممنون ہوں وہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں اور اگر دنیا میں کسی کو میں اپنا دوست بنا سکتا تو وہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہوتے اور اسلام کا رشتہ دوستی کے اس رشتہ کے لئے کافی ہے اور مسجد کے رخ کوئی دریچہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دریچہ کے علاوہ باقی نہ رکھا جائے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس موقع پر یہ فرمانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت، آپ رضی اللہ عنہ کی جانثاری، آپ رضی اللہ عنہ کا مالی ایثار، آپ رضی اللہ عنہ کی مسلسل رفاقت کے اعتراف میں ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

جب ترا نام مہکتا ہے مرے ہونٹوں پر
جیسے تاحد نظر پھول بکھر جاتے ہیں

O.....O.....O

پانچواں باب:

حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا منصب خلافت پر فائز ہونا

حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال،

خلیفہ مقرر کیا جانا، خلیفہ بننے کے بعد خطبہ ارشاد فرمانا،

حضور نبی کریم ﷺ کی وراثت کا معاملہ

O......O......O

صفا وہ کچھ ملی خاک سر کوئے پیمبر سے
مصفا آئینہ ہے نقش پا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا

ہوئے فاروق و عثمان و علی رضی اللہ عنہم جب داخل بیعت
بنا فخر سلاسل سلسلہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری وصال

ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل کا ایک بندہ ایسا ہے جسے اللہ عزوجل نے اختیار دیا چاہے دنیاوی دولت حاصل کرے چاہے اللہ عزوجل کے پاس رہنا پسند کرے اور پھر اس نے اللہ عزوجل کے پاس رہنا پسند کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی تو رو پڑے اور جان گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت آن پہنچا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے عرض کیا ہمارے ماں باپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں اس بندے سے مراد خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب لوگوں سے زیادہ مجھ پر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے احسان کیے اور وہ احسان مال کا بھی تھا اور صحبت کا بھی تھا اور اگر میں اللہ عزوجل کے سوا کسی کو اپنا دوست بناتا تو یقیناً ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا اور اب خلت نہیں مگر اسلامی اخوت قائم ہے اور مسجد میں تمام دروازے بند کر دو ماسوائے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دروازے کے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب سورۂ نصر نازل ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے فرمایا مجھے میرے وصال کی خبر دے دی گئی ہے۔ یہ سن کر حضرت سیّدہ فاطمہ

الزہرا رضی اللہ عنہا رونے لگ گئیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تم مت روؤ تم میرے اہل میں سب سے پہلے مجھ سے آن ملو گی۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے سنا تو مسکرا دیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی یہ کیفیت دیکھی تو وجہ دریافت کی مگر وہ ٹال گئیں۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد جب ایک مرتبہ پھر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے وصال کی خبر سنائی جسے سن کر میں رو پڑی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے اہل وعیال میں سب سے پہلے مجھ سے ملو گی جسے سن کر میں ہنس پڑی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کسی نے کہا انصار کے مرد اور عورتیں مسجد میں رو رہے ہیں حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا تمہیں کس چیز نے رلایا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ ﷺ کے وصال کے ڈر سے رو رہے ہیں۔ آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور آپ ﷺ نے ایک چادر لپیٹ رکھی تھی جس کے دونوں پلو کندھوں پر تھے۔ آپ ﷺ نے سر مبارک پر پٹی باندھ رکھی تھی آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔

''اے لوگو! لوگ تعداد میں بڑھ جائیں گے اور انصار کم ہو جائیں گے یہاں تک کہ انصار کھانے میں نمک کی مقدار برابر رہ جائیں گے جو لوگوں کے امور میں سے کسی امر کا ولی ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ ان میں سے بھلے لوگوں کے ساتھ اچھا

سلوک کرے اور ان کے خطا کاروں سے درگزر فرمائے۔‘‘

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال کی خبر ایک روز قبل دی۔ ہم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں جمع ہوئے آپ ﷺ نے ہماری جانب دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

’’اللہ تم لوگوں کو زندہ رکھے اور تمہاری حفاظت فرمائے۔ اللہ تم کو اپنی پناہ میں لے اور تمہاری مدد کرے اور تمہیں بلندی عطا فرمائے۔ اللہ تمہیں ہدایت عطا فرمائے اور تمہارے رزق کشادہ کرے۔ اللہ تمہیں توفیق دے اور تمہیں صحیح سالم رکھے۔ میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اسے تم پر خلیفہ مقرر کرتا ہوں جو تمہیں کھلا ڈرانے والا ہو تا کہ تم اللہ کے بندوں اور اللہ کے شہروں کے بارے میں اللہ پر زیادتی نہ کرنا بے شک اللہ نے تمہارے اور میرے متعلق فرمایا ہے کہ یہ عالم آخرت ہم ان ہی لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد پھیلاتے ہیں اور پرہیز گاروں کے لئے بہترین اجر ہے اور کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ دوزخ نہیں ہے۔ موت نزدیک ہے اور اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اور جنت الماویٰ کی جانب اور پورے پیالہ کی جانب اور رفیق اعلیٰ کی جانب لوٹ کر جانا ہے۔‘‘

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کو غسل کون دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے اہل میں سے نزدیکی شخص۔ ہم نے عرض کیا آپ ﷺ کو کفن کون سا دیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے انہی کپڑوں سے یا یمنی چادروں میں سے یا مصر کے سفید کپڑے میں سے۔ ہم نے عرض کیا آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کون پڑھائے گا؟ اور یہ کہہ کر ہم رو پڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل تمہاری مغفرت فرمائے اور تم لوگ جب میرے غسل سے فارغ ہو چکو تو مجھے میری چارپائی پر میرے گھر میں میری قبر کے پاس رکھنا اور تھوڑی دیر کے لئے گھر سے باہر چلے جانا اس لئے کہ سب سے پہلی میری نمازِ جنازہ جبرائیل علیہ السلام پڑھیں گے، پھر میکائیل علیہ السلام، پھر اسرافیل علیہ السلام اور پھر ملک الموت مع اپنے لشکر کے اس کے بعد تمام ملائکہ اور اللہ ان سب پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور پھر تم جماعت در جماعت داخل ہونا اور مجھ پر درود و سلام پڑھنا اور کسی رونے والی سے مجھے کوئی تکلیف نہ دینا۔ ہم نے عرض کیا آپ ﷺ کو قبر مبارک میں کون اتارے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے گھر کے لوگ مع ملائکہ کے اور ملائکہ تمہیں دیکھ رہے ہوں گے اور تم انہیں نہیں دیکھ سکو گے۔

روایات میں آتا ہے ۲۸ صفر المظفر کو حضور نبی کریم ﷺ جنت البقیع تشریف لے گئے اور جنت البقیع سے واپسی پر آپ ﷺ کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ آپ ﷺ نے تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے اجازت لے کر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں قیام کیا۔ طبیعت کی خرابی کے باوجود آپ ﷺ باقاعدگی سے نماز پڑھاتے رہے۔ جب طبیعت زیادہ ناساز ہو گئی تو آپ ﷺ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ سے نماز کی امامت کے لئے کہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ان پر بہت جلد رقت طاری ہو جاتی ہے وہ جب قرأت کریں گے تو لوگ ان کی آواز سن نہ سکیں گے آپ ﷺ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم دیں وہ امامت کریں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں! امامت صرف ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہی کریں گے۔

ایک دن ظہر کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت قدرے سنبھلی تو آپ ﷺ نے غسل کیا اور حضرت سیّدنا عباس اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت نمازِ ظہر کی امامت فرمارہے تھے انہوں نے جب حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے لگے مگر حضور نبی کریم ﷺ نے اشارہ سے انہیں نماز جاری رکھنے کا حکم دیا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

> ”میرے بعد میری قبر کو یہود و نصاریٰ کی طرح سجدہ گاہ نہ بنا لینا اور میں تم کو انصار کے حق میں وصیت فرماتا ہوں کہ یہ لوگ میرے جسم کے پیراہن ہیں اور انہوں نے میرے متعلق اپنے حقوق کو پورا کیا ہے اور ان میں سے اچھا کام کرنے والوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا اور لغزش کرنے والوں سے درگزر سے کام لینا۔ تم ایک بندہ ایسا بھی ہے جس کے سامنے دنیا کو پیش کیا گیا مگر اس نے آخرت کو اختیار کیا۔“

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو

آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور سمجھ گئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا اشارہ ان کی جانب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ، میری جان، میرا مال سب کچھ آپ ﷺ پر قربان ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تسلی رکھو اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دروازے کے علاوہ مسجد کی جانب کھلنے والے تمام دروازے بند کر دو اور کوئی ایسا نہیں سوائے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے جسے میں اپنا دوست رکھتا ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کا وصال کا وقت آن پہنچا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وصال بہت قریب ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جو اللہ کے پاس ہے وہ آپ ﷺ کو مبارک ہو کاش ہمیں ہمارے انجام کی بھی کچھ خبر ہوتی؟ آپ ﷺ نے فرمایا سدرۃ المنتہیٰ، جنت الماویٰ، فردوسِ اعلیٰ، شرابِ طہور سے بھرے ہوئے پیالے اور رفیق اعلیٰ کی جانب مبارک زندگی کی بشارت ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کو غسل کون دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے اہل۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ ﷺ کو کفن کون سا دیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے انہی کپڑوں سے اور یمنی لباس اور مصری سفید چادر سے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کون پڑھائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تمہیں بہترین جزا دے جب تم مجھے غسل دے چکو اور کفن پہنا

چکو تو پھر مجھے میرے گھر میں میری قبر کے نزدیک چارپائی پر رکھ دینا اور پھر باہر نکل جانا۔ سب سے پہلے اللہ عزوجل درود و سلام پڑھے گا اور رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر فرشتے آئیں گے اور مجھ پر درود و سلام پڑھیں گے۔ اس کے بعد تم گروہ در گروہ اندر داخل ہونا اور مجھ پر درود و سلام پڑھنا۔ تم لوگ رو کر مجھے تکلیف نہ پہنچانا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں کون اتارے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ناساز ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مشورہ سے میرے حجرہ میں قیام کیا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری میں مصروف رہی۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میرے کندھے پر تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میرے سر کی جانب مائل ہوا۔ میں نے گمان کیا کہ شاید کسی حاجت کا ارادہ ہو؟ اتنی دیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے لعابِ مبارک کا ایک نطفہ نکلا اور میرے سینہ میں ہنسلی کی ہڈی کی گہرائی میں جا گرا جس سے میرے جسم کی رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے خیال کیا شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہو گئی ہے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر سے ڈھانپ دیا۔ اس دوران حضرت عمر فاروق اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم آ گئے۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور میں نے ان کو اندر بلا لیا اور پردہ کھینچ لیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ہوشی کو دیکھا تو کہا کہ کتنی سخت بے ہوشی ہے؟ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے۔ میں نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو اور فتنہ پھیلانا چاہتے ہو بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال اس وقت تک نہ ہو

گا جب تک اللہ عزوجل منافقین کو ختم نہیں کر دے گا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے جب حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور حضور نبی کریم ﷺ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو دلاسہ دینا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو لوگ اکٹھے ہو گئے اور رونے کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ فرشتوں نے آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے کپڑوں میں لپیٹ دیا۔ آپ ﷺ کے وصال کے متعلق لوگوں میں اختلاف ہو گیا۔ بعض نے آپ ﷺ کی موت کو جھٹلا دیا، بعض گونگے ہو گئے اور طویل مدت کے بعد بولنا شروع کیا۔ بعض لوگوں کی حالت خلط ملط ہو گئی اور بے معنی باتیں کرنے لگے، بعض حواس باختہ ہو گئے اور بعض غم سے نڈھال ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے آپ ﷺ کی موت کا انکار کر دیا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ غم سے نڈھال ہو کر بیٹھنے والوں میں تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو گونگے ہو کر رہ گئے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار میان سے نکال لی اور اعلان کر دیا کہ اگر کسی نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا ہے تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا اور آپ ﷺ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح چالیس دن کے لئے اپنی قوم سے پوشیدہ ہو گئے ہیں اور چالیس دن بعد آپ ﷺ ہم میں واپس آ جائیں گے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب وصال کی اطلاع ملی تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ بنی حارث بن خزرج کے

ہاں تھے آپ رضی اللہ عنہ فوراً آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور نبی کریم ﷺ کی جانب دیکھا، پھر جھک کر بوسہ دیا اور فرمایا۔

''یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں اللہ عزوجل آپ ﷺ کو اب موت کا مزہ نہیں چکھائے گا۔ اللہ کی قسم! حضور نبی کریم ﷺ وصال فرما گئے۔''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا۔

''اے لوگو! جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو یاد رکھے محمد ﷺ وصال فرما گئے ہیں اور جو محمد ﷺ کے رب کی عبادت کرتا تھا تو یاد رکھے کہ وہ زندہ اور کبھی نہیں مرے گا۔''

اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝

''اور محمد ﷺ تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی کئی رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ وصال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر جائے گا تو اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور اللہ جلد ہی اجر دے گا شکر گزاروں کو۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی تو معلوم ہوتا تھا کہ ہم میں سے کوئی پہلے اس آیت کو جانتا نہ تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جب یہ آیت مبارکہ سنی تو مجھے یقین ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے۔

روایت ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر ملی تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور ایسے ہچکیاں بھر رہے تھے جیسے گھڑا چھلک رہا ہو مگر اس حالت میں بھی وہ قول و فعل میں مضبوط اور استقلال دکھا رہے تھے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھکے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ کھولا اور پیشانی اور رخساروں کو بوسہ دیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا اور بے ساختہ رونے لگے اور کہنے لگے۔

"میرے ماں باپ میرے بیوی بچے اور میری جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی اور وصال ہر حال میں راضی رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد وحی کا سلسلہ بند ہو گیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی کی وصال پر ختم نہیں ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوصافِ عظیم کے مالک ہیں، گریہ سے بالا ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ خصوصیات حاصل ہیں یہاں تک کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سکون اور محفوظ ہو چکے ہیں اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں برابر ہو گئے اگر وصال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ ہوتا تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غم کے لئے سب

لوگ اپنی جانیں پیش کر دیتے اور اگر آپ ﷺ نے رونے سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم آپ ﷺ پر پانی کے چشمے چلا دیتے اور جس کی ہم سکت نہیں رکھتے یعنی غم اور آپ ﷺ کی یاد تو ہمیشہ تازہ رہے گی۔ اے اللہ! ہماری بات آپ ﷺ تک پہنچا دے۔ یارسول اللہ ﷺ! اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت فرمائیے گا۔ اے اللہ! اپنے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں ہمارا پیغام پہنچا دے۔''

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شدت غم سے نڈھال تھے مگر اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جس بلند ہمتی کا مظاہرہ کیا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے اللہ عزوجل کا فرمان سنایا وہ اس بات کی قوی دلیل تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ سے زیادہ عالم، بلند ہمت اور مضبوط دل شخص اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کوئی نہ تھا اور آپ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کی سلامتی بن کر آئے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کے غسل کی تیاری کی تو تمام لوگوں سے دروازہ بند کر دیا۔ انصار نے آواز دی ہم آپ ﷺ کے ننھیال والے ہیں اور اسلام میں ہماری بھی جگہ ہے۔ قریش نے آواز دی ہم آپ ﷺ کے دوھیال والے ہیں اور ہمارا اور آپ ﷺ کا خاندان ایک ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے باآوازِ بلند فرمایا۔

''اے گروہ مسلمان! ہر قوم اپنے جنازے کی بہ نسبت اپنے غیر کے زیادہ مستحق ہے میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اس لئے کہ

تم اگر داخل ہو گے تو جن کا حق ہے تم ان کو آپ ﷺ کے
پاس سے ہٹاؤ گے۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ کے پاس کوئی نہیں
داخل ہوگا ماسوائے اس کے جس کو بلایا جائے۔''

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کو چارپائی پر رکھ کر قبر مبارک کے پاس رکھا گیا تو لوگ گروہ در گروہ اندر داخل ہوتے اور درود وسلام پڑھتے اور کسی نے آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کی امامت نہیں کی۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم مہاجرین وانصار کے کچھ گروہ کے ساتھ جو حجرۂ مبارک میں آسکے اندر داخل ہوئے اور بلند آواز سے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہا اور کہا۔

''اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ ﷺ پر نازل
کیا گیا آپ ﷺ نے اس کی تبلیغ فرمائی اور اپنی امت کو
نصیحت فرمائی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور اللہ کے دین کو
عزت بخشی اور اللہ کے کلمہ کو پورا کیا اور اے اللہ! ہمیں بھی ان
لوگوں میں سے کر دے جو آپ ﷺ کے قول کو پورا کرنے
والے ہیں اور ہمیں آپ ﷺ کے ساتھ جمع کر دے۔ ہم آپ
ﷺ پر ایمان لائے اور اس کے عوض ہم نے کوئی قیمت طلب
نہ کی۔''

مہاجرین وانصار نے اس کے جواب میں آمین کہا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی تدفین کے لئے جگہ کا فیصلہ:

سیرت ابن ہشام میں منقول ہے حضور نبی کریم ﷺ کی تجہیز وتکفین کا

معاملہ پیش آیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس شش و پنج میں مبتلا ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کی تدفین کہاں کی جائے؟ اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے نبی جس جگہ وصال فرماتا ہے اسی جگہ اس کی تدفین عمل میں آتی ہے۔''

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں مدفون کیا گیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ غمزدہ چہرے کے ساتھ تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کس بات سے غمزدہ ہیں؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے وہ پیش آیا جو تمہیں نہیں پیش آیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے کہا۔

''سنو! یہ کیا کہہ رہے ہیں میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے کسی کو دیکھا ہے جس نے مجھ سے زیادہ حضور نبی کریم ﷺ پر رنج کیا ہو۔''

O.......O.......O

خلیفہ مقرر کیا جانا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اکسٹھ برس کی عمر میں منصب خلافت پر فائز ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین ابھی عمل میں نہ آئی تھی کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کا ایک اجتماع ہوا اور انصار کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم کو ساتھ لیا اور سقیفہ بنی ساعدہ پہنچے۔ گفتگو کے دوران انصار نے مطالبہ کیا ایک امیر ہمارا ہوگا اور ایک تمہارا ہوگا۔ انصار کے اس مطالبہ کو قبول کرنے کا مطلب تھا اسلامی اخوت کو خود اپنے ہاتھوں ہی ختم کر دیا جائے اور اگر انصار کا مطالبہ مانتے ہوئے انہیں مسند خلافت پر فائز کر بھی دیا جاتا تو عرب کے دیگر قبائل بالخصوص قریش اس پر کبھی راضی نہ ہوتے اور وہ انصار کی خلافت کو تسلیم نہ کرتے۔ اس کے علاوہ انصار کے بھی دو گروہ تھے بنی اوس اور بنی خزرج اور ان میں بھی اس مؤقف پر باہم اتفاق نہ پایا جاتا تھا لہٰذا یہ امر محال تھا کہ انصار میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کیا جاتا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے فرمایا یہ جائز نہیں مسلمانوں کے ایک وقت میں دو امیر ہوں اس طرح امور میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور امت مسلمہ کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائے گا۔ اس سے فتنہ وفساد شروع

ہو جائے گا اور سنتیں ترک ہو جائیں گی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تجویز دی امراء مہاجرین جماعت میں سے ہوں گے اور وزراء انصار سے ہوں گے۔ اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے ذیل کا تاریخی خطبہ بھی ارشاد فرمایا۔

''ہم تمہارے فضائل و مناقب سے انکار نہیں کرتے مگر قریش اور عرب کے دوسرے تمام قبائل کبھی بھی تمہاری خلافت کو تسلیم نہ کریں گے اور ویسے بھی مہاجرین نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہا اور ان کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی تعلق بھی ہے اور یہاں اس محفل میں عمر (رضی اللہ عنہ) بھی موجود ہے اور ابوعبیدہ (رضی اللہ عنہ) بھی موجود ہیں تم ان میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو تا کہ امت مسلمہ کا شیرازہ بکھرنے نہ پائے۔''

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کا فیصلہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ سنا تو آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیا اور کہا۔

''آپ رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی نہیں ہے اور آپ رضی اللہ عنہ ہمارے سردار اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح جانشین ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ آپ رضی اللہ عنہ کو عزیز رکھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح دی۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جیسے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تمام مخلوق آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت پر ٹوٹ پڑی اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

کی بیعت کے بعد انصار نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کر لی۔ آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے واپس لوٹے اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین عمل میں آئی۔

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے بعد اگلے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں تشریف لائے اور منبر پر رونق افروز ہوئے اور اس دن عام بیعت ہوئی۔

حضرت سالم بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار کے کسی شخص نے کہا کہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک آپ میں سے؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کے وقت فرمایا۔

''اے لوگو! تم جماعت کو نہ چھوڑو اللہ عزوجل کی رسی کو تھامے رکھو۔''

خلیفہ بننے کے بعد خطبہ ارشاد فرمانا:

جب تمام لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کر چکے اور آپ رضی اللہ عنہ کو متفقہ طور پر خلیفہ مقرر کر دیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور ذیل کا خطبہ ارشاد فرمایا۔

''اے لوگو! میں تمہارے کاموں پر تمہارا نگران بنایا گیا ہوں، میں تم میں سے ہوں اور تم سے کسی طرح بہتر نہیں ہوں، جب میں کوئی اچھا کام کروں تو تم میری مدد کرنا اور اگر تم مجھ میں

کوئی کوتاہی دیکھو تو تم مجھے راہِ راست پر آنے کی نصیحت کرنا،
یاد رکھو راست گوئی امانت ہے اور تم میں سے ہر کمزور میرے
نزدیک طاقتور ہے جب تک میں اسے حق نہ دلوا دوں اور ہر
قوی میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس سے حق نہ
لے لوں، جو لوگ جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیتے ہیں اللہ ان کو
ذلیل کر دیتا ہے، جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اللہ
عزوجل اس قوم کو غرق کر دیتا ہے، میں جس کام میں اللہ عزوجل
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کروں تم فوراً میری اطاعت
سے انکار کر دو۔''

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
منبر پر اس جگہ کھڑے ہو گئے جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے پھر
آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''لوگو! میں ایک بوڑھا آدمی ہوں اس لئے تم مجھ سے زیادہ
صحت مند اور طاقتور آدمی کے سپرد یہ معاملہ کر دو۔''

لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر کہا۔

''آپ رضی اللہ عنہ ہر قسم کے حالات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ رہے ہیں اس لئے اس معاملے کے آپ رضی اللہ عنہ زیادہ حقدار
ہیں۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی بات سن کر فرمایا۔

''دیکھو اگر تمہارا اصرار ہے کہ میں اس امر کا زیادہ حق دار ہوں

تو پھر میرے ساتھ تعاون کرنے میں بخل سے کام مت لینا اور یہ یاد رکھنا کہ میں بھی انسان ہوں اور میرے پیچھے بھی شیطان لگا ہوا ہے۔ اگر تم مجھے کبھی غصے کی حالت میں دیکھو تو اٹھ کر چلے جاؤ اور جب تک میں سیدھا رہوں میری اطاعت کرتے رہو اور جب میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو تم مجھے سیدھا کر دو۔''

معترضین کو جواب دینے کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو کچھ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اعتراض کیا آپ رضی اللہ عنہ منصب خلافت کے اہل نہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے لوگو! اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ میں نے خلافت سے تم سے اس لئے لی ہے کہ مجھے اس میں رغبت ہے یا مجھے تم پر کچھ فوقیت حاصل ہے تو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے خلافت کو خلافت کی طرف رغبت کرتے ہوئے یا تم پر یا کسی مسلمان پر ترجیح حاصل کرنے کے لئے نہیں لی اور نہ مجھے کبھی بھی رات اور دن میں اس کا لالچ پیدا ہوا اور نہ ہی میں نے چھپ کر اور نہ ہی اعلانیہ اللہ عزوجل سے اس کا سوال کیا اور بے شک میں نے ایک ایسی بڑی بات کا قلادہ اپنی گردن میں ڈال لیا جس کی مجھ میں طاقت نہیں ہاں اگر اللہ عزوجل نے میری مدد فرمائے۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ یہ کسی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو جائے

اس شرط پر کہ وہ اس سے انصاف کرے پس میں یہ خلافت تم
پر واپس کرتا ہوں اور آج سے میں بھی تمہاری طرح ایک عام
شخص ہوں۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس خطبہ کے بعد اپنے گھر کا دروازہ بند
کرلیا۔ آپ رضی اللہ عنہ تین دن تک مسلسل اپنے گھر سے نکلتے اور یہ کہہ کر واپس چلے
جاتے میں نے تمہاری بیعت کو واپس کیا۔ اس دوران حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
کھڑے ہو جاتے اور فرماتے۔

"بلاشبہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ
مقدم رکھا ہے ہم بھی آپ رضی اللہ عنہ کو مقدم رکھتے ہیں پس کون
ہے جو آپ رضی اللہ عنہ کو اس منصب سے ہٹائے۔"

حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہما اپنے جد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ نے جب منبر پر کھڑے ہو تقریر کی اور خلافت کو واپس کیا تو حضرت
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا۔

"اللہ کی قسم! ہم اس بیعت کو ہرگز واپس نہ کریں گے اور ہم
جانتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو ہم میں سے
ہر ایک پر مقدم رکھا ہے۔"

مسلم کی روایت ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن
الجراح رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا کہ میں تمہیں خلیفہ بنانا چاہتا ہوں اس لئے کہ میں
نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ہر امت کے لئے ایک امین ہوتا ہے اور تم اس
امت کے امین ہو۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس سے بہتر کسی کو

نہیں سمجھتا جس کو حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارا امام مقرر کیا ہو۔

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر سب سے پہلے بیعت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کی اور بیعت کرتے ہوئے فرمایا۔

''آپ رضی اللہ عنہ ہم سب میں بہتر اور حضور نبی کریم ﷺ کے سب سے زیادہ قریب ہیں لہٰذا ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت پر کسی قسم کا اعتراض اور تامل نہیں ہے۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت میں تاخیر کی وجہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت کے متعلق روایات میں آتا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت میں اس لئے تاخیر فرمائی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کھا رکھی تھی کہ جب تک وہ قرآن پاک جمع نہیں کر لیتے اس وقت تک نماز کے سوا کبھی اپنی چادر نہ اوڑھیں گے۔ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بھی ذکر کیا جو کلام حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بات کا بھی برملا اقرار کیا کہ شروع میں ہم سمجھتے تھے کہ خلافت بنو ہاشم کا حق ہے کیونکہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے قرابت دار ہونے کی وجہ سے اسے اپنا حق سمجھتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا کلام سنا تو ان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کے عزیز واقارب کو اپنے عزیز واقارب سے بہتر جانتا ہوں۔''

اس کلام کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

کے درمیان غلط فہمی دور ہوگئی اور دونوں کے دل ایک دوسرے کے معاملے میں صاف ہو گئے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جانب سے بیعت کی تاخیر کو کئی لوگوں نے غلط رنگ دینے کی کوشش کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی ان کی جانب سے غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی کوشش کی لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بردباری اور تدبر کے ساتھ اس تمام معاملے کو خوش اسلوبی سے طے کیا۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا کہ تم لوگوں پر اس خلافت کے بارے میں قریش کا ایک چھوٹا گھر غلبہ پا گیا اللہ کی قسم! میں سواروں اور پیادوں کا ایک لشکر جمع کرسکتا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم پہلے بھی اسلام اور مسلمانوں کے دشمن رہے ہو لیکن تمہاری دشمنی ہمیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکی۔ بلاشبہ ہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس منصب کا اہل پایا ہے۔

O......O......O

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت کا معاملہ

بیشتر مورخین نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جانب سے بیعت میں تاخیر کی ایک وجہ باغِ فدک اور مسئلہ وراثت کو قرار دیا ہے۔

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وراثت کا مطالبہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

> ''میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے انبیاء کرام علیہم السلام کے مال میں وراثت نہیں ہوتی وہ جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے البتہ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں سے نفقہ لے سکتے ہیں۔ اللہ عزوجل کی قسم! بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ دار مجھے اپنے رشتہ داروں سے زیادہ عزیز ہیں مگر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں کچھ بھی تبدیل نہیں کروں گا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں سے ایسے ہی پیش آؤں گا جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود پیش آیا کرتے تھے۔''

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد حضور نبی

کریم ﷺ کی چند ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں اپنا سفیر بناتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس وراثت کے لئے بھیجنا چاہا مگر اس موقع پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور فرمایا۔

''میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سن رکھا ہے انبیاء کرام علیہم السلام کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔''

سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو راضی کرنے کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا مرض الوصال میں مبتلا ہوئیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عیادت کے لئے تشریف لائے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی کہ انہیں سیدہ رضی اللہ عنہا کی عیادت کی اجازت دیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے جا کر کہا مسلمانوں کے خلیفہ تمہاری عیادت کے لئے آئے ہیں اگر تم کہو تو میں انہیں گھر کے اندر آنے کی اجازت دے دوں۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ان کا حال احوال دریافت کیا اور فرمایا۔

''اللہ کی قسم! میں نے اپنے گھر، اپنے مال اور اپنے خاندان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا اور حضور نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کو راضی کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔''

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا جو کہ اس سے قبل وراثت کے معاملہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض تھیں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو

اپنی ناراضی فوراً ختم کر دی۔

مؤرخین بیان کرتے ہیں جب حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو اس کی اطلاع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ تشریف لائے اور اس وقت نمازِ جنازہ کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ سیدہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ آپ رضی اللہ عنہ پڑھائیں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ چار تکبیروں کے ساتھ پڑھائی اور پھر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی تدفین جنت البقیع میں کی گئی۔

طیبہ ، طاہرہ ، سیدہ ، زہرا
جانِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم پہ لاکھوں درود و سلام

O......O........O

چھٹا باب:

دورِ خلافت کے فیصلے اور نظامِ خلافت

دورِ خلافت کے اہم فیصلے، نظامِ خلافت،
دورِ خلافت میں پیش آنے والے اہم امور

مقامِ خواب راحت چین سے آرام کرنے کو
بنا پہلوے محبوبِ خدا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا
علی رضی اللہ عنہ ہیں اس کے دشمن اور وہ دشمن ہے علی رضی اللہ عنہ کا
جو دشمن عقل کا دشمن ہوا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا

دورِ خلافت کے اہم فیصلے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت حضور نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا عملی پیکر ہے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں جو بھی اقدام اٹھائے وہ سب حضور نبی کریم ﷺ کے اقدامات اور فرمودات کے عین مطابق تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے وہی اعمال سرانجام دیئے جو حضور نبی کریم ﷺ اپنی حیاتِ ظاہری میں انجام دیتے آئے تھے۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے چند اہم فیصلے اور دیگر امور جنہوں نے مملکت اسلامیہ کو مستحکم کیا ان کا بیان کیا جا رہا ہے۔

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنے کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں سب سے پہلے جو اہم فیصلہ آپ رضی اللہ عنہ کو کرنا پڑا وہ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ظاہری وصال سے قبل ایک لشکر شام کی جانب روانہ کیا تھا اور اس لشکر کے سربراہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما تھے اور اسی وجہ سے اسے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے۔ اس لشکر میں کئی جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے مگر یہ حضور نبی کریم ﷺ کی دوراندیشی تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ان جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو لشکر کا سربراہ بنایا۔

روایات میں آتا ہے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما لشکر کو لے کر نکلے اور

ابھی مدینہ منورہ کے نواح میں تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کی خبر انہیں ملی اور وہ اپنے لشکر کو لے کر واپس مدینہ منورہ آ گئے۔ پھر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کے لئے سب سے اہم فیصلہ یہ تھا جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو فوری روانہ کیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کو بلاتاخیر لے کر روانہ ہوں مگر چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا چونکہ وصال ہوا ہے لہٰذا پہلے ملکی معاملات کو دیکھا جائے اور اس لشکر کی روانگی کو مؤخر کر دیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات سنی تو منبر پر کھڑے ہو کر ذیل کا خطبہ دیا۔

> ''حق تعالیٰ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میرے پاس ایک بھی بندہ نہ رہے اور مجھے یہ اندیشہ لاحق ہو کہ مجھے درندے اٹھا کر لے جائیں گے تب بھی میں اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو ضرور بھیجوں گا کیونکہ اس کا حکم حضور نبی کریم ﷺ نے دیا تھا اور اگر میرے علاوہ کوئی بھی ان آبادیوں میں نہ رہے تو میں تنہا ہی حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر عمل پیرا ہوں گا۔''

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ الخلفاء'' میں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سربراہی میں ایک لشکر شام کے لئے روانہ کیا اور جب یہ لشکر جرف کے مقام پر پہنچا تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی زوجہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس نے ایک قاصد کو مقامِ جرف پر بھیجا جس نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو پیغام دیا کہ حضور نبی

کریم ﷺ کی طبیعت زیادہ ناساز ہے اور مرض شدت اختیار کر چکا ہے چنانچہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اپنے لشکر کو لے کر واپس مدینہ منورہ آ گئے اور پھر چند دنوں بعد حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال ہو گیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے عرض کیا مجھے اندیشہ لاحق ہے کہ کہیں عرب قبائل مرتد نہ ہو جائیں اور جب حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں روانہ کیا تھا اس وقت حالات مختلف تھے مگر اب ہمارا یہاں موجود رہنا بھی لازم ہے کیونکہ میرے اس لشکر میں کئی قوی اور بہادر مجاہد ہیں جو ہر قسم کی صورتحال کا سامنا کرنے کو تیار ہیں اور اگر عرب قبائل نے کوئی فتنہ کھڑا نہ کیا تو میں اپنے لشکر کو لے کر شام روانہ ہو جاؤں گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی بات سنی تو منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔

''اللہ عزوجل کی قسم! اگر مجھے کوئی جانور اچک لے تو یہ بات مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل کروں۔''

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو رخصت کیا۔

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کے متعلق حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ظاہری وصال سے قبل ایک لشکر جس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سربراہی میں ملک شام کی جانب روانہ کیا۔ ابھی یہ لشکر تیاری کے آخری مراحل میں تھا حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال ہو گیا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما جو مقام جرف

میں لشکر کے ساتھ مقیم تھے انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے واپسی کی اجازت طلب کریں کیونکہ اس لشکر میں اکابر اور بہادر مجاہد اسلام موجود ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ اس سانحہ عظیم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر مسلمانوں کی جانوں اور املاک کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور کہیں مشرکین اور منافقین انہیں کچھ نقصان نہ پہنچائیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ روانہ ہونے لگے تو انصار کے چند لوگوں نے کہا آپ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہیں ہمارا امیر ایسے شخص کو مقرر کریں جو عمر میں اسامہ رضی اللہ عنہ سے بڑا ہو اور تجربہ کار ہو اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کم سن اور ناتجربہ کار ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی بات بیان کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اگر کتے اور بھیڑیے مجھے کھا بھی لیں تو میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر ہر صورت عمل کروں گا۔''

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انصار کی درخواست پہنچائی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑی اور فرمایا۔

''اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تم مجھ سے ایسی بات کہتے ہو اور وہ شخص جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عہدہ کے قابل جانا میں اسے اس کے عہدہ سے معزول کر دوں۔''

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خود مقامِ جرف پہنچے اور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور خود پیادہ ان کی متابعت کی اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اس وقت اونٹ پر سوار تھے اور حضرت عبدالرحمٰن بن

عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھوڑے کی لگام پکڑے چل رہے تھے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے عرض کیا۔

''اے مسلمانوں کے خلیفہ! آپ رضی اللہ عنہ بھی سواری پر سوار ہو جائیں ورنہ میں بھی سواری سے اتر جاؤں گا؟''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تمہاری بات پر عمل ممکن نہیں اور تم سواری سے ہرگز نہ اترو گے اور میں سواری پر اس لئے سوار نہ ہوں گا کہ میں چاہتا ہوں اگرچہ میں اس مہم پر تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا مگر میں اپنے چند قدم راہِ خدا میں خاک آلود کروں کیونکہ مجاہد کے ہر قدم کے عوض اللہ عزوجل سات سو نیکیاں عطا فرمائے گا اور اس کے سات سو درجات بلند فرمائے گا اور اس کی سات سو خطائیں معاف فرمائے گا۔''

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔

''کیا یہ مناسب نہ ہو گا تم عمر (رضی اللہ عنہ) کو میرے پاس چھوڑ جاؤ؟''

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے عرض کیا جیسے آپ رضی اللہ عنہ مناسب سمجھیں۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام لشکر کو رکنے کا حکم دیا اور پھر ان سے ذیل کا خطاب کیا۔

''میں تمہیں دس باتوں کی نصیحت کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں تم میری ان باتوں کو نظرانداز نہیں کرو گے اور وہ دس باتیں یہ

ہیں۔ (۱) تم خیانت نہیں کرو گے اور نہ ہی بے ایمانی کرو گے۔ (۲) تم کسی کو دھوکہ نہ دو گے۔ (۳) کسی کے ہاتھ اور پاؤں اور دیگر اعضاء نہیں کاٹو گے۔ (۴) کسی کم سن اور کسی بوڑھے اور کسی عورت کو قتل نہ کرو گے۔ (۵) کسی کھجور کے درخت کو نہ ہی کاٹو گے اور نہ ہی جلاؤ گے۔ (۶) کسی پھلدار درخت کو ہرگز نہ کاٹو گے۔ (۷) اونٹ، گائے، بکری کو اپنی غذائی ضرورت پوری کرنے کے علاوہ ذبح نہ کرو گے۔ (۸) اگر تمہیں کچھ ایسے لوگ ملیں جو اپنی عبادت گاہوں میں عبادت میں مشغول ہوں تو تم انہیں کچھ نقصان نہ پہنچاؤ گے۔ (۹) تمہارے پاس مختلف قسم کے کھانوں کے برتن لائے جائیں گے اور تم ان سے کھانا مگر پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ضرور پڑھ لینا۔ (۱۰) تمہیں ایک ایسی قوم ملے گی جن کے سروں کے بال درمیان سے منڈے ہوں گے اور ان کے پیچھے چھوٹے ہوں گے تم تلوار سے انہیں ہلکی ضرب لگانا۔ اب تم اللہ عزوجل کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ اور میں دعا گو ہوں اللہ عزوجل تمہیں نیزوں اور طاعون سے مامون فرمائے۔''

جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کے فیصلے نے مشرکین و منافقین کے دماغوں کے اس فتور کو ہوا کر دیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد مسلمانوں کی قوت اور اجتماعیت ماند پڑ گئی ہے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی دوراندیشی کو ظاہر کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے اس اقدام نے مشرکین

اور منافقین پر مسلمانوں کے رعب و دبدبہ کو مسلمہ کر دیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں اسلامی فتوحات میں سب سے اہم کردار اور بنیاد جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی ہے اور اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کا فیصلہ نہ کرتے تو پھر دین اسلام عرب سے باہر نہ نکلتا اور نہ ہی فتوحاتِ اسلامیہ کا دائرہ افریقہ، یورپ اور وسطی ایشیاء تک پہنچتا۔ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کو جس مقصد کے لئے روانہ کیا تھا وہ مقصد پورا ہوا اور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ چالیس دن بعد کامیابی و کامرانی کے جھنڈے گاڑنے کے بعد واپس مدینہ منورہ پہنچا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی آمد کا پتہ چلا تو آپ رضی اللہ عنہ خود مدینہ منورہ کی سرحد پر گئے اور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا۔

منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بننے کے بعد ایک اور اہم فیصلہ یہ کرنا پڑا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کے خلاف جہاد کرنا پڑا جنہوں نے دین اسلام کے ایک اہم رکن زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا تھا۔ یہ گروہ بظاہر تو خود کو مسلمان کہتے تھے اور دین اسلام کے دیگر اہم ارکان پر عمل پیرا بھی تھے مگر زکوٰۃ جیسے رکن کی ادائیگی سے منحرف ہو گئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیں گے ان کے خلاف کاروائی کی جائے تاکہ دین اسلام کے اس بنیادی رکن کی ادائیگی پر انہیں دوبارہ مائل کیا جا سکے۔

منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی کے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو عرب کے قبائل مرتد ہو گئے اور انہوں نے زکوٰۃ

دینے سے انکار کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب ان کی سرکوبی کا فیصلہ کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ان قبائل سے کیسے جنگ کی جا سکتی ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے مجھے لوگوں سے اس وقت تک لڑنے کا حکم دیا گیا جب تک وہ اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اقرار نہ کر لیں اور جب وہ اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اقرار کر لیں گے تو وہ اپنی جان اور مال کو ہم سے محفوظ کر لیں گے اور پھر وہ کسی ایسے فعل کے مرتکب ہوں جو دین اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہو تو اللہ عزوجل ان کا حساب لے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو فرمایا۔

''اللہ عزوجل کی قسم! جو کوئی نماز اور زکوٰۃ میں فرق سمجھے گا تو میں اس سے ضرور لڑوں گا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے جیسے نماز بدن کا حق ہے اور اللہ عزوجل کی قسم! یہ لوگ اگر بکری کا پٹھا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے مجھے نہ دیں گے تو میں ان سے ضرور لڑوں گا۔''

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف ایک لشکر ترتیب دیا۔ بعض اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ سے اختلاف کیا یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی کہا کہ ان کے خلاف اس نازک موقع پر ہمیں جنگ نہیں کرنی چاہئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مشورہ سنا تو مسجد نبوی میں تشریف لائے اور منبر پر کھڑے ہو کر ذیل کا خطبہ دیا۔

''اللہ کی قسم! جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک بکری کا بچہ بھی زکوٰۃ میں دیتا تھا اور اب اس کے دینے سے

انکاری ہے تو میں اس کا مقابلہ کروں گا۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ اس لئے بھی اہم تھا کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ آج ان منکرین زکوٰۃ کے ساتھ کوئی نرم رویہ اختیار کرتے تو آئندہ کے لئے کچھ لوگ نماز اور روزے کے بھی منکر ہو سکتے تھے اور یوں دین اسلام کی بنیادی تعلیمات کو ترک کرنے کے بعد لوگ صرف نام کے ہی مسلمان رہ جاتے یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے خطاب کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کے قائل ہو گئے اور کہا ان منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی لازم ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی منکرین زکوٰۃ کے خلاف اقدام پر قائل کر دیا جو کہہ رہے تھے کہ اس نازک موقع پر فی الحال ان منکرین زکوٰۃ کے خلاف کوئی اقدام نہ اٹھایا جائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کے لئے کئی لشکر روانہ کئے اور خود بھی بنی عبس اور بنی ذبیان کے خلاف معرکہ میں شمولیت اختیار کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کا اثر جلد ہی ظاہر ہوا اور وہ لوگ اور قبائل جو زکوٰۃ کی ادائیگی کے منکر تھے وہ ایک مرتبہ پھر زکوٰۃ کی ادائیگی پر آمادہ ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کے متعلق مؤرخین لکھتے ہیں کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ اپنی معاملہ فہمی اور بہترین فیصلہ کی بناء پر ان منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی نہ کرتے تو پھر دین اسلام کے بنیادی ارکان وقتاً فوقتاً ختم ہو جاتے۔

نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی سرکوبی کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کو جب امور درپیش تھے ان میں ایک بڑا مسئلہ نبوت کے ان جھوٹے دعویداروں کا

تھا جنہوں نے۔ نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال کے وقت یہ بھی فرما دیا تھا میرے بعد بے شمار نبوت کے جھوٹے دعویدار پیدا ہوں گے۔ ختم نبوت پر ایمان رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے اور کسی بھی مسلمان کا دین اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس بات پر ایمان نہ لے آئے کہ حضور نبی کریم ﷺ آخری نبی اور رسول ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں میں سب سے زیادہ فضیلت والے ہیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہ ختم نبوت کے دل و جان سے قائل ہیں۔ یہی وجہ ہے جب آپ رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو بے شمار جھوٹے نبی اپنی نبوت کا دعویٰ کرنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی سرکوبی کا فیصلہ کیا۔

اسود عنسی کا حقیقی نام عبہلہ بن کعب تھا اور اس کا تعلق بنی مذحج کی ایک شاخ عنس سے تھا اور یہ چونکہ ہر وقت اپنے عمامہ کے اوپر چادر ڈال کر اپنا چہرہ چھپائے رکھتا تھا اس لئے ''ذوالحمار'' یعنی اوڑھنی والے کے لقب سے بھی مشہور تھا۔ اس کا رنگ انتہائی سیاہ تھا جبکہ خدوخال بھی انتہائی کریہہ تھے۔ اسود عنسی کاہن اور شعبدہ باز تھا اور لوگوں کو اپنی جانب مائل کرنے میں ماہر تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں جب اہل یمن اسلام کی جانب مائل ہوئے تو یمن کے گورنر ''باذان'' نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ پھر جب باذان کا وصال ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے یمن کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا اور اس کے ایک شہر صنعا پر باذان کے بیٹے شہر کی حکومت برقرار رکھی۔

۱۰ھ میں اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے قبیلے مذحج کو اپنے ساتھ

ملا کر مملکت اسلامیہ کے خلافت بغاوت کا آغاز کیا اور نجران پر حملہ کر دیا اور نجران سے حضرت عمرو بن حزم، حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہم کو نکال کر نجران پر قابض ہو گیا۔ پھر اس نے سات سو سواروں کے ہمراہ صنعاء پر حملہ کیا اور شہر بن باذان کو شہید کر کے صنعا پر بھی قابض ہو گیا۔

قیس بن عبد یغوث جسے حضور نبی کریم ﷺ نے قبیلہ مراد سے زکوٰۃ کی وصولی پر مامور کیا تھا وہ بھی مرتد ہو گیا اور اسود عنسی کے ساتھ مل گیا اور قبیلہ مراد کے حاکم حضرت فروہ رضی اللہ عنہ بن مسیک کو علاقہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اس دوران حضرت عمرو بن حزام، حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ پہنچے اور حضور نبی کریم ﷺ کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت دبر رضی اللہ عنہ بن یحنس ازدی کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت طاہر بن ابی ہالہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم جو یمن کے پہاڑی علاقے میں مقیم تھے اور دین اسلام پر ثابت قدم تھے انہیں اسود عنسی کے مقابلہ کا حکم دیا اور قیس بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کو بھی ایک لشکر کے ہمراہ اسود عنسی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اس دوران ایک مسلمان فیروز رضی اللہ عنہ دیلمی تھے اور شہر بن باذان کی بیوہ آزاد کے چچازاد بھائی بھی تھے انہوں نے قیس رضی اللہ عنہ بن ہبیرہ سے ملاقات کی اور پھر فیروز رضی اللہ عنہ خفیہ طور پر آزاد سے ملے اور یوں انہوں نے اسود عنسی کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ پھر ایک دن یہ خفیہ طور پر اسود عنسی کے گھر میں داخل ہوئے اور اس وقت اسود عنسی شراب کے نشہ میں دھت تھا۔ فیروز رضی اللہ عنہ نے موقع پا کر اسود عنسی کو شدید زخمی کر دیا اور حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے اسود عنسی کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اسود عنسی کے قتل کے بعد حضرت قیس رضی اللہ عنہ شہر کی فصیل پر چڑھے اور حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کی گواہی دی اور اعلان کیا اسود عنسی کاذب

اور جھوٹا اور مرتد تھا وہ جہنم واصل ہو گیا ہے۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ کا اعلان سن کر اسود عنسی کی پیروی کرنے والے لوگ خوفزدہ ہو گئے مگر ان میں سے چند ایک نے مقابلہ کی کوشش کی مگر وہ بھی انجامِ بد سے دوچار ہوئے۔

اسود عنسی کو حضور نبی کریم ﷺ کے ظاہری وصال سے پانچ دن قبل ہی جہنم واصل کیا گیا مگر اس کی اطلاع مدینہ منورہ میں اس وقت پہنچی جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنے دس دن ہو چکے تھے اور یہ پہلی خوشخبری تھی جو آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ملی اور دین اسلام کی بڑی فتح تھی۔

اسود عنسی کے نبوت کے باطل دعویٰ کی سرکوبی کے بعد ایک اور بدبخت مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور مسیلمہ کذاب کا تعلق بنوحنیفہ سے تھا۔

روایات میں آتا ہے ۹ ھ میں مسیلمہ کذاب اپنے قبیلہ کے ایک وفد کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کے لئے مدینہ منورہ پہنچا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب اس کی آمد کی خبر ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لیا اور خود اس کے پاس تشریف لے گئے۔ مسیلمہ کذاب نے گفتگو کے دوران حضور نبی کریم ﷺ سے کہا مجھے اپنا جانشین مقرر فرمائیں اور اگر آپ ﷺ ایسا کریں گے تو میں آپ ﷺ کی بیعت کر کے مسلمان ہو جاؤں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی ہٹ دھرمی دیکھی تو اپنے عصا کو ہاتھ میں تھامتے ہوئے فرمایا میں جانشینی تو دور کی بات تجھے اپنا یہ عصا بھی دینا پسند نہ کروں اور اللہ عزوجل نے جو تیرا مقدر لکھا ہے وہ وقوع پذیر ہو گا اور مجھے تیرے برے انجام سے خبردار کیا گیا ہے اور اگر تو کچھ بات کرنا چاہتا ہے تو ثابت بن قیس (رضی اللہ عنہ)

یہاں موجود ہے تو اس سے بات کر لے اور یہ فرما کر حضور نبی کریم ﷺ واپس لوٹ گئے۔

روایات میں آتا ہے اس واقعہ کے بعد مسیلمہ کذاب اپنے قبیلہ کے ان لوگوں کے ہمراہ واپس لوٹ گیا اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کہا حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے بھی نبوت سے کچھ حصہ عطا فرمایا ہے۔ مسیلمہ کذاب کے اس جھوٹے دعویٰ کی تشہیر اس کے ساتھیوں نے بھی خوب بڑھ چڑھ کر کی اور یوں اس نے کئی لوگوں کو اپنے اس جھوٹے دعویٰ سے قائل کر لیا اور وہ لوگ بھی مرتد ہو گئے۔ جب یہ لوگ مسیلمہ کذاب کے پاس آتے تو وہ انہیں اپنے شعبدے دکھاتا اور انہیں معجزہ کا نام دے کر انہیں اپنے دامِ فریب میں پھنسا لیتا۔ مسیلمہ کذاب ایسی دلفریب باتیں کرتا کہ لوگ اس کے قائل ہو جاتے اور وہ اپنی ان باتوں کو وحی کا نام دیتا تھا اور کہتا تھا میرے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جو مجھے اللہ عزوجل کا پیغام پہنچاتا ہے۔

مؤرخین لکھتے ہیں مسیلمہ کذاب کی بدبختی اس وقت عروج پر پہنچی جب اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو ایک خط لکھا اور اس میں خود کو مسیلمہ رسول اللہ لکھا اور کہا میں آپ ﷺ کے ساتھ رسالت میں شریک ہوں اور نصف ملک میرا ہے جبکہ نصف ملک قریش کا ہے اور قریش زیادتی کرنے والے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو جوابی خط لکھا جس میں لکھا۔

> ''محمد رسول اللہ ﷺ کا مکتوب مسیلمہ کذاب کے نام اور جو ہدایت یافتہ ہے اس پر میرا اسلام ہو اور تو جان لے کہ ملک تو اللہ عزوجل کا ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بنائے اور آخرت تو صرف پرہیزگاروں ہی کے لئے

ہے۔"

اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال ہو گیا اور مسیلمہ کذاب کے لئے یہ ایک نادر موقع تھا چنانچہ اس نے اپنے فتنہ کو ہوا دی اور بنو حنیفہ کا ایک شخص جس کا نام نہار الرجال تھا اور وہ مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت میں بھی کئی دن رہ چکا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اہل یمامہ کا معلم بنایا تھا اس نے بھی مسیلمہ کذاب کی نبوت کی گواہی دی اور مرتد ہو گیا۔ اہل عرب کے چالیس ہزار جنگجو بھی حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد مسیلمہ کذاب کے جھوٹے دعویٰ کو حقیقت جانتے ہوئے اس کے ساتھی بن گئے اور اب مسیلمہ کذاب کا ظلم عروج پر تھا اور جو اس کو نبی ماننے سے انکار کرتا یہ اس پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیتا۔

روایات میں آتا ہے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ بن زید انصاری جو عمان سے مدینہ منورہ آ رہے تھے مسیلمہ کذاب سے ان کا واسطہ پڑ گیا۔ مسیلمہ کذاب نے پوچھا محمد ﷺ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"وہ اللہ عزوجل کے سچے رسول ہیں۔"

مسیلمہ کذاب بولا تم کہو مسیلمہ اللہ کا رسول ہے۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ بن زید انصاری نے انتہائی نفرت سے اس کا انکار کر دیا۔ مسیلمہ کذاب نے تلوار کا وار کر کے آپ رضی اللہ عنہ کا ایک ہاتھ شہید کر دیا اور کہا کہ میری بات مان لو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ مسیلمہ کذاب نے آپ رضی اللہ عنہ کا دوسرا ہاتھ بھی شہید کر دیا۔ الغرض اس نے ایک ایک کر کے آپ رضی اللہ عنہ کے تمام عضو شہید کرنے شروع کر دیئے مگر آپ رضی اللہ عنہ کے ایمان میں لغزش نہ آئی حتیٰ کہ منصب شہادت پر فائز ہو گئے۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو اس وقت بنی تمیم کی ایک حسینہ سجاح بنت حارث نے بھی نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ یہ عورت عیسائی تھی اور بہت اچھی مقررتھی۔ اس نے اپنی فصاحت و بلاغت کی بدولت کئی لوگوں کو اپنی جانب مائل کرلیا۔ اس عورت نے مسیلمہ کذاب سے شادی کرلی اور مسیلمہ کذاب کی سرگرمیوں میں اس کی معاون بن گئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے یہ انتہائی مشکل فیصلہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب اور سجاح بنت حارث کی سرکوبی کے لئے مہم روانہ کریں کیونکہ لشکر اسلام ابھی حال ہی میں منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی سے فارغ ہوا تھا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ مشکل فیصلہ کو بھی کیا کہ مسیلمہ کذاب اور سجاح بنت حارث کی سرکوبی ضروری ہے وگرنہ یہ فتنہ جیسے سر اٹھا رہا ہے اس سے صورتحال مزید خراب ہوسکتی ہے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر روانہ کیا اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو بھی روانہ کیا مگر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کی آمد سے قبل ہی مسیلمہ کذاب اور اس کے لشکر پر حملہ کردیا مگر جوابی حملے میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو شدید نقصان اٹھانا پڑا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ پر بہت غصہ آیا کہ انہوں نے جلد بازی کی جس کی وجہ سے لشکر اسلام کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر بھیجا جس میں انتہائی جلیل القدر اور جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف معرکوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ

جنگوں میں شامل رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبوت کے اس جھوٹے دعویدار کو ایک زبردست معرکہ کے بعد جہنم واصل کیا۔ مسیلمہ کذاب کی موت کے بعد اس کے لشکر کی کمر ٹوٹ گئی اور انہوں نے شکست تسلیم کر لی۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ظاہری زندگی میں نبوت کا ایک اور جھوٹا دعویدار پیدا ہوا تھا اور اس کا نام طلیحہ اسدی تھا اور اس کا تعلق بنو اسد سے تھا اور اس کے باپ کا نام خویلد تھا۔

روایات میں آتا ہے طلیحہ اسدی نے ۹ھ میں حضور نبی کریم ﷺ کے دست اقدس پر اپنے قبیلہ کے ساتھ بیعت کی اور مسلمان ہوا مگر پھر حضور نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات کے آخری ایام میں اپنے قبیلہ کے ہمراہ ایک بیابان سے گزر رہا تھا جہاں پانی ناپید تھا تو اس نے اپنے قبیلہ والوں سے کہا فلاں جگہ پانی موجود ہے چنانچہ اس کے قبیلہ والوں نے جب اس جگہ پر جا کر دیکھا تو وہاں پانی موجود تھا۔ طلیحہ اسدی نے اسے اپنا معجزہ خیال کیا اور اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا اور اس کے قبیلہ والے بھی اس کی اس بات کو معجزہ جانتے ہوئے اس پر ایمان لے آئے اور اسے نبی تسلیم کر لیا۔

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ کو جب اس کی خبر ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو بنو اسد پر عامل بنایا اور حکم دیا کہ طلیحہ اسدی کی سرکوبی کریں۔ جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا تو طلیحہ اسدی جس کا لشکر مختصر تھا اسے شکست ہوئی اور طلیحہ اسدی زخمی ہو کر میدانِ جنگ سے بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔ پھر طلیحہ اسدی نے یہ مشہور کر دیا کہ اس پر تلوار اثر نہیں کرتی اور وہ اسے اپنا معجزہ کہتا تھا۔

روایات میں آتا ہے پھر حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال ہوا اور طلیحہ اسدی کو موقع مل گیا اور وہ اپنے پیروکاروں سے کہنے لگا حضور نبی کریم ﷺ کا تو وصال ہوگیا جبکہ میں زندہ ہوں۔ اس پروپیگنڈا کے بعد طلیحہ اسدی کی قوت میں اضافہ ہونے لگا اور بنی غطفان، بنی فزارہ، بنی عبس، بنی طے اور بنی جدیلہ کی بڑی اکثریت بھی اس کی حامی ہوگئی۔ طلیحہ اسدی نے اپنے معتقدین کو دو گروہوں میں تقسیم کیا اور ایک گروہ کو مقامِ ابرق میں ٹھہرایا اور دوسرے گروہ کو مدینہ منورہ سے نجد کی طرف جانے والی شاہراہ کے نزدیک ذوالقصہ میں جمع کیا اور اس کا ارادہ تھا کہ وہ مدینہ منورہ پر حملہ کرے۔

بنی طے کے رئیس حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم نے کوشش کی کہ ان کی قوم طلیحہ اسدی کی حمایت سے الگ ہو جائے اور راہِ راست پر آ جائے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم کی یہ کوششیں کامیاب ہوئیں اور بنی طے نے طلیحہ اسدی کی حمایت سے دستبرداری کا اعلان کر دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو طلیحہ اسدی کی سرکوبی پر مامور کیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر میں بنی طے کے ایک ہزار افراد بھی شامل ہو گئے۔ اس دوران طلیحہ اسدی کا حمایتی ایک اور قبیلہ بنو جدیلہ بھی طلیحہ اسدی کی حمایت سے دستبردار ہو گیا اور ان کے پانچ سو افراد بھی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے آن ملے۔ اب مقابلہ بنو اسد اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر کے مابین تھا۔ جب جنگ ہوئی تو لشکرِ اسلام نے تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے جس سے بنو اسد کے قدم لڑکھڑا گئے اور وہ میدانِ جنگ سے فرار ہونے لگے۔ طلیحہ اسدی نے جب دیکھا کہ اس کے ساتھی میدانِ جنگ سے فرار ہو رہے ہیں تو اس

نے شام کی جانب راہِ فرار اختیار کی۔ پھر جب بنواسد اور بنی غطفان دوبارہ مسلمان ہوئے تو طلیحہ اسدی نے بھی ایک مرتبہ پھر اسلام قبول کر لیا اور پھر طلیحہ اسدی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدینہ منورہ آیا اور عراق کی فتوحات میں اس نے بڑھ چڑھ کر حصہ کیا۔

طلیحہ اسدی کے میدانِ جنگ سے فرار ہونے اور بنواسد کی شکست کے بعد وہ قبائل جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مرتد ہو گئے تھے ایک مرتبہ پھر مسلمان ہو گئے اور انہوں نے عہد کیا آئندہ وہ دین اسلام کی سربلندی کے لئے کوشاں رہیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، طلیحہ اسدی کی سرکوبی کے لئے ذوالقصہ کی جانب روانہ ہونے لگے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور کہا۔

"اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ رضی اللہ عنہ کہاں جاتے ہیں اور میں آپ رضی اللہ عنہ سے وہ بات کہتا ہوں جو احد کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ ہمیں اپنی جان کی وجہ سے یوں مصیبت میں مبتلا نہ کریں اور مدینہ منورہ واپس لوٹ جائیں اور اللہ عزوجل کی قسم! اگر آپ رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہمیں کوئی مصیبت پہنچی تو اسلام کا یہ نظام قائم نہ رہ سکے گا۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔

روایات میں آتا ہے بنوعبدالقیس اور بنوبکر جو ساحل سمندر کے پاس بحرین

کے علاقے میں آباد تھے اور بحرین اس زمانہ میں ساحل سمندر کے پاس ہونے کی بناء پر ایک بڑا تجارتی مرکز تھا ان کا ایک وفد ۸ھ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔ پھر جب حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہری وصال ہوا تو بنوعبدالقیس اور بنوبکر کے لوگ مرتد ہو گئے اور کہنے لگے اگر حضور نبی کریم ﷺ واقعی اللہ عزوجل کے رسول ہوتے تو ان کا وصال نہ ہوتا۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب بنوعبدالقیس اور بنوبکر کے مرتد ہونے کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت جارود بن بشر رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجا اور انہوں نے ان لوگوں کو قائل کیا جس پر بنوعبدالقیس نے تو ایک مرتبہ پھر تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا مگر بنوبکر اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر بنوبکر کی سرکوبی کے لئے بھیجا جس نے ایک بڑے معرکہ کے بعد بنوبکر کو شکست سے دوچار کیا اور بنوبکر کا سربراہ حطم جو اس فتنہ کی بنیاد تھا اسے جہنم واصل کیا اور یوں یہ فتنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کی دوراندیشی اور بروقت فیصلہ کی بناء پر دم توڑ گیا۔

روایات میں آتا ہے لقیط بن مالک جو زمانہ جاہلیت میں ''الحسبندی'' کے نام سے مشہور تھا اس نے بھی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور اہل عمان اس کی پیروی کرنے لگے۔ عمان کے رئیس جیفر اور عباد تھے اور حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ کو اہل عمان کی رشد و ہدایت کے لئے بھیجا تھا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جیفر اور عباد تک حضور نبی کریم ﷺ کا مکتوب پہنچایا تھا تو یہ دونوں بھائی مسلمان ہو گئے تھے مگر لقیط بن مالک کے فتنہ کے بعد انہیں پہاڑوں پر

پناہ لینی پڑی تاکہ ان کی جانیں محفوظ رہیں۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب لقیط بن مالک کے فتنہ کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن محصن اور حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ بن ہرثمہ کو لقیط بن مالک کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور ان کی مدد کے لئے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو بھی ایک لشکر کے ہمراہ ان کے پیچھے روانہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں تاکید کی کہ یہ جیفر اور عباد کو بھی اپنے ساتھ ملا لیں اور ان سے وہاں کے امور کے متعلق مشورہ کریں چنانچہ لشکر اسلام جب عمان پہنچا تو حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ بن محصن نے جیفر اور عباد سے ملاقات کی اور انہیں لشکر اسلام میں شمولیت کی دعوت دی اور یہ دونوں بھائی لشکر اسلام میں شامل ہو گئے اور پھر جنگی امور پر اور علاقے کی صورتحال پر ان سے سیر حاصل مشاورت ہوئی۔ لقیط بن مالک جو دباء شہر میں مقیم تھا اس کی سرکوبی کے لئے اس مشاوت میں یہ طے پایا حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ مقدمۃ الجیش کے سربراہ ہوں گے جبکہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ میمنہ کے افسر اعلیٰ ہوں گے اور حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ میسرہ پر افسر ہوں گے جبکہ مرکزی لشکر کی قیادت جیفر کریں گے۔ پھر جب لشکر اسلام نے دباء پر حملہ کیا تو لقیط بن مالک ایک ہاتھ میں نیزہ اور دوسرے ہاتھ میں علم لئے گھوڑے پر نکلا اور اپنے لشکر کو بھی آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ مرتدین نے ایک بڑا حملہ کیا تھا جس کی وجہ سے لشکر اسلام کو پسپا ہونا پڑا مگر بنوناجیہ اور بنوعبدالقیس کے لوگ بڑی تعداد میں اس موقع پر لشکر اسلام سے آن ملے اور پھر لشکر اسلام نے بھرپور حملہ کیا جس کے بعد لقیط بن مالک اور اس کے لشکر کو شکست فاش سے دوچار ہونا پڑا۔ اس معرکہ میں دس ہزار مرتدین جہنم واصل ہوئے جبکہ چار ہزار مرتدین قیدی بنائے گئے اور لشکر اسلام کے ہاتھ بے شمار

مال غنیمت لگا جس کا خمس مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں یمن میں جب مرتدین کا زور ہوا تھا تو اس کے نزدیکی علاقے کندہ اور حضر موت بھی اس فتنہ کی لپیٹ میں آ ئے تھے۔ کندہ کے ایک قبیلے بنوعمرو بن معاویہ نے حضرت زیاد رضی اللہ عنہ بن لبید انصاری کو زکوۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا اور بنوعمرو بن معاویہ کے سردار حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ بن سمط تھے جنہوں نے اپنے قبیلے کی سخت سرزنش کی اور انہیں سخت ملامت بھی کی مگر وہ سرکشی پر قائم رہے۔ حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ بن سمط، حضرت زیاد رضی اللہ عنہ بن لبید انصاری کے پاس گئے اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ بنوعمرو بن معاویہ پر شب خون ماریں ورنہ دیگر قبائل بھی اگر ان کے ساتھ مل گئے تو بڑا فتنہ کھڑا ہو جائے گا۔ حضرت زیاد رضی اللہ عنہ بن لبید انصاری نے اس مشورہ کو پسند کیا اور بنوعمرو بن معاویہ پر شب خون مارا اور بے شمار مرتدین کو جہنم واصل کیا اور کئی مرتدین کو قیدی بنا لیا۔ اس دوران اشعث بن قیس جن کا شمار کندہ کے رئیسوں میں ہوتا تھا انہوں نے حملہ کر کے تمام قیدی چھڑا لیے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ بن امیہ کو ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ کندہ اور حضر موت کے ان مرتدین کی سرکوبی کریں۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ جو ان دنوں "مہرہ" میں تھے وہاں سے حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ بن امیہ کے پاس پہنچے۔ اس دوران انہیں حضرت زیاد رضی اللہ عنہ بن لبید انصاری کا مکتوب ملا کہ بغیر کسی تاخیر کے کندہ پر حملہ کر دینا چاہیے۔ حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ بن امیہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو اسی جگہ چھوڑا اور خود ایک مختصر لشکر لے کر حضرت زیاد رضی اللہ عنہ بن لبید انصاری کے پاس پہنچے اور کندہ کا محاصرہ کر لیا۔ اشعث بن قیس کندہ کے چار قلعے جنہیں مجر

کہا جاتا تھا اس میں مقیم تھا اور وہ کندہ اور حضر موت کے مرتدین کا ایک بڑا گروہ
ان کے ہمراہ ان قلعوں میں قلعہ بند ہو گیا۔ لشکر اسلام نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی
اور ان قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔ جب محاصرہ سخت ہو گیا تو اشعث بن قیس نے حضرت
زیاد رضی اللہ عنہ بن لبید انصاری کو پیغام بھیجا کہ آپ رضی اللہ عنہ اگر اتنے آدمیوں کو امان دیں
تو میں قلعہ آپ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دوں گا۔ حضرت زیادہ رضی اللہ عنہ بن لبید انصاری نے
اس کی بات مان لی اور اشعث بن قیس کی مطلوبہ فہرست میں موجود تمام لوگوں کو
امان دے دی جبکہ اشعث بن قیس اس فہرست میں اپنا نام لکھنا بھول گیا تھا چنانچہ
اشعث بن قیس کو گرفتار کر لیا گیا۔

حضرت زیاد رضی اللہ عنہ بن لبید انصاری نے اشعث بن قیس کو دیگر قیدیوں
کے ہمراہ مدینہ منورہ بھیج دیا جہاں اشعث بن قیس تائب ہو گیا اور حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے نہ صرف اسے معاف کر دیا بلکہ اپنی بہن ام فروہ رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی اشعث
بن قیس سے کر دیا۔ اشعث بن قیس نے بعد میں حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان
غنی رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت میں فتوحات ایران و خراسان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا
اور پھر کوفہ آباد ہو گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی اشعث بن
قیس کو بے پناہ اہمیت حاصل تھی اور اس کا شمار کوفہ کے امراء میں ہوتا تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عراق بھیجنے کا فیصلہ:

محرم الحرام ۱۲ھ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب یمامہ کی مہم سے
فارغ ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عراق
کی مہم پر روانہ کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو
ایک مکتوب لکھا اور انہیں عراق جانے کا حکم دیا۔

یہ بھی مروی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب یمامہ کی جنگ سے فارغ ہوئے تو مدینہ منورہ پہنچے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عراق بھیجنے کا فیصلہ کیا اور انہیں ایک لشکر کا سالار مقرر کرتے ہوئے حکم دیا کہ وہ عراق کی جانب پیش قدمی کریں اور حکم دیا کہ وہ عراق میں ایلہ کی جانب سے داخل ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت غیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کو بھی ایک مکتوب لکھا اور انہیں حکم دیا وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کریں۔ پھر حضرت حارث بن مثنیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر سالار بھی آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر کی تعداد دس ہزار تھی جبکہ حضرت حارث بن مثنیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آٹھ ہزار کا لشکر تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور اگلے حصہ پر حضرت حارث بن مثنیٰ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا جبکہ ان کے پیچھے حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم تھے اور پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ خود تھے اور یوں لشکر اسلام نے اپنے سفر کا آغاز کیا۔ ہر گروہ دوسرے گروہ سے ایک دن کے فاصلہ کی دوری پر تھا۔ سلاسل کے مقام پر لشکر اسلام کا سامنا ہرمزان کے لشکر سے ہوا جو ایرانی بادشاہ اردشیر کی جانب سے اس صوبے کا حکمران تھا اور انتہائی جری و بہادر شخص تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کو اس جگہ خیمے لگانے کا حکم دیا جہاں پانی ناپید تھا۔ لشکر اسلام معترض ہوا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا تم فکرمند نہ ہو اللہ عزوجل مسبب الاسباب ہے۔ پھر جب دونوں جانب سے صف بندی مکمل ہوئی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

خود اپنے لشکر سے نکلے اور ہرمزان کو للکارا۔ ہرمزان نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو خود مقابلہ کے لئے نکلا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ہرمزان پر حملہ کیا تو اس نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا حملہ روکتے ہوئے جوابی حملہ کیا مگر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کی تلوار اس سے چھین لی اور اسے زمین پر گرا دیا۔ ہرمزان کے لشکر نے جیسے ہی اپنے سالارِ لشکر کو پسپا ہوتے دیکھا تو وہ آگے بڑھا مگر اتنی بڑی تعداد کا لشکر بھی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نہ روک سکا اور یوں ہرمزان جہنم واصل ہوا۔ پھر لشکر اسلام نے ہرمزان کے لشکر پر بھاری حملہ کیا اور اسے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اس معرکہ میں بے شمار مالِ غنیمت ملا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حسب الارشاد مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور خود بصرہ کی جانب پیش قدمی شروع کی۔

ہرمزان کی موت نے ایرانیوں کو شدید دھچکا لگایا تھا اور یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دوراندیشی اور فیصلے کی بدولت ممکن ہوا تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی پیش قدمی:

جیسا کہ گذشتہ سطور میں بیان ہوا ہرمزان کی موت کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بصرہ کی جانب پیش قدمی کی اور بصرہ پر قابض ہونے کے بعد حضرت حارث بن مثنیٰ رضی اللہ عنہ کو حصن المرأۃ کی جانب روانہ کیا اور حضرت حارث بن مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے حصن مرأۃ کو فتح کیا اور وہاں کے گورنر کو قتل کر دیا۔ گورنر حصن مرأۃ کی بیوی مسلمان ہوگئی اور حضرت حارث بن مثنیٰ رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کر لیا۔

حاکم ایران اردشیر کو جب ہرمزان کے قتل کی اطلاع ملی تو اس نے لشکر

اسلام کی سرکوبی کے لئے قارن کو بھیجا جس نے ہرمزان کے لشکر کو دوبارہ ترتیب دیا اور لشکر اسلام کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی لشکر اسلام کو مرتب کر کے قارن کے مقابلہ پر آئے اور ایک بڑے معرکہ کے بعد قارن کو بھی شکست ہوئی اور ایک مرتبہ پھر ایرانی لشکر کو میدانِ جنگ سے فرار ہونا پڑا۔

اردشیر کو جب قارن کی شکست کی خبر ملی تو اس نے ایک اور بڑے ایرانی شہسوار اندرعز کو لشکر اسلام سے مقابلہ کے لئے روانہ کیا اور اندرعز نے ایک بڑے لشکر کے ہمراہ لشکر اسلام پر حملہ کیا اور دلجہ کے مقام پر دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یہاں پر ایک زبردست جنگی حکمت عملی اپنائی اور اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے ایک گروہ کو پیچھے رکھا جبکہ دو گروہوں کے ہمراہ جنگ کے لئے صف بندی کی۔ جس وقت جنگ شروع ہوئی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے منصوبہ کے مطابق کچھ دیر بعد لشکر اسلام پیچھے ہٹنے لگا اور اس وقت وہ گروہ جسے پیچھے رکھا گیا تھا اس نے پشت کی جانب سے ایرانی لشکر پر حملہ کر دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کے ساتھ دائیں جانب سے حملہ کر دیا اور یوں ایرانی لشکر کو ایک بہت بڑی شکست سے دوچار ہونا پڑا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زبردست جنگی حکمت عملی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانب سے انہیں عراق کی مہم کا کمانڈر بنائے جانے کا فیصلہ درست ثابت ہو رہا تھا اور ایرانی لشکر کو شکست پر شکست کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا اور لشکر اسلام عراق کے بیشتر علاقوں پر قابض ہوتا جا رہا تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں لشکر اسلام نے اپنی پیش قدمی جاری رکھی اور لشکر اسلام فتوحات کے جھنڈے گاڑتا ہوا حیرہ جا پہنچا اور حیرہ کا محاصرہ

کر لیا۔ جب محاصرہ شدت اختیار کر گیا تو اہل حیرہ نے حاکم حیرہ ایاس بن قبیصہ کے پاس جا کر دہائی دینا شروع کر دی۔ ایاس بن قبیصہ اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور صلح کی درخواست کی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور کہا اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو پھر تمہیں جزیہ دینا ہوگا وگرنہ ہم تمہیں نیست و نابود کر دیں گے۔ ایاس بن قبیصہ نے جزیہ کی شرط پر صلح کر لی۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر اسلام مختلف ممالک میں فتوحات کے جھنڈے گاڑتا ہوا حیرہ کے مقام پر پہنچا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کو شہر سے باہر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا۔ لشکر اسلام کی آمد کی خبر سن کر حیرہ کے لوگ قلعہ بند ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کو حکم دیا کہ وہ قلعہ کا محاصرہ کر لیں۔ لشکر اسلام نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور کوئی دن گزر گئے مگر حیرہ کے لوگ مقابلہ پر نہ آئے اور لشکر اسلام نے بھی اس لئے جنگ کا آغاز نہ کیا کہ شاید حیرہ کے لوگ راہِ راست پر آ جائیں اور بغیر جنگ کے صلح پر آمادہ ہو جائیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب کئی دن گزرنے کے بعد دیکھا کہ اہل حیرہ کی جانب سے کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی یہ لوگ صلح پر آمادہ ہوں تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کو حکم دیا وہ شہر پر حملہ آور ہوں۔ لشکر اسلام نے شہر پر حملہ کیا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ پھر ایک بوڑھا عیسائی پادری جس کا نام عمرو بن عبدالمسیح تھا وہ لشکر اسلام میں آیا اور مجاہدین نے اسے پکڑ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بوڑھے سے دریافت

کیا تیری عمر کتنی ہے؟ اس نے کہا میری عمر سینکڑوں برس ہے۔ جب اس بوڑھے کی تلاشی لی گئی تو اس سے زہر کی ایک پڑیا برآمد ہوئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس سے زہر کے متعلق باز پرس کی تو وہ کہنے لگا یہ انتہائی خطرناک زہر ہے اور میں اس لئے اپنے ساتھ لایا تھا کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ نے میری قوم کے ساتھ ناروا سلوک رکھا تو میں یہ زہر کھا کر خودکشی کر لوں گا اور اپنی قوم کو یوں رسوا ہوتا ہوا نہیں دیکھوں گا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس پڑیا سے زہر نکال کر اپنی ہتھیلی پر رکھا اور فرمایا اگر کسی کی موت نہیں لکھی گئی تو پھر کوئی اسے نہیں مار سکتا اور نہ ہی اس پر زہر کچھ اثر کرتا ہے۔ یہ فرما کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یہ دعا پڑھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَآءِ رَبِّ الْاَرضِ السَّمَآءِ الَّذِی لَا يَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ دَاءُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اور پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وہ زہر کھا لیا۔ تمام لوگ حیران رہ گئے کہ زہر نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر کچھ اثر نہ کیا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ بوڑھا پادری اپنی قوم سے مخاطب ہوا کہ تم ان سے جزیہ دے کر صلح کر لو کہ فتح ان کا مقدر ہے اور جب قوم میں ایسا بہادر موجود ہو تو پھر فتح اس قوم کا مقدر بن جاتی ہے۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں لشکر اسلام نے اپنی پیش قدمی جاری رکھتے ہوئے عراق کے کئی علاقے فتح کر لئے اور پھر لشکر اسلام نے حیرہ سے دجلہ تک کا علاقہ فتح کر لیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر شاہِ ایران کو ایک مکتوب لکھا اور اللہ عزوجل کی حمد و ثناء اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کے بعد انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور لکھا کہ تم نے مقابلہ کی کوشش کی مگر اپنا انجام دیکھ لیا اور اگر تم اسلام قبول کر لو تو تمہارے ساتھ

عمدہ سلوک روا رکھا جائے گا اور اگر اسلام قبول نہیں کرتے تو پھر جزیہ کی ادائیگی پر صلح کرلو اور اگر تمہیں دوسری شرط بھی قبول نہ ہو تو پھر تم جنگ کے لئے تیار رہو۔

شاہِ ایران نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جانب سے صلح اور امن معاہدہ کرنے کی بجائے جنگ کو ترجیح دی اور ایک لشکر مقابلہ کے لئے بھیجا مگر اس لشکر کو بھی شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد عراق کے دیگر علاقوں کی جانب پیش قدمی جاری رکھی اور لشکر اسلام فتوحات کے جھنڈے گاڑتا رہا۔

شام کی جانب لشکر اسلام کی پیش قدمی کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں شام رومیوں کا ایک بڑا مرکز تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت سنبھالنے کے بعد رومیوں کی جانب سے کسی بھی پیش قدمی کے پیش نظر شام کی جانب اپنی نگاہیں مرکوز کیں اور لشکر اسلام کو شام بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر شام کی جانب روانہ کیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو شام بھیجنے کا فیصلہ کیا جو عراق کی مہم کے دوران حج کے لئے مکہ مکرمہ آئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو شام میں لشکر اسلام کا سپریم کمانڈر مقرر کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ جتنی جلدی ممکن ہو شام کی جانب پیش قدمی کریں۔

لشکر اسلام کی شام کی جانب پیش قدمی کی اطلاعات جب شاہِ روم ہرقل کو ہوئی تو اس نے رومیوں کا ایک بڑا لشکر مقابلہ کے لئے روانہ کیا اور یرموک کے مقام پر دونوں لشکر خیمہ زن ہوئے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یرموک میں لشکر

اسلام کی مدد کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنے لشکر سمیت پہنچنے کا حکم دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ذیل کا مکتوب لکھا۔

''تم جاؤ اور لشکر اسلامی سے یرموک میں جا ملو رومیوں نے ان کو غمزدہ کر رکھا ہے اور کوئی دوسرا دشمن انہیں غمزدہ نہیں کر سکتا۔ اللہ کے فضل سے تم دشمن کو اس طرح غمزدہ کر سکتے ہو کہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ کوئی مسلمانوں کے دلوں کی کلی نہیں کھلا سکتا جس طرح تم کھلا سکتے ہو۔ اللہ عزوجل کے انعام کے ہمیشہ حقدار رہو اور جہاد کی لگن تمہارے اندر یونہی برقرار رہے۔ غرور تمہارے اندر کبھی داخل نہ ہونے پائے ورنہ تمہارا سارا کیا دھرا مٹی میں مل جائے گا اور اللہ عزوجل تمہاری مدد سے ہاتھ اٹھا لے گا۔ اپنے کسی کام پر فخر کا اظہار نہ کرو کیونکہ کامیابی کا دارومدار اللہ عزوجل کے لطف و کرم پر ہے۔ تمام اچھے اور برے عمل کی جزا اللہ عزوجل کے پاس ہے۔''

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم پر اپنے لشکر کے ہمراہ شام کی جانب پیش قدمی کی اور یرموک کے مقام پر لشکر اسلام سے جا ملے اور شاہِ روم ہرقل کے لشکر کے ساتھ یرموک کے مقام پر ایک زبردست مقابلہ ہوا جس میں فتح لشکر اسلام کا مقدر بنی اور رومی لشکر کو پسپا ہونے پر مجبور ہونا پڑا اور اس معرکہ میں بے شمار رومی جہنم واصل ہوئے اور بے شمار مالِ غنیمت لشکر اسلام کے ہاتھ لگا جس کا خمس حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ منورہ بھیج دیا۔

دمشق کی جانب پیش قدمی کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کا سربراہ مقرر کرتے ہوئے انہیں دمشق کی جانب پیش قدمی کرنے کا حکم دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو ایک مکتوب بھی لکھا جس کا متن یہ تھا۔

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تمہارا خط ملا تم نے لکھا دشمن کی فوجیں تم سے مقابلہ کے لئے روانہ ہو چکی ہیں۔ ان کا لشکر بہت بڑا ہے جس کا زمین میں سمانا مشکل ہے۔ اللہ کی قسم! تمہاری وہاں موجودگی سے زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود دشمن فوجوں پر تنگ ہو جائے گی۔ اللہ عزوجل کی قسم! مجھے امید ہے کہ تم عنقریب شاہِ روم کو اس جگہ سے باہر نکال دو گے جہاں وہ اس وقت مقیم ہے۔ تم اپنے لشکروں کو دیہاتوں اور اردگرد کی بستیوں میں پھیلا دو اور شامی افواج کو غلہ اور چارہ سے محروم کر دو تا کہ ان کی زندگی وبال بن جائے۔ بڑے شہروں کا محاصرہ اس وقت تک نہ کرنا جب تک میرا اگلا حکم نہ آ جائے۔ اگر دشمن تم سے لڑنے کے لئے آگے بڑھے تم بھی آگے بڑھنا۔ اللہ عزوجل سے دعا کیا کرو کہ وہ تم کو غلبہ عطا فرمائے۔ ان کے پاس جتنی رسد آئے گی میں اس سے دگنی رسد تم کو بھیجوں گا۔ اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ تم تعداد میں کم نہیں اور نہ ہی تم کمزور ہو۔ اللہ عزوجل تمہیں ضرور فتح سے ہمکنار کرے گا اور تم دشمن پر غالب

آؤ گے۔ اللہ عزوجل تمہیں سربلند کر کے دیکھنا چاہتا ہے کہ تم
کس طرح اس کا شکر ادا کرتے ہو۔ عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ)
کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھنا اور میں نے اسے سمجھا دیا ہے وہ بھی
صحیح مشورہ دینے سے دریغ نہ کرے وہ تجربہ کار اور صائب
رائے شخص ہے۔ والسلام علیک۔"

دمشق کی فتح اگرچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوئی مگر دمشق کی جانب پیش قدمی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم پر ہوئی مگر زندگی نے آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ وفا نہ کی اور آپ رضی اللہ عنہ دمشق کی فتح سے قبل اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے۔

تدوین قرآن کا فیصلہ:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جنگ یمامہ کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میری جانب ایک قاصد کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ میرے پاس اس وقت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ جنگ کے دوران بے شمار حفاظ شہید ہو گئے ہیں اور اگر اسی طرح جنگوں میں حفاظِ کرام شہید ہوتے رہے تو قرآن مجید کے ایک بہت بڑے حصے کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے اس لئے ان کی رائے یہ ہے کہ میں قرآن کریم کو جمع کروں۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا میں وہ کام نہیں کر سکتا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں نہیں کیا مگر پھر اللہ عزوجل نے اس کارِ خیر کے لئے میرا سینہ کھول دیا اور میری رائے بھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ والی بن گئی۔ تم نوجوان ہو اور حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی بھی ہو اس لئے تم قرآن کو جمع کرو۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جواباً کہا اللہ کی قسم! اگر مجھے پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم دیا جاتا تو میں اسے قرآن جمع کرنے سے زیادہ آسان سمجھتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا یہ کارِ خیر ہے اور پھر اللہ عزوجل نے میری رائے وہی کر دی جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تھی۔ میں نے کھجور کے پتوں، کپڑے کے ٹکڑوں، پتھر کے ٹکڑوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سینوں سے قرآن مجید اکٹھا کیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال تک یہ صحیفے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہے جو بعد ازاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے جنہوں نے اس کی نقلیں کروا کر مختلف علاقوں میں بھیجیں۔

محدثین لکھتے ہیں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید جمع کرنے کا حکم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس لئے دیا کہ وہ کاتب وحی تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر وحی انہوں نے تحریر فرمائی تھی اس کے علاوہ وہ حافظ بھی تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید سنایا کرتے تھے تاکہ اگر وہ کوئی غلطی کریں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اصلاح فرما دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے کچھ روز قبل ہی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام قرآنِ پاک سنایا تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی۔

قرآن مجید کی تدوین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے جس کی وجہ سے رہتی دنیا تک ہر مسلمان کو قرآن مجید پڑھنے میں آسانی ہو گئی۔

قرآن مجید کو پہلی مرتبہ کتابی شکل آپ رضی اللہ عنہ نے ہی دی تھی۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں قرآن مجید کے بارے میں سب سے زیادہ اجر کے حقدار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے ہی سب سے پہلے قرآن مجید کو کتابی شکل میں جمع کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قرآن مجید کی تدوین عمل میں آئی اور قرآن مجید کا وہ نسخہ آپ رضی اللہ عنہ کی تحویل میں تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یہ نسخہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تحویل میں آ گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس نسخہ کو اپنی صاحبزادی اور ام المومنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کیا تاکہ وہ اصل نسخہ کو سنبھال لیں اور اگر کسی نے استفادہ کرنا ہو تو وہ اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ نسخہ آپ رضی اللہ عنہا سے عاریتاً لیا اور اس کی نقول تیار کروائیں اور انہیں مختلف مقامات پر روانہ کیا۔ یہ نسخہ آپ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا جسے بعد میں مروان بن الحکم نے ضائع کروا دیا۔

تدوین حدیث کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے مختصر دورِ خلافت میں قرآن مجید کو جمع کرنے کے علاوہ تدوین حدیث کا کام بھی سرانجام دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے مختصر عرصہ میں حدیث کا ایک مجموعہ تیار کیا جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مستند پانچ سو احادیث موجود تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے احادیث کا یہ مجموعہ اپنی بیٹی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تدوین حدیث میں نہایت احتیاط سے کام لیا اور اس مجموعہ حدیث کو اپنی بیٹی ام المومنین حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کرتے ہوئے انہیں نہایت احتیاط سے رکھنے کا حکم دیا۔

روایات میں آتا ہے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے احادیث کا یہ نسخہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیا تو اس رات ان کے ہاں قیام فرمایا اور تمام رات کروٹیں اس خوف سے بدلتے رہے کہ کہیں کسی حدیث کے تحریر کرنے میں کوئی کوتاہی نہ رہ گئی ہو۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس کیفیت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے اوّل یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاید آپ رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہیں اور اسی بے چینی میں کروٹیں بدل رہے ہیں۔

O......O......O

خلافت صدیق رضی اللہ عنہ کے اہم امور

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں باقاعدہ محکمے قائم نہیں کئے تھے اور محکموں کا قیام حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوا تھا مگر آپ رضی اللہ عنہ کے اندازِ خلافت میں وہ تمام امور باقاعدگی سے انجام پائے جاتے تھے جن کے لئے کسی محکمے کا ہونا لازم ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کسی بھی کام کے لئے مشورہ کرتے تھے اور مشورہ کا یہ طریقہ چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے رائج تھا اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے بھی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت کو ترجیح دی اور ہر لازم امور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا اوران کے مشوروں کو ترجیح بھی دی جیسا کہ قرآن مجید کی تدوین کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ کو قبول کیا۔ ایسے ہی اگر کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہوتا جسے حل کرنے کے لئے بظاہر قرآن مجید سے کوئی رہنمائی نہ ملتی یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اس کا فیصلہ نہ ہو پاتا تو پھر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے اجماع سنت کو ملحوظ رکھتے ہوئے فیصلہ کیا جاتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کو بہت اہمیت دیتے تھے اور کسی بھی گورنر کی تقرری، مالِ غنیمت کی تقسیم یا دیگر امور میں ان کی مشاورت سے فیصلہ کرتے اور کئی مرتبہ اپنی اجتہادی صلاحیتوں کو بھی بروئے کار لاتے ہوئے بھی کوئی فیصلہ کرتے جیسا کہ جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی

روانگی کا فیصلہ تھا یا منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی کا فیصلہ تھا اور یہ اجتہادی فیصلے بھی آپ رضی اللہ عنہ کی دانش مندی کا بڑا ثبوت ہیں۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اہم امور اور امورِ خلافت چلانے کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کے جو فیصلے تھے ان کا اجمالی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

گورنروں کی تقرری:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مختلف ممالک جن میں عراق اور شام پر لشکر کشی بھی شامل ہے کے بیشتر علاقے مملکت اسلامیہ کا حصہ بن چکے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں مدینہ منورہ کی مرکزی حیثیت برقرار رکھی اور آپ رضی اللہ عنہ خود مدینہ منورہ میں رہ کر تمام ملکی معاملات کو دیکھتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشاورت سے آپ رضی اللہ عنہ نے کئی علاقوں کے گورنر مقرر کئے اور وہ علاقے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ظاہری میں مملکت اسلامیہ کا حصہ بن چکے تھے ان کے گورنروں میں سے کچھ کو برقرار رکھا اور کچھ کو مشاورت کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے تبدیل بھی کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مکہ مکرمہ کے گورنر حضرت عتاب رضی اللہ عنہ بن اسید تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر حضرت عتاب رضی اللہ عنہ بن اسید کو مکہ مکرمہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد حضرت عتاب رضی اللہ عنہ بن اسید کو ان کے عہدے پر برقرار رکھا کیونکہ وہ اپنے فرائض منصبی نہایت احسن طریقے سے انجام دے رہے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ ظاہری میں ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن ابی العاص کو طائف کا گورنر مقرر کیا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب منصب

خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن ابی العاص کو بھی ان کے عہدہ پر برقرار رکھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صنعاء کے گورنر حضرت حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ان کی جگہ حضرت مہاجر بن امیہ مخزومی رضی اللہ عنہ کو صنعاء کا گورنر مقرر کیا اور حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صنعاء کا گورنر مقرر کیا تھا جبکہ حضرت مہاجر بن امیہ مخزومی رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ ظاہری میں کنندہ کے گورنر تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو "جند" کے گورنر کے عہدہ پر برقرار رکھا اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اس منصب پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فائز کیا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزام رضی اللہ عنہ کو نجران کا گورنر مقرر کیا تھا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کو نجران کا گورنر مقرر کیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ ظاہری میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو خرش کا گورنر مقرر کیا گیا تھا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں ان کے عہدے سے معزول کر کے حضرت عبداللہ بن ثور رضی اللہ عنہ کو خرش کا گورنر مقرر کیا۔

حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحرین کا گورنر مقرر کیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے حضرت ابان بن سعید اموی رضی اللہ عنہ کو بحرین کا گورنر مقرر کیا مگر بعد میں اہل بحرین نے آپ رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو ہی بحرین

کا گورنر بنایا جائے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے مشورہ کے بعد حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو دوبارہ بحرین کا گورنر بنا دیا اور حضرت ابان بن سعید اموی رضی اللہ عنہ کو ان کے عہدہ سے معزول کر دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ زمع کے گورنر تھے اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ان عہدہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے انہیں ان کے عہدہ پر برقرار رکھا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ زبید کے بھی گورنر تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی انہیں زبید کا گورنر مقرر کیا تھا چنانچہ حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں انہی کو زبید کا گورنر برقرار رکھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت یعلیٰ بن منیہ رضی اللہ عنہ کو خولان کا گورنر مقرر کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت غیاض بن غنم فہری رضی اللہ عنہ کو دومۃ الجندل کا گورنر مقرر کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ اہل بدر کو گورنر کیوں مقرر نہیں فرماتے جب کہ ان کا مقام بہت بلند ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں اہل بدر کے مراتب جانتا ہوں اس لئے چاہتا ہوں کہ وہ دنیا میں ملوث نہ ہوں۔"

گورنروں کی نگرانی:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ملکی نظام کو استحکام بخشنے کے لئے اور ملکی معاملات کو احسن طریقے سے چلانے کے لئے گورنروں کی ان کے ایسے امور جس سے نظامِ مملکت میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ تھا ان کی سرزنش بھی کی۔

روایات میں آتا ہے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حیرہ کی مہم کے دوران بغیر کسی اطلاع کے حج بیت اللہ کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے اور ان دنوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی حج بیت اللہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ میں موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یوں بغیر اطلاع کے حج پر آنے پر ان کی سرزنش کی اور فرمایا کہ اس سے لشکر کے انتظامی امور کو شدید دھچکا پہنچے گا اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو شام کی جانب بھیجے جانے والے لشکر کے ہمراہ روانہ کر دیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے ملک شام پر کی جانے والی لشکر کشی کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانب سے آنے والے دیگر لشکروں کے پہنچنے سے قبل ہی شام پر چڑھائی کر دی اور ان کی اس جلد بازی کی وجہ سے لشکر اسلام کو ابتداء میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو ان کے عہدہ سے برطرف کرتے ہوئے فرمایا۔

> ”تم کسی بھی مہم میں آگے تو بڑھتے ہو مگر تم بعد میں اپنی جان بچا کر بھاگ جاتے ہو اور مہم کو مکمل نہیں کرتے۔“

حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ پہنچے تو انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اپنے رویہ کی معافی مانگی۔

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں ذکر ہوا مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے جو لشکر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں بھیجا گیا تھا اس نے بھی جلد بازی کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانب سے بھیجے گئے دوسرے لشکر کا انتظار نہ کیا اور یوں پہلے حملہ میں انہیں پسپائی اختیار کرنا پڑی جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو بھی اس لشکر کی قیادت سے معزول کر دیا۔

حضرت مہاجر بن امیہ رضی اللہ عنہ جو یمامہ کے گورنر تھے ان کے پاس دو ایسی عورتوں کو لایا گیا جو حضور نبی کریم ﷺ کی ہجو گاتی تھیں اور مسلمانوں کو برا کہتی تھیں۔ حضرت مہاجر بن امیہ رضی اللہ عنہ نے ان عورتوں کے ہاتھ کٹوا دیئے اور ان کے دانت تڑوا دیئے تاکہ وہ آئندہ حضور نبی کریم ﷺ کی ہجو اور مسلمانوں کی برائیوں سے باز رہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت مہاجر بن امیہ رضی اللہ عنہ کی سرزنش کی اور فرمایا بلاشبہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرنا بڑا جرم ہے اور اگر تم سزا میں جلدی نہ کرتے تو میں قتل کا حکم دیتا اور اگر مدعی مسلمان ہے تو گالی دینے سے وہ مرتد ہو گئی اور اگر ذمیہ تھی تو اس نے وعدہ خلافی کی اور اگر وہ صرف مسلمانوں کو برا کہتی تھی تو پھر صرف تنبیہ کافی تھی۔

بیت المال میں موجود مال کی تقسیم کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں فتوحات اور مالِ غنیمت کا جو بھی مال آتا تھا وہ حضور نبی کریم ﷺ مسجد نبوی میں بیٹھ کر فوراً تقسیم فرما دیتے تھے اور ایک پائی بھی بیت المال میں جمع نہ ہوتی تھی اور اس زمانہ میں بیت المال کے لئے باقاعدہ

کوئی عمارت بھی مختص نہ تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے زمانہ خلافت میں بیت المال کے لئے کوئی عمارت مختص نہ کی اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس بھی جو مال بطورِ فتوحات یا غنیمت کے آتا آپ رضی اللہ عنہ اسے فوراً تقسیم فرما دیتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جو بھی اموال بطورِ فتوحات یا غنیمت آتے تھے انہیں سخ میں واقع ایک مکان میں جمع کیا جاتا تھا اور اس مکان کا کوئی محافظ نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ کہا گیا اس مکان کی حفاظت کے لئے کوئی محافظ مقرر فرما دیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس کی کچھ حاجت نہیں ہے۔

ابن سعد کی روایت میں ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بطورِ خلیفہ بہترین منتظم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بیت المال کا کوئی چوکیدار نہ تھا اور بیت المال میں جو کچھ آتا آپ رضی اللہ عنہ وہ فوراً تقسیم فرما دیتے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے پہلے سال غلام اور آزاد کو، مرد اور عورت کو، ہر ایک کو دس دس دینار دیئے گئے۔ دوسرے سال ہر ایک کو بیس دینار دیئے گئے۔ کچھ لوگوں نے عرض کیا کہ بعض لوگوں کو دوسروں پر اسلام پہلے لے آنے کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے آپ رضی اللہ عنہ سب میں مال برابر کیوں تقسیم فرماتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ کو چاہئے فضیلت والے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ترجیح دیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا فضیلت کا اجر تو اللہ عزوجل دے گا بیت المال تو ذریعہ معاش ہے اور اس میں تمام مسلمان برابر ہیں۔

محدثین کرام لکھتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جو بھی مال آتا تھا آپ رضی اللہ عنہ اسے فوراً تقسیم فرما دیتے تھے اور یہ مال غرباء، بیواؤں، مساکین اور

یتیموں میں تقسیم ہوتا تھا چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے ہمراہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو لے کر اس مکان میں گئے جہاں مالِ غنیمت اور فتوحات کا سامان جمع کیا جاتا تھا تو اس مکان میں ایک درہم کے سوا کچھ بھی موجود نہ تھا۔

مجلس شوریٰ کے قیام کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں باقاعدہ مجلس شوریٰ تو قائم نہ کی تھی مگر جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان ہوا آپ رضی اللہ عنہ ہر امور میں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ کو ترجیح دیتے تھے اور ان سے مشاورت کے بعد ہی کوئی فیصلہ کیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ جن اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرتے تھے ان میں حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ مہاجرین اور انصار کے اکابرین سے بھی مشورہ کرتے تھے اور ان کے مشوروں کو ترجیح دیتے اور ملکی معاملات انہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشاورت کے بعد ہی ترتیب دیئے جاتے تھے۔

ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو محکمہ مال کا انچارج بنانے کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو محکمہ مال کا انچارج مقرر کیا گیا تھا اور وہی مالِ غنیمت اور فتوحات

کے ذریعے آنے والے مال کا حساب کتاب رکھتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قاضی القضاء بنانے کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو منصب قضاء پر فائز کیا گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قاضی القضاء تھے اور کسی بھی مقدمہ کا فیصلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدالت میں ہوتا تھا۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں عدل و انصاف کا یہ عالم تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی جانب سے مقرر کردہ قاضی القضاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس اس عرصہ میں کوئی بھی مقدمہ نہ آیا۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کاتب بنانے کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنا کاتب مقرر کیا اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کی جانب سے مکتوبات تحریر کیا کرتے تھے۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا کام خبریں لکھنا تھا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خبریں لکھنے کا کام کیا کرتے تھے اور حالاتِ حاضرہ کے متعلق آگاہی رکھتے تھے۔ اگر کسی وجہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ موجود نہ ہوتے تھے تو پھر جو بھی موجود ہوتا اسے خبریں لکھنے کا کام سونپا جاتا تھا۔

عوام کو عدل وانصاف فراہم کرنے کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عوام الناس کو عدل و انصاف کی فراہمی

کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قاضی القضاء کے عہدے پر فائز کیا جبکہ ان کی معاونت کے لئے حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کو مقرر فرمایا تاکہ لوگوں کو انصاف کی فراہمی بروقت ممکن ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا۔

''جب کل کا دن آئے تو اونٹوں کے صدقات یہاں حاضر کر دینا ہم اسے تقسیم کریں گے اور میرے پاس کوئی بھی بلا اجازت نہ آئے۔''

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا یہ نکیل لو شاید اللہ عزوجل ہمیں بھی کوئی اونٹ دے دے۔ وہ آدمی اگلے روز نکیل لے کر آ گیا۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اونٹوں کے درمیان داخل ہوتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی ان کے پیچھے داخل ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اس شخص کو دیکھا تو دریافت کیا کہ تم بلا اجازت یہاں کیوں آئے ہو اور اسے جھڑک دیا۔ بعد میں جب آپ رضی اللہ عنہ اونٹوں کی تقسیم سے فارغ ہوئے تو اس شخص کو بلایا اور اس کو ایک اونٹ، اونٹ کا کجاوہ، ایک دھاری دار کمبل اور پانچ دینار دیتے ہوئے اس سے معذرت طلب کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر فرمایا۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! کا عدل بے مثال ہے۔''

مجاہدین کی اخلاقی تربیت کا فیصلہ:

حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں فوج کے محکمہ کا باقاعدہ قیام عمل میں نہ

آیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی یہی صورتحال تھی اور آپ رضی اللہ عنہ نے بھی فوج کا باقاعدہ محکمہ قائم نہ کیا اور مملکت اسلامیہ میں پہلے فوجی محکمہ کی بنیاد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں رکھی گئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں چونکہ فوج کا باقاعدہ کوئی محکمہ نہ تھا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے فوج کو کئی دستوں میں تقسیم فرما رکھا تھا اور ہر دستے کے الگ الگ انچارج مقرر تھے جنہیں سپہ سالار کہا جاتا تھا جبکہ سالارِ اعلیٰ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا گیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فوج کی تقسیم قبائلی لشکروں کی بنیاد پر تھی اور ہر لشکر کا ایک الگ جھنڈا ہوتا تھا جو ان کی پہچان تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجاہدین کی اخلاقی تربیت کا بخوبی انتظام کیا اور آپ رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ جو بھی مجاہد جہاد پر جائے وہ جنگی اصولوں سے واقفیت رکھتا ہو اور دورانِ جنگ بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور ان لوگوں کے ساتھ جو مقابلہ نہ کریں اخلاقیات کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں نقصان پہنچانے سے گریز کرے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجاہدین کی اخلاقی تربیت کی ذمہ داری جہاں خود اٹھائی اور انہیں مختلف مواقع پر مختلف نصیحتیں کیں وہیں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے سالاروں کو بھی سختی سے ہدایات دیں کہ وہ اپنے مجاہدین کی حفاظت کا بھرپور اہتمام کریں اور بلا سوچے سمجھے انہیں موت کے منہ میں نہ دھکیلیں اور مجاہدین کو جنگی قواعد و ضوابط سے آگاہ کریں اور جو بھی مالِ غنیمت ملے اس میں ان مجاہدین کو ان کا حصہ دیں اور ان کے ساتھ سختی کی بجائے نرمی کا معاملہ روا رکھیں۔

سامانِ حرب کی فراہمی کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نظامِ خلافت کا اہم امر یہ ہے آپ رضی اللہ عنہ

چونکہ جانتے تھے کہ جنگ میں جہاں لشکر کے لئے مالی وسائل کا ہونا ضروری ہے وہیں ان کے پاس سامانِ حرب کا ہونا بھی ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مجاہدین کے لئے اونٹ وغیرہ خریدے، تلواریں اور نیزوں کا انتظام کیا تا کہ جب بھی کوئی لشکر کسی مہم پر روانہ کیا جائے اس کے پاس سامانِ حرب کی کمی نہ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجاہدین کے لئے جو اونٹ وغیرہ خریدے ان کے لئے ایک چراگاہ بھی مخصوص کی جہاں ان اونٹوں کی نگہبانی کی جاتی تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب بھی کسی لشکر کو کسی مہم پر روانہ کرتے تو آپ رضی اللہ عنہ کی عادتِ کریمہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ اس لشکر کے ساتھ کچھ دیر سفر کرتے اور راستہ میں لشکر کے سالار کو اہم ہدایات دیتے۔ آپ رضی اللہ عنہ لشکر کے پاس موجود سامانِ حرب اور سفری سہولیات کا بھی خصوصی خیال رکھتے تھے اور مجاہدین کو ایک دوسرے کے ساتھ رواداری اور بھائی چارے کا درس دیتے تھے۔

بشر کو چاہئے جس کے لئے حیاتِ خضر علیہ السلام
قلیل وقت میں کر گئے وہ کام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

O.....O.....O

دورِ خلافت میں پیش آنے والے اہم امور

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جو اہم امور پیش آئے یا پھر وہ کام جو آپ رضی اللہ عنہ کی دوراندیشی کا ثبوت تھے اور خدمت خلق پر مبنی تھے ذیل میں ان کا تذکرہ مختصراً کیا جارہا تاکہ قارئین کے لئے ذوق کا باعث بنیں۔

آج یہ لوگ ہم سے زیادہ فضیلت لے گئے:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اونٹنی پر سوار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ جہاں سے گزرتے لوگوں کو السلام علیکم کہتے۔ اس دوران لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو جواب میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ)! آج یہ لوگ ہم سے زیادہ فضیلت لے گئے۔"

تم سے ہر عبسی اچھا ہے:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ معمول کے مطابق جب لشکر کو کسی مہم پر روانہ کرنے لگے تو مقامِ جرف پر جہاں لشکر نے پڑاؤ ڈالا تھا تشریف لے گئے اور آپ رضی اللہ عنہ جب لشکر کا معائنہ کرتے ہوئے بنی فزارہ کے پڑاؤ میں پہنچے تو سب نے کھڑے ہو کر تعظیماً سلام کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں مرحبا کہا۔ بنی فزارہ کے جوانوں نے عرض کیا اے مسلمانوں کے خلیفہ! ہم لوگ گھوڑوں پر خوب چڑھتے

ہیں آپ رضی اللہ عنہ ہمارا جھنڈا ہمارے ساتھ کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل تمہاری ہمت کو بڑھائے مگر تمہیں لشکر کا علم نہیں دیا جا سکتا کیونکہ وہ تو بنو عبس کو دیا جا چکا ہے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر ایک شخص نے کہا ہم بنو عبس سے اچھے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سے جھڑکا اور فرمایا۔

''تم سے ہر عبسی اچھا ہے۔''

میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہوں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اگرچہ بدعات کا رواج نہ ہوا تھا مگر پھر بھی آپ رضی اللہ عنہ کسی کو خلافِ شرعی کوئی عمل کرتا دیکھتے تو اسے جھڑک دیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ فلاں عورت کسی سے بات نہیں کرتی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ وہ عورت خاموش حج کا ارادہ رکھتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس عورت کے پاس خود تشریف لے گئے اور فرمایا۔

''تو جاہلیت کے رسم و رواج کو فروغ دے رہی ہے اور اسلام میں اس کی اجازت ہرگز نہیں ہے تم اپنی اس حرکت کو ترک کر دو اور بات کیا کرو۔''

اس عورت نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ کون ہیں جو مجھے سمجھاتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہوں۔

خدمت خلق کا جذبہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک بوڑھی جو مدینہ منورہ کے نواح میں مقیم تھی اور اس کی بینائی جا چکی تھی گھر

کے معمولی کام کرنے سے بھی عاجز تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب اس بوڑھی عورت کے متعلق خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ اس کے گھر کے کام خاموشی سے کر دیتے اور کسی کو بھی اس کی خبر نہ ہوتی تھی۔

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس بوڑھی نابینا عورت کے متعلق پتہ چلا تو آپ رضی اللہ عنہ نے سوچا میں اس بوڑھی عورت کے گھر کی صفائی ستھرائی کر دوں اور اس کے کھانے کا کچھ انتظام کر دوں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ اس مقصد کے لئے اس بوڑھی عورت کے گھر پہنچے مگر جب وہاں پہنچے تو گھر صاف ستھرا تھا اور ہر چیز انتہائی سلیقہ سے اپنی جگہ پر رکھی ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پانی کا گھڑا دیکھا تو وہ بھی پانی سے بھرا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بوڑھی عورت سے پوچھا تمہارے گھر کے کام کون کرتا ہے؟ وہ بولی مجھے اس کا علم نہیں البتہ کوئی شخص صبح سویرے آتا ہے اور میرے گھر کی صفائی کرتا ہے، گھڑے میں پانی بھرتا ہے اور مجھے کھانا کھلا کر واپس چلا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بوڑھی عورت کی بات سنی تو ارادہ کیا میں اس بارے میں آگاہی حاصل کروں کہ وہ شخص کون ہے جو صبح سویرے آ کر اس بوڑھی عورت کے گھر کے کام کرتا ہے چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ رضی اللہ عنہ اگلے دن نمازِ فجر کے بعد اس عورت کے گھر پہنچے تا کہ دیکھیں کہ وہ کون ہے جو اس بوڑھی عورت کے گھر کے کام کرتا ہے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے حسب معمول گھر میں صفائی دیکھی اور گھڑا بھی پانی سے بھرا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خود سے کہا میں کل نمازِ فجر سے قبل آؤں گا اور دیکھوں گا کہ وہ کون شخص ہے؟ پھر آپ رضی اللہ عنہ اگلے دن نمازِ فجر سے قبل ہی اس بوڑھی عورت کے گھر تشریف لائے اور ایک کونے میں چھپ کر بیٹھ گئے۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انتہائی خاموشی کے ساتھ آئے

اور انہوں نے گھر کی صفائی کی۔ پھر گھڑا پانی سے بھر کر لائے اور اس بوڑھی عورت کو خود اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلائے اور خاموشی سے وہاں سے واپس چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب یہ منظر دیکھا تو فرمایا۔

''اللہ کی قسم! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے سبقت لے جانا ممکن نہیں۔''

حضرت انیسہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں قبیلہ کی باندیاں اپنی بکریاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس لاتیں اور آپ رضی اللہ عنہ ان سے فرماتے۔

''کیا تم پسند کرتی ہو کہ میں تمہاری بکریوں کے دودھ دوہوں جیسا کہ عفرا رضی اللہ عنہا کا بیٹا دوہا کرتا تھا؟''

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کاروباری لحاظ سے کپڑے کی تجارت کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بکریوں کا ریوڑ بھی تھا جسے آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ بننے سے پہلے چرانے لے جاتے تھے اور ان کا دودھ بھی خود دوہتے تھے۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے کی بکریوں کا دودھ بھی دوہا کرتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو قبیلہ کی ایک جاریہ خاتون نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا اب آپ رضی اللہ عنہ ہماری بکریوں کے دودھ نہیں دوہیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں اب بھی تمہاری بکریوں کا دودھ دوہا کروں گا۔''

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روزانہ بلاناغہ ان بکریوں کا دودھ دوہتے اور بھی کبھی اس جاریہ خاتون سے پوچھتے کہ دودھ میں جھاگ رہنے دوں یا نہیں؟ وہ جس طرح کہتی آپ رضی اللہ عنہ اس طرح کرتے۔

کیا تم رومیوں کی پیروی کرتے ہو؟:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاص اور حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم نے برید کے ذریعے شام کے والی کا سر قلم کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے اس فعل کو ناپسند کیا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اے مسلمانوں کے خلیفہ! اگر ہم اس کے ساتھ یہ نہ کرتے تو وہ بھی ہمارے ساتھ یہی سلوک کرتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

> ''کیا تم رومیوں کی پیروی کرتے ہو آئندہ کسی کا سر قلم کر کے یوں نہ بھیجنا ہمیں اقتداء کے لئے قرآن اور حدیث ہی کافی ہیں۔''

امر رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کا خوف:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پانی کا گلاس طلب فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک برتن پیش کیا گیا جس میں پانی اور شہد تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس برتن کو اپنے ہاتھ میں لیا اور رونا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد جب آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ پونچھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رونے کی وجہ دریافت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھا میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے پاس سے کسی چیز کو دفع فرما رہے تھے۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا

دنیا نے میری طرف ہاتھ بڑھایا تھا تو میں نے اس سے کہا کہ ہٹ! تو مجھ سے دور ہو جا۔ میں بھی اس ڈر سے کہ کہیں پانی اور شہد کی وجہ دنیا مجھے نہ مل جائے اور میں امر رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کر بیٹھوں۔

وظیفہ مقرر کیا جانا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد کسی قسم کا کوئی وظیفہ یا تنخواہ نہ لیتے تھے بلکہ خلیفہ بننے سے قبل کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے اور خلیفہ بننے کے بعد بھی اپنی گزر بسر کے لئے اسی پیشے کو اختیار کیے رکھا اور ایک دن آپ رضی اللہ عنہ کپڑا کندھے پر اٹھائے مدینہ منورہ کے بازار میں جا رہے تھے کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم سے ملاقات ہوگئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بازار تجارت کے لئے جا رہا ہوں تاکہ اپنے اہل وعیال کے کھانے کا بندوبست کرسکوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے معاملات کے نگہبان ہیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہ اپنے لئے کچھ وظیفہ بیت المال سے مقرر فرما لیں تاکہ آپ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں بیٹھ کر لوگوں کے معاملات احسن انداز میں نبٹا سکیں چنانچہ اس واقعہ کے بعد حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اور دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشاورت سے آپ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ تین سو درہم ماہوار مقرر کر دیا گیا۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی فرماتے ہیں ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال اسباب بیت المال میں جمع کروا دیا اور فرمایا۔

''میں اس مال کے ذریعے تجارت کرتا تھا اور اس کے ذریعے اپنے اہل و عیال کا رزق تلاش کرتا تھا اب جب میرا وظیفہ مقرر کر دیا گیا ہے تو مجھے اس مال کی کچھ ضرورت نہیں۔''

وراثت کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے اپنے باپ کی شکایت کی میرا باپ میرے مال کو مجھ سے لے کر مجھے کنگال کرنا چاہتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے باپ کو بلایا اور فرمایا تم اپنے بیٹے کے مال سے ضرورت کے مطابق لے سکتے ہو اور اس سے زیادہ نہیں۔ اس شخص نے کہا اے مسلمانوں کے خلیفہ! کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں کہ تم اور تمہارا سارا مال تمہارے باپ کا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں جو تو سمجھتا ہے بلکہ اس سے مراد نفقہ ہے۔

یہ شرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی کو بھی سزا دینے میں احتیاط سے کام لیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ ایک شخص پر برہم ہوئے۔ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی برہمی دیکھی تو عرض کیا اے مسلمانوں کے خلیفہ! اس کا سر قلم کر دیجئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی بات سنی تو خاموش ہو گئے۔ جب کچھ دیر بعد غصہ ٹھنڈا ہوا تو حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور پوچھا کیا میں قتل کا حکم دیتا تو تم اسے قتل کر دیتے؟ انہوں نے کہا ہاں میں ایسے ہی کرتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اللہ کی قسم! یہ شرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو حاصل نہیں ہے۔''

ترکہ کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک نانی اور ایک دادی نے اپنا ترکہ حاصل کرنے کی درخواست کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نانی کو ترکہ دلا دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے مسلمانوں کے خلیفہ! آپ رضی اللہ عنہ نے نانی کو ترکہ دلا دیا حالانکہ اگر نانی مر جائے تو اس کی جائیداد میں اس کی نواسی وارث نہیں ہوتی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو وہ ترکہ نانی اور دادی دونوں میں برابر تقسیم کروا دیا۔

سب سے بڑھ کر منصف:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے زیادہ بڑھ کر منصف کسی کو نہیں دیکھا اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ افضل ہیں۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے ان کی بات سن کر فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی بات کی تائید کرتے ہوئے فرمایا۔

"عوف (رضی اللہ عنہ) درست کہتا ہے۔ اللہ کی قسم! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ تھے اور میں اپنے گھر والوں کے لئے اونٹ سے زیادہ بے راہ ہوں۔"

وظیفہ کم کرنے کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور آپ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ مقرر کیا گیا جو اتنا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ اس سے اپنے گھر کا گزر بسر بمشکل کر سکتے تھے۔ ایک مرتبہ

آپ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے حلوہ کھانے کی فرمائش کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ سے کہا میرے پاس اتنی رقم نہیں کہ میں تمہاری فرمائش پوری کر سکوں۔ اہلیہ نے اس دن کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے وظیفہ میں سے کچھ رقم بچانا شروع کر دی اور جب ان کے پاس اتنی رقم ہو گئی کہ وہ حلوہ پکا سکیں تو انہوں نے وہ رقم آپ رضی اللہ عنہ کو دی اور کہا اس سے حلوے کے لئے سامان خرید لائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہارے پاس اتنی رقم کہاں سے آئی ہے اور میرا وظیفہ اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ میں حلوہ پکاؤں۔ اہلیہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے وظیفہ سے اتنی رقم ہر ماہ بچاتی رہی ہوں اور یہ بچت کے پیسے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے مجھے مسلمانوں کے اموال کا نگہبان بنایا ہے
اور مجھے علم نہ تھا کہ میں بیت المال سے اتنی رقم زیادہ لے رہا
تھا کہ حلوہ پکا سکتا۔''

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے وظیفہ میں کمی کروا دی۔

حرام کا لقمہ نہ کھانے کا فیصلہ:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک غلام تھا جو آپ رضی اللہ عنہ کے لئے غلہ وغیرہ خرید کر لاتا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے دیگر امور سرانجام دیتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ غلام رات کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا لایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کھانے سے ایک لقمہ لیا۔ غلام نے عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ نے آج مجھ سے دریافت نہیں کیا کہ میں یہ کھانا کہاں سے لایا ہوں؟ آپ رضی اللہ عنہ ایسا بھوک کی وجہ سے ہوا اور تم مجھے بتاؤ تم یہ کھانا کہاں سے لائے ہو؟ وہ غلام بولا آج میرا گزر زمانہ جاہلیت کے ان لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے

لئے میں نے ایک مرتبہ منتر کیا تھا اور انہوں نے مجھے اس کے عوض کچھ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ آج میں ان لوگوں کے پاس سے گزرا اور ان کے ہاں شادی تھی اور انہوں نے مجھے میرے اس منتر کے عوض کھانا دے دیا۔ میں نے وہ کھانا لیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہو گیا اور یہ وہی کھانا ہے جو ان لوگوں نے مجھے دیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کی بات سنی تو حلق میں انگلی ڈال کر وہ لقمہ باہر نکال دیا۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے اس تکلیف کی وجہ پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جس کی پرورش حرام کے ایک لقمہ سے بھی ہوئی تو اسے جہنم کی آگ میں جلایا جائے گا اور مجھے یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ اگر یہ میرا لقمہ میرے معدہ میں چلا جاتا تو میرا جسم اس سے پرورش پاتا۔''

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کسی کو نہیں جانتا جس نے کھانے سے قے کی ہو جسے کھایا ہو۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا اور قے کر دی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا یہ کھانا ابن نعمان لائے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تم لوگوں نے مجھے ابن نعمان کی کہانت کا مال کھلا دیا۔''

حدیث بیان کرنے میں احتیاط سے کام لینا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر نبوی پر تشریف لائے اور اللہ عزوجل کی حمد وثناء کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجا پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اس جگہ رکھے جس

جگہ حضور نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوتے تھے اس کے بعد فرمایا حضور نبی کریم ﷺ اس جگہ تشریف فرماتے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ نے آیت ذیل کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ

کوئی قوم ایسی نہیں گزری جس میں خلافِ شرع بات نہ کی جاتی ہو اور اس میں قباحت کا ارتکاب کیا جاتا ہو اور یہ قوم اس فساد کو دور نہ کرے اور نہ ہی اس پر انکار کرے مگر اللہ عزوجل حق پر ہے وہ ان کو گرفتار کرے سزا دے اور ان کی دعاؤں کو رد کرے۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی دو انگلیوں دونوں کانوں میں ڈال دیں اور فرمایا۔

''اگر میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث نہ سنی ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں۔''

اسراف اور فضول خرچی سے پرہیز:

ایک مرتبہ یمن کا بادشاہ اپنے شاہانہ لباس کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو صرف دو چادروں میں ملبوس دیکھا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کی سادگی دیکھ کر حیران رہ گیا اور فاخرانہ لباس اتار کر سادگی اختیار کر لی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسراف اور فضول خرچی کے بارے میں سوچتے بھی نہ تھے اور تن ڈھانپنے کے لئے جب نیا لباس بیت المال سے حاصل کرتے تھے تو پرانا لباس بیت المال میں جمع کرا دیتے۔

اپنے کام خود کرنے کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے کام خود کرتے تھے بلکہ دوسروں کی بھی خدمت کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ دورانِ سفر اگر گھوڑے کی لگام ہاتھ سے چھوٹ جاتی تو خود ہی گھوڑے سے اتر کر لگام تھامتے۔ منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد بھی آپ رضی اللہ عنہ کے عجز و انکساری میں کوئی کمی نہیں آئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے کام خود کرنے کا فیصلہ کیا جو اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ حکمران درحقیقت عوام کے خادم ہوتے ہیں نہ کہ عوام ان کی خادم ہے کہ ان کے کام سرانجام دے۔

طبیعت کا عجز و انکسار:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو جب بھی کسی مہم کے لئے لشکر کو روانہ کرتے تو پیادہ اس لشکر کو چھوڑنے مدینہ منورہ کی سرحد تک جاتے تھے اور جب لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین ہونے کی وجہ سے عزت و احترام سے پیش آتے تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ لوگوں نے مجھے بہت بڑھا دیا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے۔

> ”اے اللہ! تو میرے حال سے واقف ہے اور میں اپنے حال کو لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ اے اللہ! یہ مجھ سے حسن ظن رکھتے ہیں تو ان کے حسن ظن کو قائم رکھنا اور میرے گناہوں کو بخش دینا اور لوگوں کی اس تعریف پر میرا مواخذہ نہ کرنا۔“

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عجز و انکساری کی انتہاء یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے نفس کا محاسبہ خود کرتے تھے اور اللہ عزوجل کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے نفس پر ناراضگی کا اظہار کرتے تھے اور فرماتے تھے اللہ عزوجل اس شخص کو امن

میں رکھتا ہے جو اللہ عزوجل کی رضا کے لئے اپنے نفس سے ناراض ہوتا ہے۔

امت کی نجات کا ذریعہ:

روایات میں آتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا۔

''اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ حیرانگی کی بات نہیں میرا گزر عثمان (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے ہوا اور میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔

''تمہارے پاس تمہارے بھائی عمر (رضی اللہ عنہ) آئے اور تم نے انہیں ان کے سلام کا جواب نہیں دیا تمہیں ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا ہے؟''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے ایسا نہیں کیا۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم نے ایسا ہی کیا ہے اور تم نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر فرمایا۔

''مجھے آپ رضی اللہ عنہ کے گزرنے کی ہرگز خبر نہ ہوئی اور نہ ہی مجھے یہ معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے سلام کیا ہے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تم سچ کہتے ہو اللہ عزوجل کی قسم! تمہارے متعلق میرا یہ خیال تھا کہ تم کسی سوچ میں گم تھے جس کی وجہ سے تم نے عمر (رضی اللہ عنہ) کے سلام کا جواب نہیں دیا۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو کہا۔

''امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ درست کہتے ہیں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی وجہ سے پریشان ہوں اور اس سوچ میں گم تھا اس امت کی نجات کے بارے میں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کر سکا اور اسی سوچ میں گم تھا جس کی وجہ سے مجھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے گزرنے اور ان کے سلام کرنے کے متعلق کچھ خبر نہ ہوئی۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے مجھ سے وہ کلمہ قبول کر لیا جو کلمہ میں نے اپنے چچا کو پیش کیا تو اور انہوں نے اسے رد کر دیا پس وہی کلمہ میری امت کی نجات کا ذریعہ ہے۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا وہ کلمہ کون سا ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''گواہی دینا اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول اور بندے ہیں۔"

قلعہ کچھ ہی لمحوں میں مسمار ہو گیا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں جب رومیوں کے خلاف لشکر اسلام کو حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو نصیحت کی کہ جب بھی تمہیں کوئی مشکل پیش آئے تو تم کلمہ طیبہ پڑھ کر نعرۂ تکبیر بلند کرنا اللہ تمہاری اس مشکل کو حل کر دے گا چنانچہ جب لشکر اسلامی نے رومی لشکر کا محاصرہ کیا تو وہ قلعہ بند ہو گئے اور کئی روز گزرنے کے بعد بھی قلعہ فتح نہ ہوا۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ کا فرمان یاد آیا حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے کلمہ طیبہ پڑھا اور نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ قلعہ کے اندر ایک زلزلہ برپا ہو گیا اور پورا قلعہ کچھ ہی لمحوں میں مسمار ہو گیا۔

ذمیوں کے ان کے حقوق دینے کا فیصلہ:

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق ذمیوں کے حقوق کی بھی حفاظت فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مختلف مہمات پر لشکر اسلام کو بھیجتے ہوئے سالارِ لشکر کو نصیحت کی کہ وہ ان کے گرجے اور عبادت گاہوں کو منہدم نہ کریں اور ماسوائے اشد ضرورت کے جب وہ ان میں قلعہ بند ہو جائیں انہیں نقصان نہ پہنچائیں۔ ان کے تہواروں کے موقع پر ان کو رسومات کی ادائیگی پر کوئی پابندی نہ لگائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جزیہ کی شرائط بھی نہایت آسان رکھیں اور وہ ذمی جو معذور اور نادار تھے ان کی کفالت کا ذمہ بھی بیت المال کے

ذریعے تھا۔

پھر بھی تو نے ان دیناروں کو جمع کیا:

حضرت حبیب بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے کا وقت وفات جب قریب آیا تو وہ نگاہِ عجیب سے ایک تکیہ کی طرف دیکھنے لگا۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ رضی اللہ عنہ کا بیٹا فلاں تکیہ کو دیکھ رہا تھا۔ پھر جب لوگوں نے وہ تکیہ اٹھایا تو اس تکیہ کے نیچے پانچ یا چھ دینار ملے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا اور آپ رضی اللہ عنہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے رہے اور فرمایا۔

> ''مجھے گمان ہے تیری کھال ان دیناروں کی سزا کو برداشت نہیں کر سکتی مگر پھر بھی تو نے ان دیناروں کو جمع کیا اور انہیں خرچ نہ کیا۔''

مال تو محض گزارہ کی چیز ہے:

حضرت غفرہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بحرین کا مال پیش کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اعلان کروایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جس کا قرض ادا کرنا تھا وہ آئے اور اپنا قرض لے جائے یا پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کسی کو عطا کرنے کا وعدہ کیا تھا تو وہ بھی آئے اور مجھ سے وہ مال وصول کر لے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا

تھا میرے پاس جب بحرین کا مال آئے گا تو میں تمہیں تین مرتبہ اتنا اتنا دوں گا اور پھر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر بتایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اٹھو اور خود لے لو چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے ایک لپ بھرا اور اس میں پانچ سو درہم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہیں مزید ایک ہزار درہم گن کر دے دو اور کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں دس دس درہم تقسیم کئے اور فرمایا یہ تو وعدہ پورا ہو رہا ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ کیا تھا اور پھر جب اگلے سال زیادہ مال آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بیس بیس درہم سب لوگوں میں تقسیم کئے اور جب مال بچ گیا تو غلاموں میں پانچ پانچ درہم تقسیم کئے۔ کچھ لوگوں نے عرض کیا مہاجرین اور انصار کا حق زیادہ ہے آپ رضی اللہ عنہ ان کی جانب توجہ دیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کی نیکی کا اجر اللہ عزوجل دے گا اور یہ مال تو محض گزارہ کی چیز ہے لہٰذا اسے برابر تقسیم کرنے دو۔

O......O......O

عہد صدیقی رضی اللہ عنہ کا مختصر جائزہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت ابتداء سے ہی مشکلات سے دوچار رہی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلامی سلطنت کو مستحکم کرنے پر اپنی توجہ مرکوز رکھی اور تمام فتنوں اور مرتدین کا خاتمہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد جن قبائل نے بغاوت کی اور ان کے سردار بادشاہ بن بیٹھے آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی سرکوبی کے لئے مہمات روانہ کیں۔ یہ آپ رضی اللہ عنہ کی معاملہ فہمی اور دینی و سیاسی بصیرت تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کچھ ہی عرصہ میں ان تمام فتنوں اور خطرات کا سدباب کیا جس سے دین اسلام کو خطرات لاحق تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے مختصر دورِ خلافت میں ذمیوں اور محکوموں کے ساتھ انسانی رواداری کا منفرد درس دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ذمیوں اور محکوموں سے متعلق حضور نبی کریم ﷺ کے فرمودات پر عمل کیا اور ان کے حقوق کا خاص خیال رکھا۔ حیرہ کے عیسائیوں سے جب معاہدہ ہوا تو حکم دیا کہ ان کی عبادت گاہوں اور گرجوں کو کچھ نقصان نہ پہنچایا جائے اور ان کے ایسے قلعوں کو بھی نہ گرایا جائے جنہیں یہ ضرورت کے وقت دشمن کے مقابلے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ان کے مذہبی تہواروں کے موقع پر جب عیسائی صلیب کا جلوس نکالنا چاہیں تو انہیں ہرگز نہ روکا جائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رواداری اور حسن سلوک کی بدولت بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ جب بھی کوئی لشکر روانہ کرتے تو اپنے سالاروں کو حکم دیتے کہ وہ محکوموں کے حقوق کا خاص خیال رکھیں اور ان کی دل آزاری کا سبب بننے والا کوئی کام نہ کریں۔ اگر کوئی محکوم جزیہ ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو اس کو جزیہ معاف کر دیا جائے اور اگر کوئی محتاج ہے تو اس کی کفالت بیت المال کے ذمہ لگائی جائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ذمیوں اور محکوموں کے حقوق واضح کر کے یہ ثابت کر دیا دین اسلام کی بنیاد بھائی چارے اور رواداری پر ہے اور مسلمان ظلم کے صریحاً خلاف ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ تعلیم اسلام کے زندہ پیکر اور اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندہ تصویر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ سوا دو سال کے اس قلیل عرصہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے کوئی کام ایسا نہ کیا جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اس مختصر دورِ خلافت میں ایسے کارنامے انجام دیئے جو بعد میں آنے والے خلفاء کے لئے مشعل راہ ثابت ہوئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی فکری سوچ، غیر معمولی ذہانت، دینی و سیاسی بصیرت اور روشن ضمیری سے وہ کام لئے جو کسی دوسرے کے لئے ممکن نہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مختصر جماعت کے ہمراہ تمام عرب اور اردگرد میں پھیلی ایرانیوں اور رومیوں کی طاقت کو اپنی روحانی اور اخلاقی طاقت سے مغلوب کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خود کو صحیح معنوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین ثابت کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والے ان سے سیکھنے والے اور ان کو سننے والے موجود تھے وہ سب بھی آپ رضی اللہ عنہ کی بصیرت

اور اخلاقی اقدار کے قائل تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دین اسلام میں جمہوری حکومت کی بنیاد رکھی۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے تمام مشوروں میں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شامل کرتے اور ان کے مشوروں کو ترجیح دیتے تھے۔ حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم جیسے اکابر صحابہ کرام آپ رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کا حصہ تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امورِ مملکت چلانے والے اپنے تمام رفقاء اور لشکر اسلام کے سالاروں پر بھی بڑی کڑی نظر رکھتے تھے تاکہ امورِ مملکت میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بیت المال کی بنیاد رکھی لیکن اس کے لئے باقاعدہ کوئی محکمہ قائم نہ کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ظاہری کی طرح جو کچھ بھی فتوحات کے ذریعے آتا وہ غرباء و مساکین میں بلا امتیاز تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ہمراہ بیت المال کا جائزہ لیا تو اس میں سے صرف ایک درہم نکلا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات کی طرح کوئی باقاعدہ فوجی محکمہ نہ تھا۔ جب جہاد کی ضرورت پیش آتی تو تمام مسلمان جذبہ ایمانی سے سرفراز جہاد کے لئے پہنچ جاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ لشکروں کو روانگی سے قبل نہایت مفید مشورے دیتے اور انہیں ہدایات دیتے وہ ہر ایک ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اور کسی کو بھی اپنے رویئے سے کوئی شکایت نہ ہونے دیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ایک محکمہ قائم کیا جو لوگوں کی دینی وفقہی مسائل کی جانب رہنمائی کرتا تھا۔ حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابن ابی کعب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم جیسے اکابر صحابہ کرام اس محکمہ میں لوگوں کی دینی وفقہی خدمت کے لئے موجود تھے۔

تاریخ کے اوراق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کارناموں سے بھرے ہوئے ہیں اور یہ وہ کارنامے ہیں جن پر بلاشبہ دین اسلام کو فخر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کی بیخ کنی کی، نبوت کے جھوٹے دعویداروں کو قلع قمع کر کے ختم نبوت پر اپنی مہر ثبت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو جمع کیا اور احادیث کی اشاعت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی میں اپنی ساری زندگی بسر کی اور اپنے نظامِ خلافت کو بھی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم کیا۔

O......O......O

عہد صدیق رضی اللہ عنہ کی فتوحات

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی حیاتِ ظاہری میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سربراہی میں ایک لشکر کو ملک شام کی جانب روانہ کیا تھا۔ ابھی یہ لشکر راستہ میں ہی تھا حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا اور یہ لشکر واپس لوٹ آیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سربراہی میں لشکر کو دوبارہ روانہ کیا تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معترض ہوئے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما ناتجربہ کار ہیں ان کی بجائے کسی اور کو سالار بنا کر بھیجا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس مشورہ سے شدید ناراض ہوئے اور منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔

''اگر جنگل کے بھیڑیئے مدینہ منورہ میں داخل ہوں اور مجھے اٹھا کر لے جائیں تب بھی میں وہ کام کروں گا جس کا حکم حضور نبی کریم ﷺ نے خود دیا ہے۔''

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما جب لشکر لے کر روانہ ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خود پیدل مدینہ منورہ کی سرحد تک اس لشکر کو روانہ کرنے کے لئے ہمراہ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ہدایات دیتے جاتے تھے خیانت نہ کرنا، مال کو نہ چھپانا، بے وفائی نہ کرنا، بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔ پھلدار اور ہرے بھرے درختوں کو نہ کاٹنا، کھانے کے علاوہ جانوروں کو ذبح نہ کرنا۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما جو گھوڑے پر سوار تھے انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم آپ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو جائیں ورنہ میں بھی گھوڑے سے نیچے اتر آؤں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"یہ دونوں باتیں ممکن نہیں ہیں تم گھوڑے سے اترو گے نہیں اور میں گھوڑے پر سوار نہیں ہوں گا۔ میں اس لئے پیدل چلتا ہوں میں بھی اللہ کی راہ میں اپنے کچھ قدم خاک آلود کرلوں۔"

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سربراہی میں لشکر شام روانہ ہوا اور چالیس دن بعد حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بحیثیت فاتح کے مدینہ منورہ میں واپس لوٹے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر استقبال خود شہر سے باہر آ کر کیا۔ یہ پہلی فتح تھی جو آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تمام غزوات میں شامل ہوئے تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کی جنگی حکمت عملی سے آگاہی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ جب بھی کسی لشکر کو روانہ کرتے تو حضور نبی کریم ﷺ کی طرح جنگی حکمت عملی اختیار کرتے یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے مختصر دورِ خلافت میں مسلمانوں کو بے شمار فتوحات نصیب ہوئیں۔ ایران، عراق اور شام جیسے بڑے ملک جزیہ دینے لگے اور وہاں کے رہنے والے بے شمار قبائل دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کو مختلف گروہوں میں تقسیم کیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان کا سالارِ اعلیٰ مقرر کیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ براہِ راست آپ رضی اللہ عنہ کے احکامات پر عمل کرنے کے پابند تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جنگی حکمت عملی کا ایک بہترین پہلو یہ تھا کہ

آپ رضی اللہ عنہ نے دورانِ جنگ لشکر کو مسلسل کمک پہنچانے کا نظام وضع کر رکھا تھا تا کہ لشکر اسلام کسی بھی موقع پر دشمن کی طاقت سے زیر نہ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ کسی بھی لشکر کو روانہ کرنے سے پہلے اسے نصیحت کرتے کہ فتح کے بعد وہ لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آئیں اور انہیں دین اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کریں۔ بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو ہرگز قتل نہ کریں۔ ان کی عبادت گاہوں کو کسی صورت نقصان نہ پہنچائیں اور انہیں مذہبی رسومات کی ادائیگی میں کسی قسم کا پابند نہ کریں۔ ان کے مذہبی رہنماؤں کے ساتھ عزت سے پیش آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ان اقدامات کی وجہ سے بے شمار قبائل دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک بہترین جنگی حکمت عملی یہ بھی تھی کہ ایک لشکر کا رابطہ دوسرے لشکر سے ضرور ہوتا تھا تا کہ بوقت ضرورت وہ اس کی مدد کو پہنچ سکے۔ ہر لشکر کو ہدایات آپ رضی اللہ عنہ خود جاری کرتے تھے اور ہر لشکر کے سالار کو اس بات کی اجازت تھی کہ وہ اپنی مدد کے لئے دوسرے لشکر کو بلا سکتا ہے اور دوسرے لشکر پر بھی یہ واجب تھا کہ وہ پہلے لشکر کی مدد کے لئے فوراً سے بیشتر روانہ ہو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بنی اسد کی ایک شاخ طلیحہ اسدی نے مدینہ منورہ پر حملہ کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کی قیادت خود کی اور رات کے آخری پہر میں شب خون مارا۔ طلیحہ اسدی اس وقت نیند کے زیر سایہ تھے اس لئے ان کا بے حد جانی و مالی نقصان ہوا اور وہ مدینہ منورہ کا محاصرہ ترک کر کے بھاگ گئے۔ اس واقعہ میں بے شمار مالِ غنیمت لشکر اسلام کے ہاتھ آیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے ذاتی حفاظتی دستے میں شامل رہے تھے اس لئے لڑائی کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں بھی بے شمار معرکوں میں خود شامل ہوئے اور بہادری کے جوہر دکھائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی حفاظت کے لئے حضرت علی المرتضیٰ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کو مقرر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام مسلمانوں کو اس بات کا پابند کر رکھا تھا کہ کسی بھی نازک صورتحال کے موقع پر تمام مسلمان مسجد نبوی میں فوراً سے بیشتر جمع ہوں تاکہ اس صورتحال کا تدارت کیا جا سکے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلامی سلطنت کے اندرونی معاملات کو درست سمت میں لانے کے بعد اردگرد کی دشمن قوتوں کی جانب اپنی توجہ مرکوز کی۔ اس وقت اسلامی سلطنت شام اور ایران میں گھری ہوئی تھی۔ شام پر رومیوں کی حکومت تھی اور ایران پر ساسانی خاندان کی حکومت تھی۔ یہ دونوں حکومتیں عربوں کی شدید دشمن تھیں اور بالخصوص مسلمانوں کی جان کے درپے تھیں۔ انہوں نے کئی مرتبہ کوشش کی کہ وہ عربوں کو اپنے تابع کر سکیں۔ ایرانیوں اور عربوں کے درمیان عرصہ دراز سے عداوت چلی آ رہی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں ایک مکتوب ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کی جانب بھیجا تھا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی گئی تھی۔ خسرو پرویز نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوب کو پھاڑ دیا تھا اور پھر کچھ عرصہ بعد اس کے بیٹے نے اسے قتل کر کے تخت پر قبضہ کر لیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد ایک لشکر ایران کی جانب روانہ کیا۔ اس وقت ملک عراق کا بیشتر علاقہ بھی ایرانیوں کے کنٹرول میں تھا۔ عراق کے ایک عیسائی قبیلے کے سردار

مثنیٰ نے اپنے تمام قبیلے والوں کے ہمراہ اسلام قبول کرلیا اور اس نے درخواست کی اسے ایران پر حملے کی اجازت دی جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے ایران پر حملے کی اجازت دے دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی مدد کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر روانہ کیا جس نے ایران پر چڑھائی کر دی۔ کچھ ہی عرصہ میں ایران اور عراق کے بے شمار علاقے سلطنت اسلامی کے تابع ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عراق کے ایرانی گورنر ہرمز کو خط لکھا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی گئی اور کہا گیا کہ اگر وہ اسلام قبول نہیں کرتا تو اسے جزیہ ادا کرنا ہوگا اور اگر وہ جزیہ بھی ادا نہیں کرے گا تو اسے جنگ کے لئے تیار رہنا ہوگا۔ ہرمز نے وہ خط ایران کے بادشاہ اردشیر کو بھیج دیا اور خود حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لئے نکل پڑا۔ دجلہ کے مقام پر اسلامی لشکر اور ہرمز کے لشکر کے درمیان مقابلہ ہوا۔ ہرمز کے لشکر کے ساتھ کئی عیسائی قبائل بھی تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں لشکر اسلامی نے بہادری اور جرأت کی کئی داستانیں رقم کیں اور اپنے سے کئی گنا بڑے لشکر کو شکست سے دوچار کیا۔ ایرانیوں نے اپنی شکست کو تسلیم کرلیا اور ایک لاکھ نوے ہزار درہم سالانہ جزیہ پر صلح کا معاہدہ طے پایا۔

ایران کی کامیاب مہم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ملک شام کی جانب روانہ کیا تاکہ رومیوں کی سرکوبی کی جا سکے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا کہ اسلامی سلطنت کے پڑوس میں دوسری بڑی ریاست رومیوں کی تھی جو کسی بھی طرح مسلمانوں کو ختم کرنا چاہتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے قیصر روم کو بھی اسلام کی دعوت دی تھی جسے اس نے رد کر دیا تھا۔ اس وقت ملک شام رومیوں کے زیر تسلط تھا۔ ملک شام کی اس سے قبل کامیاب مہم میں

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کے سالار تھے اور ان کی اس کامیاب مہم کے بعد بظاہر تو رومی تابع ہو چکے تھے مگر اندرونِ خانہ وہ سازشوں میں مصروف تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک بہترین سالار اعلیٰ کی طرح لشکر اسلام کو کئی گروہوں میں تقسیم کیا اور ہر گروہ کا سالار ایک بہترین جنگی صلاحیتوں کا حامل تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر بصرہ پر اپنے لشکر کو چڑھائی کا حکم دیا اور جزیہ کی ادائیگی پر ان سے صلح کی۔ اس دوران ایک اور لشکر نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں فلسطین پر حملہ کیا اور وہاں پر اس لشکر کا مقابلہ رومیوں سے ہوا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس لشکر کی مدد کے لئے پہنچے اور ایک گھمسان کی لڑائی کے بعد فتح لشکر اسلام کے حصہ میں آئی۔ اس وقت دمشق میں ایک اور لشکر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں لڑ رہا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس لشکر کی مدد کے لئے روانہ ہوئے اور انہوں نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے ہمراہ دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا اور یوں دمشق کی فتح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوئی۔

O......O......O

مسئلہ ختم نبوت پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حتمی فیصلہ

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ نے اپنے وصال کے وقت یہ بھی فرما دیا تھا کہ میرے بعد بے شمار نبوت کے جھوٹے دعویدار پیدا ہوں گے۔ ختم نبوت پر ایمان رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے اور کسی بھی مسلمان کا دین اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک وہ اس بات پر ایمان نہ لے آئے کہ حضور نبی کریم ﷺ آخری نبی اور رسول ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چونکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد دیگر انسانوں میں سب سے زیادہ فضیلت والے ہیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہ بھی ختم نبوت کے دل و جان سے قائل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو بے شمار جھوٹے نبی اپنی نبوت کا دعویٰ کرنے لگے اور آپ رضی اللہ عنہ نے نبوت کے ان جھوٹے دعویداروں کی سرکوبی کے لئے کئی ایک مہمات روانہ کیں۔

جیسا گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے حضور نبی کریم ﷺ کے وصال سے قبل اسود عنسی نامی ایک شخص نے بھی نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کا تعلق یمن

سے تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی سرکوبی کے لئے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو آپ رضی اللہ عنہ کو پہلی خوشخبری اس نبوت کے جھوٹے دعویدار کی جہنم واصل ہونے کی ملی۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ظاہری زندگی میں ابن صیاد نامی ایک شخص نے اپنے نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ ابن صیاد جادوگر تھا اور جادو میں مہارت رکھتا تھا جس کی وجہ سے وہ سادہ لوح لوگوں کو بے وقوف بناتا اور انہیں اپنے نبی ہونے کا یقین دلاتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ابن صیاد سے مکالمہ ہوا تھا تو وہ بھاگ گیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد نبوت کے اس جھوٹے دعویدار کا بھی خاتمہ کیا اور اس فتنے کو ختم کیا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے آخری ایام میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور اس کی نبوت کا اقرار بنی حنیفہ نے کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب اور بنی حنیفہ کی سرکوبی کے لئے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر روانہ کیا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو بھی روانہ کیا مگر حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے ان کے آنے سے قبل ہی مسیلمہ کذاب اور اس کے لشکر پر حملہ کر دیا اور جوابی حملے میں انہیں شدید نقصان اٹھانا پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر کو روانہ کیا جس نے نبوت کے اس جھوٹے دعویدار کو جہنم واصل کیا۔ مسیلمہ کذاب کی موت کے بعد اس کے لشکر کی کمر ٹوٹ گئی اور انہوں نے شکست تسلیم کر لی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو اس وقت

بنی تمیم کی ایک حسینہ سجاح بنت حارث نے بھی نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ یہ عورت عیسائی تھی اور بہت اچھی مقرر تھی۔ اس نے اپنی فصاحت و بلاغت کی بدولت بے شمار لوگوں کو اپنی جانب مائل کر لیا۔ اس عورت نے مسیلمہ کذاب سے شادی کی اور پھر جب مسیلمہ کذاب جہنم واصل ہوا تو سجاح بنت حارث کا انجام بھی انتہائی عبرتناک ہوا اور اس کے ماننے والوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور یہ میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان نبوت کے جھوٹے دعویداروں کا نہ صرف قلع قمع کیا بلکہ ان کے بڑھتے ہوئے فتنے سے امت مسلمہ کو بھی محفوظ و مامون فرما دیا اور آپ رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو یہ آپ رضی اللہ عنہ کے لئے ایک کڑا امتحان تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نبوت کے ان جھوٹے دعویداروں کو ان کے انجامِ بد تک پہنچاتے اور آپ رضی اللہ عنہ اپنی حکمت عملی اور ختم نبوت پر ایمان کی بناء پر نبوت کے ان جھوٹے دعویداروں کو نہ صرف ختم کیا بلکہ ان قبائل اور لوگوں کی بھی سرکوبی کی جو کسی بھی وجہ سے دین اسلام کی کسی بھی تعلیمات سے منحرف ہو گئے۔

O.....O.....O

اہم مواقع پر لوگوں سے خطاب کا فیصلہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے بے شمار فیوض و برکات حاصل ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک بلند پایہ خطیب اور عالم دین تھے۔ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کو فن خطابت سے نوازا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی طرزِ ادا نہایت بلیغ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اہم اور نازک مواقع پر جو خطبات دیئے ان سے بے شمار الجھے ہوئے مسائل حل ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کئی اہم مواقع پر خطبات دیئے ان میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت خطاب فرمانا:

حضور نبی کریم ﷺ کا جس وقت وصال ہوا اس وقت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر عجیب کیفیت طاری تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کا انکار کر دیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ غم سے نڈھال ہو گئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خاموش ہو کر رہ گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار میان سے نکال لی اور اعلان کیا اگر کسی نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا ہے تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا حضور نبی کریم ﷺ چالیس دن کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح قوم سے پوشیدہ ہوئے ہیں اور چالیس دن بعد واپس لوٹ آئیں گے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت بنی حارث بن خزرج کے ہاں تھے

آپ رضی اللہ عنہ کو جب حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ اس وقت تشریف لائے اور حضور نبی کریم ﷺ کو بوسہ دیا اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اب آپ دوبارہ موت کا مزہ نہیں چکھیں گے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان کی اور ذیل کا تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا۔

''میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ قرآن اسی طرح ہے جس طرح نازل ہوا اور دین وہی ہے جو اللہ عزوجل نے مقرر فرمایا۔ حق بات وہی ہے جو حضور نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی اور اللہ ہی حق ہے۔

اے لوگو! یاد رکھو جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو جان لے محمد ﷺ وصال فرما گئے ہیں اور جو محمد ﷺ کے رب کی عبادت کرتا تھا تو یاد رکھے وہ زندہ ہے اور اسے موت نہیں ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ط وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ط وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝

''اور محمد ﷺ تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی کئی رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ وصال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو تم الٹے

پاؤں پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر جائے گا تو اللہ کا کچھ نقصان
نہ کرے گا اور اللہ جلد ہی اجر دے گا شکر گزاروں کو۔''
اے لوگو! اللہ عزوجل نے اپنا فیصلہ سنا دیا اور اب تم اس فیصلے
میں کوئی رد و بدل نہیں کر سکتے۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے اس
پر اللہ عزوجل نے اپنے نبی کے لئے اس چیز کو فوقیت دی جو
اس کے پاس ہے۔ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب کو اپنے پاس
واپس بلا لیا پس جو شخص اللہ عزوجل کی کتاب اور حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو مضبوطی سے تھام لے گا وہی کامیاب ہوگا اور
جو ان کا انکار کرے گا وہ تفرقہ پھیلانے والا ہوگا۔
اے لوگو! عدل قائم کرو کہیں شیطان تمہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے وصال پر فتنہ نہ بنا دے اور تم دین حق سے باغی ہو جاؤ۔
شیطان کا مقابلہ ان ہتھیاروں سے کرو جن کے ذریعے وہ تمہیں
بے بس کرتا ہے اور اسے ہرگز موقع نہ دو وہ تم پر سوار ہو سکے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ کے بعد لوگوں کو یقین ہو گیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے ہیں۔

خلیفہ بننے کے بعد خطبہ ارشاد فرمانا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہونے کے بعد مسجد نبوی میں تشریف لائے اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کے بعد ذیل کا خطبہ ارشاد فرمایا۔

''اے لوگو! میں تم پر حاکم بنایا گیا ہوں حالانکہ میں تمہاری

جماعت میں سب سے بہتر نہیں اگر میں کوئی اچھا کام کروں تو
تم میری پیروی کرنا اور اگر سستی دکھاؤں تو تم مجھے سیدھا کرنا۔
سچ ایک امانت ہے اور جھوٹ اس میں خیانت ہے۔ تمہارا
ضعیف بھی میرے نزدیک قوی ہے یہاں تک کہ میں اسے
اس کا حق نہ دلوا دوں۔ تمہارا قوی میرے نزدیک ضعیف ہے
جب تک کہ میں اس سے حق نہ لے لوں۔ جو قوم جہاد فی سبیل
اللہ کو ترک کر دیتی ہے اللہ عزوجل اسے ذلیل و رسوا کر دیتا
ہے۔ جس قوم میں بدکاری فروغ پاتی ہے اللہ عزوجل اس قوم
کو غرق کر دیتا ہے۔ اگر میں اللہ عزوجل اور اس کے محبوب حضور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کروں تو تم میری اطاعت کرنا اور
اگر میں ان کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت واجب
نہیں ہے۔''

حضرت عبداللہ بن حکیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت عام ہو گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور آپ رضی اللہ عنہ منبر پر اس جگہ بیٹھا کرتے تھے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست سے نیچے تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اپنے نفس کا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ اللہ عزوجل تمہارا
محاسبہ کرے اور جو قوم جہاد فی سبیل اللہ کا راستہ چھوڑ دیتی ہے
اللہ عزوجل اس پر فقر مسلط کر دیتا ہے اور جس قوم میں بے حیائی
عام ہو جائے اللہ عزوجل انہیں مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے

اور جب تک میں اللہ عزوجل کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرنا اور جب میں اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت لازم نہیں اور میں اپنے خطاب کو ختم کرتے ہوئے تم سب کے لئے استغفار کرتا ہوں۔''

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر رسول اللہ ﷺ پر اس جگہ کھڑے ہوگئے جہاں حضور نبی کریم ﷺ کھڑے ہوتے تھے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''لوگو! میں ایک بوڑھا آدمی ہوں اس لئے تم مجھ سے زیادہ صحت منداور طاقتور آدمی کے سپرد یہ معاملہ کردو۔''

لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر کہا آپ رضی اللہ عنہ ہر قسم کے حالات میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے ہیں اس لئے اس معاملے کے آپ رضی اللہ عنہ زیادہ حق دار ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی بات سن کر فرمایا۔

''دیکھو اگر تمہارا اصرار ہے کہ میں اس امر کا زیادہ حق دار ہوں تو پھر میرے ساتھ تعاون کرنے میں بخل سے کام مت لینا اور یہ یاد رکھنا کہ میں بھی انسان ہوں اور میرے پیچھے بھی شیطان لگا ہوا ہے۔ اگر تم مجھے کبھی غصے کی حالت میں دیکھو تو اٹھ کر چلے جاؤ اور جب تک میں سیدھا رہوں میری اطاعت کرتے رہو اور جب میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو تم مجھے سیدھا کردو۔''

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے ایک ماہ بعد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا

تھا اور تمام لوگوں کو مسجد میں نماز کے لئے جمع کرنے کے لئے اعلان کیا گیا الصلوٰۃ الجامعۃ یعنی تمام لوگ مسجد میں جمع ہو کر نماز پڑھیں۔ پھر لوگ مسجد میں جمع ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔

''اما بعد! اے لوگو! میری خواہش یہ ہے کہ میری جگہ کوئی اور خلیفہ بن جائے اگر تم مجھ سے مطالبہ کرو کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق چلوں تو یہ میرے بس میں نہیں کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ معصوم تھے اور اللہ عزوجل نے انہیں شیطان سے مامون رکھا تھا اور ان پر وحی کا نزول ہوتا تھا اور مجھے ان میں سے کوئی بات بھی حاصل نہیں لہٰذا میں عین ان کے مطابق نہیں ہو سکتا۔''

خلافت پر اعتراض کرنے والوں سے خطاب:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو کچھ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اعتراض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ منصب خلافت کے اہل نہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے لوگو! اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ میں نے خلافت سے تم سے اس لئے لی ہے کہ مجھے اس میں رغبت ہے یا مجھے تم پر کچھ فوقیت حاصل ہے تو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے خلافت کو خلافت کی طرف رغبت کرتے ہوئے یا تم پر یا کسی مسلمان پر ترجیح حاصل کرنے کے لئے نہیں لی اور نہ مجھے کبھی بھی رات اور دن میں اس کا لالچ

پیدا ہوا اور نہ ہی میں نے چھپ کر اور نہ ہی اعلانیہ اللہ عزوجل سے اس کا سوال کیا اور بے شک میں نے ایک ایسی بڑی بات کا قلادہ اپنی گردن میں ڈال لیا جس کی مجھ میں طاقت نہیں ہاں اگر اللہ عزوجل نے میری مدد فرمائے۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ یہ کسی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو جائے اس شرط پر کہ وہ اس سے انصاف کرے۔ پس میں یہ خلافت تم پر واپس کرتا ہوں اور آج سے میں بھی تمہاری طرح ایک عام شخص ہوں۔''

منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی کے وقت خطاب:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک گروہ زکوٰۃ کا منکر ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کا ارادہ کیا تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کو منع کیا کہ موقع کی نزاکت ایسی ہے کہ اس وقت ہمیں کسی قسم کی مہم جوئی نہیں کرنی چاہیے۔ جس پر آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے ذیل کا خطبہ دیا۔

''اللہ کی قسم! جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک بکری کا بچہ بھی زکوٰۃ میں دیتا تھا اور اب اس کے دینے سے انکاری ہے تو میں اس کا مقابلہ کروں گا۔ اگر تم تعداد میں کم اور دشمن تعداد میں زیادہ بھی ہوا تو کیا شیطان تمہیں اس راستہ پر لے جائے گا کہ تم دین حق کا انکار کرو۔ اللہ کی قسم! دین حق تمام ادیان پر غالب ہے اور مشرکوں کو یہ بات سخت ناپسند ہے۔

اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ کا فرمان ہے کہ ہم حق کو باطل پر دے مارتے ہیں تو وہ اسے تباہ کر دیتا ہے اور پھر باطل مٹ جاتا ہے۔ کئی مرتبہ اللہ کے حکم سے ایک چھوٹا گروہ بڑے گروہ پر غالب آ گیا۔ اگر میں تنہا بھی رہ گیا تو اللہ کی خاطر جہاد کروں گا یہاں تک کہ میں مارا جاؤں یا میری بات مان لی جائے۔ اللہ گواہ ہے کہ اگر یہ لوگ زکوۃ کے مال میں سے ایک اونٹ کی نکیل دینے سے بھی انکار کریں گے تو میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔''

رومیوں کے خلاف جہاد پر ابھارنا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب رومیوں کے خلاف ملک شام لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا تو لوگوں کو جہاد کے لئے ابھارتے ہوئے اللہ عزوجل کی حمد وثنا بیان کی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کے بعد ذیل کا خطبہ دیا۔

''اما بعد! اے لوگو! یاد رکھو ہر کام کا ایک مقصد ہوتا ہے اور جو اس مقصد کو پالیتا ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے اور جو اللہ عزوجل کی رضا کے لئے کوئی کام کرتا ہے تو اس کے لئے اللہ عزوجل ہی کافی ہے۔ تم پر جدوجہد کرنا لازم ہے اور آدمی اپنی منزل کو استقامت سے ہی پا سکتا ہے۔

یاد رکھو کہ جس کا ایمان نہیں اس کا کوئی دین بھی نہیں اور جو اللہ عزوجل سے ثواب کی امید نہیں رکھتا اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہے اور جس کی نیت درست نہیں اس کا کوئی بھی عمل بارگاہِ

خداوندی میں مقبول نہیں ہے۔ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں جہاد فی سبیل اللہ کا اجر بیان کیا ہے جسے پڑھ کر ایک مسلمان کا دل کرتا ہے کہ وہ خود کو اس کام کے لئے وقف کر دے۔ جہاد فی سبیل اللہ وہ تجارت ہے جس کی نشاندہی اللہ نے خود کی ہے اور جو شخص جہاد فی سبیل اللہ کرتا ہے اللہ اسے ذلت و رسوائی سے محفوظ رکھتا ہے اور دنیا و آخرت میں اسے عزت و بزرگی عطا کرتا ہے۔"

ناراض ہونے والے انصار بھائیوں سے خطاب:

بحرین کی فتح کے بعد جب مالِ غنیمت آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس مال کو تمام لوگوں میں برابر تقسیم کر دیا۔ انصار اس موقع پر ناراض ہو گئے اور کہنے لگے کہ انہیں اس موقع پر ترجیح نہیں دی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انصار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"تمہارا مطالبہ جائز ہے لیکن اگر میں نے تمہیں مالِ غنیمت میں سے زیادہ حصہ دیا تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ تم نے دنیا کی خاطر یہ سب کیا ہے اور اگر تم کچھ صبر کرو گے تو تمہارا عمل اللہ کے لئے ہوگا۔"

انصار کہنے لگے کہ اللہ عزوجل جانتا ہے کہ ہم نے سب کچھ اللہ عزوجل کے لئے کیا اور پھر وہ اپنے مطالبے سے دستبردار ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انصار کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے گروہِ انصار! اگر تم کہو کہ تم نے ہمیں اپنے سائے میں

پناہ دی اور اپنے مال میں حصہ دار بنایا اور اپنی جانوں سے ہماری مدد کی تو تم صحیح کہتے ہو اور اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ تمہارا مقام و مرتبہ بے حد بلند ہے اور اس مقام تک پہنچنا ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔''

لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے ذیل کا خطبہ دیا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے ذیل کا خطبہ دیا۔

''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ پر بے شمار درود و سلام۔

اما بعد! تمہارے وہ خوبرو جوان کہاں گئے جنہیں اپنی جوانی پر ناز تھا؟ تمہارے وہ بادشاہ کہاں گئے جو بڑے بڑے محل تعمیر کرتے تھے؟ تمہارے وہ جنگجو کہاں گئے جو جنگ میں داد پاتے تھے؟

یاد رکھو وہ قبر کی تاریکیوں میں گم ہو گئے پس تم بھی اپنی نجات کی فکر کرو۔

اے لوگو! اللہ عزوجل سے حیاء کرو جس کے قبضے میں میری جان ہے اور میں قسم کھاتا ہوں جب میں رفع حاجت کے لئے جاتا ہوں تو اپنے رب سے حیاء کی وجہ سے خود کو زیادہ سے زیادہ کپڑے میں لپیٹتا ہوں۔

اے لوگو! اللہ عزوجل سے عافیت کی دعا مانگا کرو کیونکہ ایمان

کے بعد عافیت سے بڑی کوئی نعمت نہیں ہے اور کفر کے بعد شک سے بڑی کوئی دوسری بیماری نہیں ہے۔ ہمیشہ سچائی کا دامن تھامے رکھو وہ نیکی کی راہ پر لے جاتی ہے جس سے جنت ملتی ہے اور جھوٹ سے بچتے رہو کہ وہ فسق و فجور کی جانب لے جاتا ہے اور فسق و فجور سے صرف جہنم ملتی ہے۔''

دنیا کی بے رغبتی:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دنیا کی بے رغبتی کے متعلق بیان کرتے ہوئے ایک مرتبہ ذیل کا خطبہ دیا۔

''تمام تعریفیں اللہ عزوجل ہی کے لئے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے شمار درود و سلام۔

اما بعد! دنیا اور آخرت میں حکمران سب سے زیادہ بدنصیب ہوتے ہیں۔

اے لوگو! تم سطحی نگاہ سے دیکھتے ہو اور جلد بازی میں اپنے فیصلے کرتے ہو۔ کیا تم دیکھتے نہیں حکمرانوں کو وہ اپنے مال سے زیادہ دوسروں کے مال کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ ان کے دلوں پر ہر وقت خوف طاری رہتا ہے۔ ان کو حسد، کینہ اور بغض کی بیماری لگ جاتی ہے۔ وہ راحت سے محروم ہوتے ہیں اور عبرت حاصل نہیں کرتے۔ ان کو کبھی اطمینان اور سکون میسر نہیں ہوتا۔ وہ ایک دھوکے کی مانند ہوتے ہیں اور دیکھنے میں بظاہر بارعب نظر آتے ہیں لیکن اندر سے غمگین ہوتے ہیں۔

جب ان کی عمر ختم ہو جاتی ہے اور وہ دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں تو اللہ ان سے سختی سے پوچھتا ہے اور انہیں بہت کم معاف کیا جاتا ہے۔ بادشاہوں کے مقابلے میں غرباء زیادہ خوش نصیب ہوتے ہیں۔ بہترین حاکم وہی ہے جو اللہ عزوجل پر ایمان رکھے اس کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلے کرنے والا ہو۔ میرے بعد عنقریب وہ دور آنے والا ہے جب امت بکھر جائے گی اور ناحق خون بہایا جائے گا۔ پھر اہل حق کو اگر اقتدار ملا بھی تو اس کی مدت بہت کم ہوگی۔ لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ جب ایسے حالات پیدا ہوں تو مسجدوں کو نہ چھوڑنا اور قرآن مجید سے رہنمائی حاصل کرتے رہنا۔''

ایک اور موقع پر لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے ذیل کا خطبہ دیا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے ذیل کا خطبہ دیا۔

''تمام تعریفیں اللہ عزوجل ہی کے لئے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بے شمار درود وسلام۔

اما بعد! میں اللہ عزوجل ہی کی حمد بیان کرتا ہوں کہ حمد اسی کے لائق ہے اور میں اسی سے مدد کا طلبگار ہوں۔ میں اسی سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اسی سے ہدایت کا بھی طلبگار ہوں۔ بے شک اللہ عزوجل جسے چاہے ہدایت عطا فرمائے اور جسے

چاہے گمراہ کر دے اور جسے وہ گمراہ کرے اس کے لئے کوئی ہدایت نہیں ہے۔ میں گواہی دیتا ہے اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضور نبی کریم ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ بے شک اللہ کی حمد بڑی ہے اور وہ حی و قیوم ہے اور اس کے لئے موت نہیں۔ وہی زندگی عطا کرنے والا اور موت دینے والا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے رسوا کرتا ہے۔ اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا تاکہ آپ ﷺ اللہ کے دین کو تمام باطل ادیان پر غالب کر دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کو اس وقت تمام انسانوں کے لئے رحمت اور حجت بنا کر بھیجا گیا جب لوگ جاہلیت کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ان جاہلوں کے دین خرافات کا مجموعہ تھے اور اللہ عزوجل نے دین حق کے ذریعے حضور نبی کریم ﷺ کو بلند مرتبہ عطا فرمایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بنی نوع انسان کو مساوات کا درس دیا اور ان میں موجود ہر قسم کی تفریق کو مٹا دیا پس تم لوگ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو تاکہ فلاح پاؤ۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے حقیقت میں میری اطاعت کی۔

اے لوگو! میں تمہیں تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیتا ہوں اور ہر قسم کے حالات میں حق کا ساتھ دینے کی وصیت کرتا ہوں۔

جس میں سچائی نہیں اس میں کوئی خیر نہیں۔ فخر سے بچتے رہو اور اس کے لئے کیا فخر جو مٹی سے پیدا کیا گیا اور مٹی میں ہی ملنے والا ہے۔ جو آج زندہ ہے کل وہ مرے گا اور جب تم دنیا سے جانے لگو گے تو تمہارا نامہ اعمال نیک ہو۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے جس نے دنیا میں کوئی بھی بھلائی کی وہ روزِ محشر اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جو برے عمل کرے گا وہ چاہے گا کہ اس کے اور اس کے اعمال کے درمیان ایک خلیج حائل ہو جائے۔ تم سے پہلے جو گزر چکے ان کے حالات سے عبرت حاصل کرو۔ یاد رکھو کہ تم اپنے رب کے حضور جواب دہ ہو اور اس کی توفیق کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

اے اللہ! اپنے بندے اور رسول حضور نبی کریم ﷺ پر بے شمار رحمتیں نازل فرما، ہم ان پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ ہمیں قیامت کے دن ان کے ساتھ اٹھانا اور حوضِ کوثر سے سیراب فرمانا۔

اے اللہ! دشمن کے مقابلے میں ہماری رہنمائی، مدد اور حوصلہ افزائی فرما۔"

O......O......O

اہم مواقع پر مکتوبات لکھنے کا فیصلہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہم مواقع پر جو مکتوبات لکھے وہ پہلی مرتبہ ۱۹۵۷ء میں برہان میں پہلی مرتبہ شائع ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خطوط عربی میں تھے جن کا انگریزی، اردو اور دیگر زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کے کچھ مکتوبات بطورِ نمونہ پیش کیے جا رہے ہیں جو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے سپہ سالاروں اور دیگر مسلمانوں کے نام لکھے۔

یمن کے مسلمانوں کے نام مکتوب:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب ملک شام کو فتح کرنے کے لئے لشکر روانہ کیا تو یمن کے مسلمانوں کو ملک شام کے جہاد میں دعوت دیتے ہوئے ذیل کا مکتوب لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اہل یمن کے مومنین اور مسلمانوں کے نام!

جن کو میرا یہ مکتوب سنایا جائے ان سب کو السلام علیکم! میں اس معبود کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ واضح رہے کہ اللہ عزوجل نے مومنین پر جہاد لازم کیا

ہے اور ان کو حکم دیا ہے کہ وہ جہاد کے لئے نکلیں چاہے پیادہ ہوں یا سوار ہوں اور اس کا حکم ہے کہ جہاد کرو اپنے مال اور جان سے۔ اللہ عزوجل کی نظر میں جہاد کا بہت ثواب ہے میں یہاں کے مسلمانوں کو ملک شام میں موجود رومیوں کے خلاف جہاد کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ ملک عرب میں موجود مسلمانوں کو ہم نے جہاد کی دعوت دی تو انہوں نے اس دعوت کو قبول فرما لیا اور ہمارے ساتھ پیش قدمی کی۔ اللہ عزوجل آپ کے دین کی حفاظت کرے اور آپ کے دلوں کو ہدایت دے اور آپ کے اعمال کو برائیوں سے پاک فرمائے اور مجاہدین و صابرین کا اجر عطا فرمائے۔ والسلام علیکم۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بحرین خراج وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بحرین میں موجود تھے جب آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں ذیل کا مکتوب لکھا۔

''تمام تعریفیں اللہ عزوجل ہی کے لئے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے شمار درود وسلام۔

زکوٰۃ کی شرح جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں پر لگائی ہے اور جس کو لگانے کا حکم اللہ عزوجل نے دیا ہے۔ زکوٰۃ وصول کرنے والا اگر مقررہ حدود میں رہ کر مقررہ شرح کے مطابق زکوٰۃ وصول کرے تو صاحب نصاب اسے دے اور اگر وہ مقررہ

شرح سے زیادہ مانگے تو اسے ہرگز نہ دے اور ہر پانچ سے چوبیس اونٹوں پر یہ شرح ایک بکری ہے۔ ہر پچیس سے پینتیس اونٹوں پر یہ شرح دوسرے سال میں اونٹ کا بچہ ہے۔ اگر زکوٰۃ دینے والے کے پاس اونٹ کا بچہ نہ ہو تو تیسرے سال اونٹ کا بچہ ہے۔ ہر چھتیس سے پینتالیس اونٹوں پر یہ شرح تیسرے سال میں اونٹ کا مادہ بچہ ہے۔ ہر چھیالیس سے ساٹھ اونٹوں پر یہ شرح چوتھے سال والی جوان اونٹنی ہے۔ ہر اکسٹھ سے پچھتر اونٹوں پر یہ شرح پانچویں سال والی جوان اونٹنی ہے۔ ہر چالیس بکریوں پر ایک بکری بطورِ زکوٰۃ واجب ہے۔ زکوٰۃ میں بوڑھا یا عیب دار جانور نہ دیا جائے اور اگر چالیس بکریوں میں سے ایک بھی کم ہوگی تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ دو سو درہم یا پانچ اونس چاندی پر اڑھائی فیصد زکوٰۃ ہے اور اس سے کم پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔ اگر کوئی پھر بھی اپنی خوشی سے دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔"

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فجاءۃ کی غداری کی خبر ملنے پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ذیل کا مکتوب لکھا۔

"اگر اللہ عزوجل کے فضل سے تم بنو حنیفہ پر فتح حاصل کر لو تو یمامہ میں زیادہ دیر قیام نہ کرنا اور بنو سلیم کے علاقہ میں چلے جانا اور ان کی ایسی خبر لینا کہ وہ ہمیشہ اپنی بدکرداری کی اس سزا کو

یاد رکھیں۔ کسی عرب قبیلہ پر مجھے اتنا غصہ نہیں جتنا ان پر ہے
اور ان کا ایک سردار فجاءۃ میرے پاس آیا اور کہنے لگا میں مسلمان
ہوں میری جہاد میں مدد کریں میں نے اس کو اونٹ اور ہتھیار
دیئے مگر وہ راہزنی کرنے لگا۔ اللہ عزوجل کے فضل سے تم ان
پر غالب آؤ گے تو میں تم سے بالکل ناراض نہ ہوں گا اگر تم ان
لوگوں کو جلا دو گے اور بے دریغ قتل کرو گے تو انہیں عبرت
ملے گی اور پھر کبھی بغاوت اور غداری کی جرأت ہرگز نہ کرسکیں
گے۔"

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس مکتوب کے ملنے کے بعد بنوسلیم پر چڑھائی کر دی۔ اس وقت لشکر اسلام کی تعداد کم تھی مگر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں اس لشکر نے بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ دشمن کے پیر اکھڑے گئے اور اس کے بے شمار سپاہی قیدی مارے گئے اور کئی قیدی بنائے گئے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے نام ایک اور مکتوب:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یرموک میں لشکر اسلام کی مدد کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اپنے لشکر سمیت پہنچنے کا حکم دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ذیل کا مکتوب لکھا۔

"تم جاؤ اور لشکر اسلامی سے یرموک میں جا ملو رومیوں نے
ان کو غمزدہ کر رکھا ہے اور کوئی دوسرا دشمن انہیں غمزدہ نہیں کر
سکتا۔ اللہ عزوجل کے فضل سے تم دشمن کو اس طرح غمزدہ کر
سکتے ہو کہ کوئی دوسرا نہیں کرسکتا۔ کوئی مسلمانوں کے دلوں کی

کلی نہیں کھلا سکتا جس طرح تم کھلا سکتے ہو۔ اللہ عزوجل کے انعام کے ہمیشہ حقدار رہو اور جہاد کی لگن تمہارے اندر یونہی برقرار رہے۔ غرور تمہارے اندر کبھی داخل نہ ہونے پائے ورنہ تمہارا سارا کیا دھرا مٹی میں مل جائے گا اور اللہ عزوجل تمہاری مدد سے ہاتھ اٹھا لے گا۔ اپنے کسی کام پر فخر کا اظہار نہ کرو کیونکہ کامیابی کا دارومدار اللہ عزوجل کے لطف وکرم پر ہے۔ تمام اچھے اور برے عمل کی جزا اللہ عزوجل کے پاس ہے۔"

مرتدین کے نام مکتوب:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرتدین کے نام خط لکھتے ہوئے فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہر اس شخص کے نام جو اگرچہ خواص میں سے ہو یا عوام میں سے اور خواہ وہ اسلام پر قائم ہو یا مرتد ہو چکا ہو۔

سلامتی ہو ان لوگوں کے لئے جو ہدایت کی پیروی کریں اور ہدایت کے بعد گمراہی کی طرف نہ پلٹیں۔ اللہ عزوجل کی حمد وثنا جو وحدہ لاشریک ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے ہمارے پاس حق دے کر بھیجا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اللہ عزوجل کی وحدانیت کا درس دیں اور انہیں نیک کاموں کا اجر اور برائیوں

کے انجام سے ڈرائیں۔

جس نے حق کو قبول کر لیا اللہ عزوجل نے اسے ہدایت سے نوازا اور جس نے حق سے روگردانی کی اور رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے طوعاً و کرہاً اسلام قبول کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اللہ عزوجل کے امر کو نافذ کیا اور آپ ﷺ نے اپنی امت کی خیرخواہی کا بھرپور حق ادا کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ذمہ جو فرض تھا وہ انہوں نے بخوبی ادا کیا اور امت تک اللہ عزوجل کا پیغام پہنچایا۔

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو اور اس کی وحدت کی گواہی دیتے رہو۔ حضور نبی کریم ﷺ پر پختہ ایمان رکھو اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرو۔ اللہ عزوجل کے دین کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور جنہیں اللہ عزوجل نے ہدایت نہ دی وہ گمراہ ہوئے۔ جو لوگ گمراہ ہیں ان کا کوئی بھی عمل اللہ عزوجل کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوگا۔ مجھے معلوم ہوا بعض لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد شیطان کی چالوں میں آ کر مرتد ہو گئے ہیں حالانکہ اللہ عزوجل نے قرآنِ پاک میں متعدد مقامات پر اللہ عزوجل نے شیطان کے بارے میں خبردار کرتے ہوئے اسے ہمارا کھلا دشمن بتایا ہے اور شیطان ہمیں دوزخ کا ایندھن بنانا چاہتا ہے اس لئے ہمیں اس کی چالوں سے بچنا چاہئے اور اس کو اپنا دشمن سمجھنا چاہئے۔

میں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مہاجرین و انصار کے ایک لشکر کے ہمراہ تمہاری طرف روانہ کیا ہے اور اسے حکم دیا ہے کہ وہ پہلے تمہیں دین حق کی دعوت دے اور اللہ عزوجل کی جانب دوبارہ بلائے۔ اگر تم نے اس کی دعوت قبول کر لی اور اللہ عزوجل کے حضور سچے دل سے توبہ کر لی اور دین اسلام پر استقامت اختیار کی تو وہ تمہیں کچھ نہ کہیں گے اور اگر تم نے انکار کیا تو پھر وہ تمہارے خلاف جہاد کریں گے اور تمہیں قتل کر دیں گے۔ تم میں سے جو بھی ایمان لے آئے اس کے لئے امن ہے اور جو ایمان نہ لائے گا وہ ہمارے نزدیک واجب القتل ہے۔''

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے نام خط:

مدینہ منورہ سے مسلمان سالاروں کو مدد بھیجنے کی خبر سارے شام میں پھیل چکی تھی۔ شاہِ روم نے لشکر اسلام کے سالار حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو قاصد کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ ہمارے ایک بڑے شہر کی آبادی تمہاری کل فوج سے زیادہ ہے اس لئے تم ہم سے نہ ہی لڑو تو بہتر ہے۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواباً ذیل کا مکتوب لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

السلام وعلیکم! تمہارا خط ملا تم نے لکھا کہ دشمن کی فوجیں تم سے لڑنے کے لئے روانہ کر دی گئی ہیں جن کا زمین پر سمانا مشکل

ہے۔ اللہ عزوجل کی قسم! تمہاری وہاں موجودگی سے زمین ان دستوں پر تنگ کر دی گئی ہے اور بخدا مجھے امید ہے کہ عنقریب تم شاہِ روم کو اس جگہ سے باہر نکال دو گے۔ بڑے شہروں کا محاصرہ نہ کرنا جب تک کہ میں تمہیں اگلا حکم نہ دے دوں اور اگر دشمن تم سے لڑنے کے لئے آگے بڑھے تو تم بھی ان سے لڑنا اور اللہ عزوجل سے دعا کرتے رہنا انشاء اللہ تم غالب رہو گے۔ دشمن جتنی تعداد میں تمہارے مقابلے میں آئے گا میں اتنی ہی تعداد تمہاری مدد کے لئے بھیجوں گا اور تم اپنے آپ کو کمزور نہ سمجھنا۔ اللہ عزوجل تم کو فتح عطا فرمائے۔ عمرو (رضی اللہ عنہ) بن العاص کے ساتھ اچھا طرزِ عمل رکھنا میں نے اس کو سمجھا دیا کہ صحیح مشورہ دینے میں دریغ نہ کرے وہ تجربہ کار اور صائب الرائے آدمی ہے۔ والسلام علیکم۔"

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو لکھا گیا مکتوب:

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانب سے شام کے محاذ پر بھیجے جانے والے لشکروں میں سے ایک لشکر کے سالار تھے انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایک مکتوب لکھا جس میں شامی سرحدوں کی صورتحال سے آگاہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کا مشورہ طلب کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو جواب میں ذیل کا مکتوب لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہارا مکتوب ملا جس میں تم نے لکھا کہ شاہِ روم کے دل میں

لشکر اسلام کی ہیبت رومیوں پر طاری ہو چکی ہے اور شاہِ روم انطاکیہ فرار ہو گیا ہے۔ ہم جب تک اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کے سپاس گزار رہیں گے اللہ عزوجل مشرکین کے قلوب میں ہمارا رعب ڈالتا رہے گا اور ملائکہ کے ذریعے ہماری مدد کرتا رہے گا۔ جس دین کے پھیلاؤ اور نصرت کے لئے اللہ عزوجل نے ہمارا رعب و دبدبہ مشرکین پر قائم کیا اسی دین کی دعوت ہم آج بھی دے رہے ہیں۔ اللہ عزوجل کی قسم! اللہ عزوجل کبھی بھی مسلمانوں کا انجام مجرموں کی مانند نہیں کرے گا اور جو لوگ کہتے ہیں اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان کا انجام کبھی بھی ان جیسا نہیں ہو گا جو اللہ عزوجل کے سوا دوسروں کی عبادت کرتے ہیں اور انہوں نے اپنے کئی کئی معبود بنا لئے ہیں۔ جب تم شاہِ روم کی فوج کے مقابلہ میں اترو تو بلاخوف و خطر ان پر ٹوٹ پڑنا اور اللہ عزوجل تمہاری مدد فرمائے گا اور اسی رب کا فرمان ہے چھوٹا لشکر بڑے لشکر پر غلبہ پا لیتا ہے۔ میں تمہارے پاس پے در پے رسد بھیجتا رہوں گا تاکہ تمہیں کبھی اپنے لشکر کی کمی کا سامنا نہ ہو انشاء اللہ۔ والسلام علیکم۔"

○......○......○

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نصیحتیں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کئی نصیحتیں کیں جن میں ان کو نیک اعمال کی ترغیب دلائی اور لوگوں کی معاونت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ نصیحتیں کتب تواریخ کا حصہ ہیں۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کی چند اہم مواقع پر کی گئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نصیحتیں اختصار کے ساتھ بیان کی جا رہی ہیں تاکہ قارئین کے لئے ذوق کا باعث بنیں اور قارئین بھی ان نصیحتوں پر عمل پیرا ہو کر اپنی عاقبت سنواریں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

حضرت اغر بی مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرضِ وصال میں ارادہ فرمایا کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی بھیجا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

''عمر (رضی اللہ عنہ)! میں تم کو ایسے امر کی دعوت دیتا ہوں جو ہر اس آدمی کو تھکا دیتا ہے جو اس کو سنبھالے۔ عمر (رضی اللہ عنہ)! اللہ کی فرمانبرداری کرتے رہنا اور اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنا۔ اللہ

عزوجل کی اطاعت کرنا اور اللہ عزوجل کی اطاعت کرنے میں تقویٰ سے کام لینا۔ یاد رکھو کہ تقویٰ قابل حفاظت امر ہے اور میں تم کو خلافت پیش کرتا ہوں اور اس کو وہی آدمی اپنے ذمے لیتا ہے جو اس پر عمل کر سکے۔ پس جس نے حق بات کا حکم دیا اور خود باطل کام کیا اور بھلی بات کا حکم کیا اور خود منکرات پر عمل پیرا رہا۔ وہ دن دور نہیں کہ اس کی آرزو ختم ہو جائے اور اس کا عمل ضائع ہو جائے۔ پس اگر تم لوگوں کے امور کے لئے ان کے خلیفہ ہوئے ہو تو تم سے جہاں تک ہو سکے اپنے ہاتھوں کو لوگوں کے خون سے روکنا اور اپنے پیٹ کو ان کے مالوں سے خالی رکھنا اور اپنی زبان کو ان کی آبروریزی سے بچانا۔ اگر تم سے ایسا ہو سکے تو کر لینا اور اللہ عزوجل کے بغیر کسی کام پر قدرت حاصل نہیں ہوتی۔''

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

اما بعد! یہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی جانب سے وہ عہد ہے جو ایسے وقت میں دیا جب کہ اس کی دنیا کا زمانہ اختتام پذیر ہے اور وہ دنیا سے جا رہا ہے۔ اس کی آخرت کا دورِ اول شروع ہونے والا ہے اور دارِ آخرت میں قدم رکھ رہا ہے جہاں کافر بھی ایمان لے آئے گا اور گنہگار بھی متقی بن جائے گا اور جھوٹا شخص

بھی سچ بولے گا۔ میں اپنے بعد عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ اگر انہوں نے انصاف سے کام لیا اور میرا گمان بھی ان کے متعلق یہی ہے اور اگر انہوں نے ظلم کیا تو وہ جانیں۔ میں نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے اور غیب کا علم مجھے نہیں۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے جن لوگوں نے ظلم ڈھائے ان کو بہت جلد پتہ چل جائے گا کہ کس کروٹ پر وہ پلٹا کھائیں گے۔''

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے عمر (رضی اللہ عنہ)! بغض رکھنے والے سے تم نے بغض رکھا اور محبت کرنے والے سے تم نے محبت کی اور یہ پرانے زمانے سے چلتا آرہا ہے کہ بھلائی سے عداوت اور شرارت سے محبت کی جاتی ہے۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے خلافت کی کچھ حاجت نہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''عمر (رضی اللہ عنہ)! منصب خلافت کو تمہاری ضرورت ہے تم نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے اور تم ان کی صحبتوں میں رہے ہو اور تم نے دیکھا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے نفوس کو اپنے نفس پر ترجیح دی اور یہاں تک کہ ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

کے دیئے ہوئے ان عطیات میں سے ہیں جو آپ ﷺ نے ہم لوگوں کو عطا فرمائے اور بچا ہوا اپنے اہل کو ہدیہ دیا کرتے تھے اور تم نے مجھے دیکھا اور میرے ساتھ رہے۔ میں نے تو اسی ذاتِ گرامی کے نقش قدم کی پیروی کی جو مجھ سے پہلے تھے۔ اللہ عزوجل کی قسم! یہ باتیں میں سوتے میں نہیں کر رہا ہوں اور نہ ہی خواب دیکھ رہا ہوں اور میں کسی وہم کے طور پر یہ شہادت نہیں دے رہا اور بے شک میں ایک ایسے راستے پر ہوں جس میں کمی نہیں۔

اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تمہیں معلوم ہونا چاہئے بے شک اللہ عزوجل کے لئے کچھ حقوق ہیں رات میں جن کو وہ دن میں نہیں قبول فرماتا اور کچھ حقوق ہیں دن میں جن کو وہ رات میں قبول نہیں فرماتا اور بروزِ قیامت جس کسی کی بھی ترازوئے اعمال وزنی ہوگی اور ترازوئے اعمال کے لئے حق بھی یہی ہے کہ وہ وزنی اس وقت ہوگی جب اس میں حق کے سوا کچھ نہ ہوگا اور بروزِ قیامت جن لوگوں کے اعمال کا پلہ ہلکا ہوگا وہ وہی ہوں گے جنہوں نے باطل کی پیروی کی ہوگی اور میزانِ عمل کے لئے حق ہے کہ بجز باطل کے اور کسی چیز سے اس کا پلہ ہلکا نہ ہو۔

اے عمر (رضی اللہ عنہ)! بے شک سب سے پہلی وہ چیز جس سے میں تمہیں ڈراتا ہوں وہ تمہارا نفس ہے اور میں تم کو لوگوں سے بھی پرہیزگاری کا حکم دیتا ہوں۔ لوگوں کی نظریں بہت بلند

وبالا دیکھنے لگی ہیں اور ان کی خواہشات کا مشکیزہ پھونکوں سے
بھر گیا ہے اور لوگوں کے لئے لغزش سے خیریت ہو جائے گی
تم لوگوں کو لغزشات میں پڑنے سے بچاؤ گے اس لئے لوگوں
کو ہمیشہ تمہاری جانب سے خوف رہے گا اور تم سے ڈرتے
رہیں گے جب تک کہ تم اللہ عزوجل سے ڈرتے رہو گے اور
یہ میری وصیت ہے اور میں تمہیں سلام کرتا ہوں۔''

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا۔

''اے عمر (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنا اور تمہیں معلوم
ہے کہ اللہ کے لئے جو اعمال دن میں کرنے کے ہیں وہ رات
میں قبول نہیں ہوتے اور جو اعمال رات میں کرنے کے ہیں وہ
دن میں قبول نہیں ہوتا اور بے شک نوافل اس وقت تک قبول
نہیں ہوتے جب تک کہ فرائض ادا نہ کئے جائیں اور جس کسی
کے اعمال کا پلہ بروزِ قیامت وزنی ہو گا وہ دنیا میں حق کی
پیروی کرنے والا ہو گا اور ترازوئے اعمال کے لئے جس میں
کل حق رکھا جائے گا یہ حق ہے کہ وہ وزنی ہو اور بروزِ قیامت
جن لوگوں کے اعمال کا پلہ ہلکا ہو گا وہ ان کے دنیا میں باطل
اعمال کی وجہ سے ہو گا۔

اے عمر (رضی اللہ عنہ)! بے شک اللہ عزوجل نے اہل جنت کا تذکرہ

فرمایا ہے اور ان کا تذکرہ ان کے اچھے اعمال کی وجہ سے ہے۔
جب میں اہل جنت کو یاد کرتا ہوں تو میں کہتا ہوں مجھے خطرہ
ہے کہ میں ان سے نہ مل سکوں گا اور اللہ عزوجل نے اہل
دوزخ کا بھی تذکرہ فرمایا ہے اور ان کا تذکرہ ان کی بداعمالیوں
کی وجہ سے ہے اور جب میں اہل دوزخ کو یاد کرتا ہوں تو کہتا
ہوں کہ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں میں ان کے ساتھ نہ ہوں۔ اگر
تم نے میری اس نصیحت کی حفاظت کی تو کوئی چیز تمہیں موت
سے زیادہ محبوب نہ ہوگی اور موت آنے والی ہے اور تم کسی بھی
طرح موت سے عاجز نہیں ہو۔"

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے خرید کر آزاد فرمایا اور اب آپ رضی اللہ عنہ ہی مجھے اجازت دیجئے کہ میں اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کروں کیونکہ مجھے اب مدینہ منورہ میں قیام سے زیادہ جہاد محبوب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"اے بلال (رضی اللہ عنہ)! اللہ گواہ ہے کہ میں نے تمہیں صرف اللہ
کے لئے آزاد کیا اور مجھے تم سے کوئی بدلہ یا شکریہ درکار نہیں۔
اللہ عزوجل کی زمین وسیع ہے تم جہاں جانا چاہو جا سکتے ہو۔"

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے لگتا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے میری بات کا برا منایا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"بلال (رضی اللہ عنہ)! اللہ کی قسم! میں نے برا نہیں منایا بلکہ میری

خواہش ہے تم اپنی خواہش کو میری خواہش پر قربان کر دو کیونکہ
میں تمہاری جدائی کا تصور بھی نہیں کر سکتا ہے حالانکہ ایک دن
یہ ہونا ہی ہے اور جدائی کی وہ گھڑی عنقریب آنے والی ہے
اور ہماری ملاقات پھر روزِ حشر ہو گی اور اگر تم جہاد پر جانا چاہتے
ہو تو میں تمہیں نہیں روکوں گا۔

بلال (رضی اللہ عنہ)! میں تمہیں بھلائی کے کاموں کی نصیحت کرتا ہوں
وہ کام جو تمہیں اللہ عزوجل کی یاد دلاتے رہیں اور جب تم اس
دنیا سے رخصت ہو تو تمہیں ان کا بہترین اجر ملے۔''

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ملک شام کی طرف لشکر اسلام کو بھیجنا کا ارادہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ابلہ سے ہوتے ہوئے فلسطین پہنچیں۔ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا لشکر مدینہ منورہ سے روانہ ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ اس لشکر کے ہمراہ مدینہ منورہ کی سرحد تک گئے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

اے عمرو (رضی اللہ عنہ)! اپنی خلوت و جلوت میں اللہ عزوجل سے
ڈرتے رہنا اور اس سے حیاء کرنا کیونکہ وہ تمہارے نیک اور بد
تمام اعمال کو جانتا ہے اور تم نے دیکھ لیا ہے کہ جو حضرات تم
سے آگے نیک اعمال کر کے گئے ان کا اللہ عزوجل کے ہاں کیا
مقام ہے؟ تم بھی آخرت کے لئے عمل کرنے والے بن جاؤ

اور تمہارا مقصد صرف رضائے الٰہی ہو اور تم لوگوں کے چھپے ہوئے بھید ہرگز جاننے کی کوشش نہ کرنا۔ دشمن سے جب بھی مقابلہ کرنا سچائی کے ساتھ کرنا اور دورانِ جنگ بزدلی نہ دکھانا۔ میں تمہیں امانت میں خیانت نہ کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اگر تم اپنی اصلاح کرو گے تو تمہاری رعایا خودبخود تمہارے لئے بھلی ہو جائے گی۔"

ابن عساکر کی روایت ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو شام کے محاذ پر خط لکھا اور انہیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو خط بھیجا ہے اور وہ عنقریب تمہارے پاس پہنچ جائیں گے جب وہ تمہارے پاس پہنچیں تو ان سے حسن سلوک سے پیش آنا اور ان سے مشورہ کرنا اور ان کی مخالفت نہ کرنا۔ میں نے تمہیں اس کام کا عامل بنایا ہے کہ جن لوگوں پر تمہارا گزر ہو یعنی مسلمان قبائل تو انہیں جہاد فی سبیل اللہ کی دعوت دو پس جو ان میں سے تمہارے ساتھ ہو اس کے لئے سواری کا انتظام کرو اور لشکر میں اتفاق و اتحاد برقرار رکھو۔"

حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا تو ان کے بارے میں حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو یوں وصیت فرمائی۔

''خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور جو کچھ ان کا حق تمہارے اوپر ہے اس کا لحاظ رکھنا جیسا کہ تمہیں اس زمانہ میں یہ بات پسند تھی کہ یہ والی ہو کر تمہارے سامنے آتے اور جو تمہارا حق ان کے اوپر ہے اسے پہچانتے۔ تم نے ان کا مرتبہ اسلام میں جان رکھا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے والی تھے اور میں نے بھی انہیں والی بنا رکھا تھا۔ اب میں نے مناسب خیال کیا کہ انہیں معزول کر دوں اور قریب ہے کہ ان کے لئے معزولی ان کے دین کے بارے میں بہتر ثابت ہو اور مجھے کسی کی امارت سے حسد نہیں اور میں نے لشکروں کی امارت کے بارے میں خالد رضی اللہ عنہ کو اختیار دیا تھا کہ جس کو چاہیں منتخب کر لیں اور انہوں نے تمہارے غیر کو چھوڑ کر تمہارا چناؤ کیا اور اپنے چچیرے بھائی کے مقابلے میں تم کو ترجیح دی۔ جب تمہیں کوئی امر درپیش ہو جس کے لئے تمہیں کسی کی نصیحت کی ضرورت ہو تو تم حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہم کے پاس نصیحت اور بھلائی پاؤ گے۔''

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے ملک شام کی جانب روانہ کیا تو فرمایا۔

''اے یزید (رضی اللہ عنہ)! تمہاری رشتہ داریاں بہت ہیں اور ممکن

ہے کہ تم ان رشتہ داریوں کو امارت میں ترجیح دو اور اس کا مجھے تمہاری جانب سے بڑا خطرہ ہے۔ بے شک حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو مسلمانوں کے امور میں سے کسی امر کا والی ہو اور وہ مسلمانوں پر کسی کو ناحق تخصیص کی بناء پر امیر بنا دے ایسے امیر بنانے والے پر اللہ کی لعنت؛ اللہ پاک بے ایسے امیر بنانے والے کسی خرچہ اور کسی کوشش کو قبول نہیں کرے گا یہاں تک کہ اسے جہنم میں داخل کر دے گا اور جس نے اپنے بھائی کے مال میں سے کسی کی کچھ مدد کی اس پر اللہ عزوجل کی لعنت ہوگی۔ لوگوں کو اس بات کی دعوت دو کہ وہ اللہ عزوجل پر ایمان لائیں۔''

حضرت حارث بن فضیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو شام کا والی بنانے کے بعد فرمایا۔

''اے یزید (رضی اللہ عنہ)! تم جوان ہو تمہارا تذکرہ ان بھلائیوں کے ساتھ کیا جاتا ہے جو تم سے دیکھی گئیں اور میں نے یہ اتنی بات جو تم سے تنہائی میں بلا کر کی ایک کام کے لئے کی ہے۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں تم سے ایک کام لوں اور میں تم کو تمہارے گھر سے باہر نکالوں تا کہ مجھے پتہ چلے کہ تم اور تمہاری امارت کیسی رہتی ہے؟ اور میں تمہیں بتائے دیتا ہوں اگر تم نے حسن و خوبی سے فرائض انجام دیئے تو میں تمہارے منصب میں ترقی کروں گا اور اگر تم نے اپنے فرائض صحیح طریقے سے

انجام نہ دیئے تو میں تمہیں معزول کر دوں گا اور میں نے تمہیں حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے عمل کا والی بنایا ہے۔ میں تمہیں ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔ تمہیں معلوم ہے کہ ان کا اسلام میں کیا مرتبہ ہے۔ میں تمہیں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کی عزت وتوقیر میں کوئی کمی نہ آئے اور تم کوئی بات حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہم کے مشورہ کے بغیر نہ کرنا۔''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھلائی کی وصیت:

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مرض الموت میں گرفتار ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے آپ رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بہت مغموم تھیں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے نصیحت کرنے کی درخواست کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''بیٹی! وہ وقت آ گیا ہے جب تمام پردے ہٹا دیئے جاتے ہیں اور میں اپنا انجام دیکھ رہا ہوں۔ اب اگر مجھے کوئی خوشی ہے تو وہ دائمی خوشی ہے اور اگر کوئی پریشانی ہے تو وہ بھی دائمی پریشانی ہے۔ میں نے خلافت کا بوجھ اس وقت اٹھایا جب حالات ناسازگار تھے اور اگر میں اس وقت یہ ذمہ داری قبول نہ کرتا تو امت کا شیرازہ بکھر جاتا۔

بیٹی! میرا اللہ گواہ ہے کہ میں نے اسی وجہ سے یہ بوجھ اٹھایا کہ

اس کے بعد میرے اندر غرور پیدا نہ ہو اور نہ ہی میں نے کبھی
اپنے اس عہدے پر فخر کیا۔ میں نے کبھی بیت المال سے اپنی
ضرورت سے زیادہ مال حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی اور
بس اتنا ہی لیا جتنی مجھے حاجت تھی۔ جب میرا وصال ہو
جائے تو میری یہ چکی اور غلام' میری چادر اور میرا بستر یہ سب
بیت المال میں واپس کر دینا۔''

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ سے نصیحت کی درخواست کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''سلمان (رضی اللہ عنہ)! تقویٰ اختیار کئے رکھنا اور دیکھو فتوحات کا
زمانہ آنے والا ہے تم مالِ غنیمت میں سے اتنا ہی لینا جتنی
تمہیں حاجت ہو۔ یہ بات یاد رکھو کہ جو شخص پانچوں وقت کی
نمازیں ادا کرتا ہے وہ اللہ کی پناہ میں آ جاتا ہے اور وہ اللہ
عزوجل کے غضب سے دور ہو جاتا ہے اور جو اللہ عزوجل کے
غضب کا شکار ہوگا وہ منہ کے بل آگ میں جھونکا جائے گا۔''

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کو عمان بھیجتے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

''اللہ عزوجل کے بھروسے پر سفر کرنا، امن چاہنے والوں سے لڑائی نہ کرنا، کسی مسلمان کا حق نہ مارنا، جو بات کہو حق کہو اور حق بات پر عمل کرنا، کسی کے ڈرانے سے خوفزدہ نہ ہونا، اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنا اور دشمن سے جب بھی مقابلہ ہو تو استقامت سے لڑنا یہاں تک کہ تم شہید ہو جاؤ۔''

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

''اگر تم چاہو بھی تو اپنی عظمت کے اقرار سے نہیں بھاگ سکتے لیکن اگر تم موت کی خواہش رکھو گے تو زندگی تم پر نچھاور ہوتی رہے گی۔''

حضرت رافع الطائی رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

حضرت رافع الطائی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک جنگ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شریک تھا میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے درخواست کی مجھے کچھ نصیحت کریں اور وہ نصیحت اتنی طویل نہ ہو کہ میں بھول جاؤں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔

''اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے اور تمہیں برکت دے تم فرض نمازیں وقت پر ادا کیا کرو اور اپنے مال کی زکوۃ بخوشی ادا کیا کرو اور رمضان کے روزے رکھا کرو اور حج کرو اور کبھی امیر

نہ بننا۔"

حضرت رافع الطائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا آج کل تو لوگوں کے امیر آپ رضی اللہ عنہ جیسے بہترین لوگ ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"امارت کی ذمہ داری آج کل کم اور آسان ہے مگر آئندہ یہ بڑھ جائے گی اور پھر لوگوں کے حکمران نااہل لوگ ہوں گے اور ان کا حساب طویل اور ان کے لئے عذاب سخت ہوگا اور جو لوگ حکمران نہیں بنیں گے ان کا حساب آسان ہوگا اور ان کی سزا نرم ہوگی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حکمران لوگوں پر ظلم کریں گے اور جو کسی مسلمان پر ظلم کرے گا اللہ عزوجل کا غضب اس پر نازل ہوگا اور مسلمان اللہ عزوجل کے پڑوسی اور اس کی پناہ میں رہنے والے لوگ ہیں اور کیا تم دیکھتے نہیں اگر تمہارے کسی پڑوسی کی بکری یا اونٹ کو کچھ نقصان پہنچ جائے تو تم رات بھر کہتے ہو ہائے میرے پڑوسی کی بکری یا اونٹ اور پھر تم خود سوچ لو کہ اللہ عزوجل اپنے پڑوسیوں کے معاملہ میں غضبناک کیونکر نہ ہوگا؟

حضرت رافع الطائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ منصب کیوں قبول کیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت کا ذکر کیا اور فرمایا اس وقت حالات کچھ ایسے تھے کہ اگر میں یہ ذمہ داری قبول نہ کرتا تو پھر فتنہ کا اندیشہ تھا اور ارتداد کی وباء عام ہو جاتی۔

حضرت قیس بن مکشوح رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو حضرت قیس بن مکشوح رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ عرب کے شہسواروں میں سے ایک شہسوار تمہارے ساتھ ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ وہ جہاد کا بہت ارادہ رکھتا ہے مگر جنگ کے بارے میں اس کا تجربہ اور اس کا مشورہ مسلمانوں کے لئے بہت اہم ہے اور تم اس سے عمدہ سلوک روا رکھنا اور اس کی رائے کو اہمیت دینا اور وہ بھی تمہیں خیر خواہی کے ساتھ مشورہ دے گا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت قیس بن مکشوح رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا۔

''میں تمہیں اس امت کے امین ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج رہا ہوں وہ حلیم الطبع ہیں اور اگر کوئی ان کے ساتھ زیادتی کرے تو وہ غصے کو ضبط کرنے والے ہیں اور اگر کوئی برا سلوک کرے تو وہ اسے معاف کر دیتے ہیں اور اگر کوئی ان سے قطع تعلقی کرے تو وہ تعلق جوڑتے ہیں اور وہ مومنین کے لئے رحمدل اور کفار کے لئے سخت دل ہیں اور وہ تمہیں بھلائی کا حکم دیں گے اور تم ان کے حکم اور ان کی رائے کی مخالفت نہ کرنا اور میں نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ تمہارے مشورہ کو اہمیت دیں اور تم بھی ان سے بھلائی کی بات کرنا اور تم صاحب الرائے اور تجربہ کار ہو اور اس کام میں تمہارے لئے بڑا اجر ہے۔''

O....O....O

ساتواں باب:

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

فضائل ومناقب، سیرتِ مبارکہ کے درخشاں پہلو،

اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے حسن سلوک،

کشف وکرامات کا بیان

وہ پاک نفس و پارسا تھا دین حق سے قبل بھی
بتوں کو کب وہ پوجتا تھا دین حق سے قبل بھی
کہ ہر برائی سے بچا تھا دین حق سے قبل بھی
ہری تھی شاخ پہلے ہی نہ آتے اس پہ کیوں ثمر

فضائل ومناقب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زہد وتقویٰ اور بلند مراتب کے بارے میں بے شمار قرآنی آیات واحادیث موجود ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ بابرکات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بہترین نمونہ تھی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام زندگی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں بسر کی۔

امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ) بوجہ کثرت صلوٰۃ وصیام تم سے افضل نہیں بلکہ اس طبعی محبت کی وجہ سے افضل ہیں جو ان کے قلب مبارک میں میرے لئے ہے۔''

سورۂ توبہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

''اگر تم نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد نہ کرو تو کیا ہو جائے گا اس کا حامی اللہ ہے وہ پہلے بھی اس کی مدد کر چکا ہے جب کفار نے اسے گھر سے نکال دیا تھا غار میں وہ دو میں سے ایک تھا اور اپنے

ساتھی سے کہہ رہا تھا غم مت کرو یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“

اللہ عزوجل کے اس ارشاد میں واضح طور پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ذکر ہے کیونکہ یارِ غار وہی تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کے سفر میں رفیق وہی تھے۔

سورۃ اللیل میں اللہ عزوجل نے ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا۔

”اس پر کسی کا احسان نہ تھا کہ بدلہ چکایا جا رہا ہو یہ فعل تو بس اللہ عزوجل کی خوشنودی کے لئے ہے اور وہ (اللہ) عنقریب راضی ہو جائے گا۔“

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے آیت بالا کے شانِ نزول کے بارے میں فرمایا جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کیا تو مشرکین نے کہا کہ ضرور بلال (رضی اللہ عنہ) کا کوئی احسان ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر ہوگا جس کا بدلہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے بلال (رضی اللہ عنہ) کو آزاد کر کے چکایا ہے۔ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی احسان کے اور خاص اللہ عزوجل کی خوشنودی کے لئے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد فرمایا تھا۔

اللہ عزوجل نے سورۃ توبہ میں ارشاد فرمایا۔

”اللہ نے اس پر طمانیت نازل فرمائی۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت بالا کے شانِ نزول کے بارے میں فرمایا اللہ عزوجل کی جانب سے جو طمانیت نازل فرمائی گئی وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے تھی کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ عزوجل کی طمانیت

ہمیشہ سے تھی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''میری امت میں ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہم) سے زیادہ افضل، متقی، پرہیزگار اور عدل وانصاف والا کوئی شخص نہیں ہے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جہاں سے میری امت جنت میں داخل ہوگی۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ نے یہ بیان فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے فرمایا۔

''کاش میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوتا اور وہ دروازہ دیکھتا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر فرمایا۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! میری امت میں سب سے پہلے تم جنت میں جاؤ گے۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو اسلام جاتا رہتا۔''

مسند احمد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی گئی ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''جنت کے پرندے......؟''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا جنت کے پرندے نرم و نازک ہوں گے؟''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''بلاشبہ وہ کھانے اور ذائقے میں اس سے بھی نرم ہوں گے اور مجھے قوی امید ہے کہ ان کو کھانے والوں میں تم بھی شامل ہو گے۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کیا میں تمہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا بتایئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

سب سے افضل ہیں۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جو شخص اللہ عزوجل کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے اسے جنت کے دروازوں سے آواز دی جاتی ہے۔ جو شخص نمازی ہوتا ہے اسے نماز والے دروازے سے پکارا جاتا ہے۔ جو مجاہد ہوتا ہے اسے جہاد والے دروازے سے پکارا جاتا ہے۔ جو روزہ دار ہوتا ہے اسے باب صیام سے پکارا جاتا ہے۔ جو صدقات و خیرات کرتا ہے اسے باب الصدقات سے پکارا جاتا ہے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جسے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا؟"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! مجھے یقین ہے وہ تم ہو جسے تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔"

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے دوران حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے بلایا حالانکہ اس وقت میں
بالکل تندرست تھا اور وہاں موجود تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
اس فیصلے سے ہم تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھ گئے کہ حضور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر
کیا ہے۔''

مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میں منقول ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد کسے امیر بنایا جائے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو۔ تم اسے دنیا میں امین اور زاہد اور آخرت کی
جانب رغبت کرنے والا پاؤ گے۔''

حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ چند لوگوں نے
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ انصاف پسند اور حق
بات کہنے والے اور منافقین کے لئے سب سے زیادہ سخت ہیں ہم نے حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کو آپ رضی اللہ عنہ کی طرح نہیں دیکھا۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ
جو کہ اس محفل میں موجود تھے ان لوگوں کی یہ بات سن کر کھڑے ہوئے اور فرمایا۔

''تم لوگ جھوٹ بولتے ہو بلاشبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ،
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح جانشین اور اس امت کے بہترین
شخص تھے۔''

حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب
حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کا کلام سنا تو فرمایا۔

''بلاشبہ یہ درست ہے اور اللہ عزوجل کی قسم! حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ مہکدار تھے۔''

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ دوسرے انسانوں میں سب سے
بہترین ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کچھ مہاجرین و انصار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کے دروازے پر کھڑے ایک دوسرے کے فضائل کا ذکر کر رہے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آوازیں سن کر باہر آئے اور پوچھا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم فضائل کا ذکر کر رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''تو پھر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر کسی کو ترجیح نہ دینا کیونکہ دنیا و آخرت
میں وہ تم سے بہترین ہیں۔''

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

''اے ابوالدرداء (رضی اللہ عنہ)! تم اس شخص کے آگے چل رہے ہو
جو دنیا و آخرت میں تم سے بہتر ہے انبیاء علیہم السلام کو چھوڑ کر ابوبکر
(رضی اللہ عنہ) سے بہتر کسی آدمی پر سورج طلوع ہوا ہے نہ غروب۔''

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''میں نے خواب میں دیکھا دودھ، جلد اور گوشت کے درمیان
میری رگوں میں جاری ہے پھر اس میں سے کچھ دودھ بچ گیا
جو میں نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو دے دیا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ علم ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل
نے عطا کیا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیر ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
باقی بچا ہوا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دے دیا؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات سن کر فرمایا۔

''تم نے درست کہا۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''ایک مرد جنت میں داخل ہوگا اور جتنے بھی بالا خانے اور گھروں
میں رہنے والے ہیں اسے مرحبا مرحبا کہہ کر خوش آمدید کہیں
گے اور اسے اپنی طرف بلائیں گے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس روز اس شخص پر کچھ نقصان نہ ہوگا؟''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''ہاں! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) وہ تم ہو گے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم

ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ) غار میں بھی میرے ساتھی تھے اور حوضِ کوثر پر بھی میرے ساتھی ہوں گے۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''میری امت میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے بڑھ کر کوئی رحم دل نہیں ہے۔''

حضرت جیش بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''ابوبکر، عمر، عثمان و عائشہ رضی اللہ عنہم اللہ عزوجل کی آل ہیں اور علی، حسن، حسین و فاطمہ رضی اللہ عنہم میری آل ہیں۔ عنقریب روزِ محشر اللہ عزوجل میری اور اپنی آل کو جنت کے باغات میں سے ایک باغ پر جمع فرمائے گا۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''بے شک اللہ عزوجل نے مجھے اپنے نور سے پیدا فرمایا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو میرے نور سے پیدا فرمایا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نور سے پیدا فرمایا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نور سے کل کائنات کے مومنین پیدا فرمائے۔''

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم

ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"بیشک اللہ عزوجل آسمان پر اس چیز کو ناپسندیدہ سمجھتا ہے کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کوئی خطا کریں۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"پہلے آسمان پر اسی ہزار فرشتے ہیں جو اس شخص کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں جو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتا ہے اور دوسرے آسمان پر اسی ہزار فرشتے ایسے ہیں جو اس شخص پر لعنت بھیجتے ہیں جو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتا ہے۔"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"عنقریب روزِ حشر ہر شخص کے اعمال کا حساب لیا جائے گا سوائے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے۔"

حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف فرما تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم اکٹھے حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دونوں کو دیکھتے ہوئے فرمایا۔

"یہ دونوں اہل جنت کے بوڑھوں اور جوانوں کے سردار ہیں ماسوائے انبیاء علیہم السلام کے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ

نے فرمایا۔

''میں معراج کی رات فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی گزرا میں نے فرشتوں کے پاس اپنے نام کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام کو لکھا دیکھا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''ان قوموں کا کیا ہوگا جنہوں نے میرے عہد کو چھوڑ دیا اور میری ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں وصیت کو ضائع کر دیا حالانکہ وہ میرے نائب اور میرے غار کے ساتھی ہیں۔ اللہ عزوجل ایسی قوم کو میری شفاعت نصیب نہیں فرمائے گا۔''

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں کچھ لوگ خفیہ طور پر مقرر کر رکھے تھے جو لوگوں میں گھومتے اور آپ رضی اللہ عنہ کو اطلاع پہنچاتے۔ ایک مرتبہ ان لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ ان کی بات سن کر جلال میں آ گئے اور ان لوگوں کو بلا بھیجا۔ جب وہ لوگ حاضر ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے شریر لوگو! تم مسلمانوں میں فساد پھیلانا چاہتے ہو اور میرے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان تفریق پیدا کرتے ہو۔ جان لو اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضہ میں عمر (رضی اللہ عنہ) کی جان ہے! میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں

کہ میرے لئے جنت میں وہ مقام ہوتا جہاں سے میں حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھتا کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان
ہے میری امت میں سب سے بہتر شخص ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہے۔''

حضرت ام موسیٰ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ابن سبا ان کو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم پر فوقیت دیتا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا آپ رضی اللہ عنہ اس کو قتل کیوں کرنا چاہتے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اس کو قتل کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ ایک ایسی بات کہتا ہے
جس سے امت میں فساد کا خطرہ ہے اور حضرت ابوبکر صدیق
اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم مجھ سے بہتر ہیں۔''

حضرت ام موسیٰ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابن سبا کو شہر بدر کر دیا۔

حضرت زیاد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ امت محمدیہ ﷺ میں حضور نبی کریم ﷺ کے صحیح جانشین اور سب سے بہتر ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو کوڑے سے مارنا شروع کر دیا اور فرمایا۔

''تو جھوٹ کہتا ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ سے اور میرے
باپ سے، تجھ سے اور تیرے باپ سے زیادہ بہتر ہیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک بار قبیلہ عبدالقیس کا ایک وفد حاضر ہوا۔ اس وفد کے امیر نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ پورے القابات و

احترامات کو ملحوظ رکھ کر بات چیت کی۔ اس امیر کی گفتگو اور الفاظ کے استعمال سے حاضرین محفل بہت متاثر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تم نے ان کی بات کا جواب دو۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انتہائی متانت اور ذہانت کے ساتھ ان کی باتوں کا جواب دیا اور حضور نبی کریم ﷺ بے حد خوش ہوئے اور فرمایا۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل تم پر اپنی رحمت فرمائے اور تمہیں رضوانِ اکبر عطا فرمائے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ سے رضوانِ اکبر کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

''روزِ حشر اللہ عزوجل تمام مسلمانوں پر عام تجلی فرمائے گا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے خاص تجلی فرمائے گا اور وہ تجلی رضوانِ اکبر ہے۔''

حضرت ابوزناد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا مہاجرین اور انصار کو کیا ہوا جو انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ پر فوقیت دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اگر تو قریشی ہے تو اللہ سے معافی مانگ اور اگر مومن اللہ کی پناہ میں نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مجھ پر چار باتوں کی وجہ سے فوقیت حاصل تھی۔ اوّل

وہ امام بننے میں مجھ پر سبقت لے گئے، دوم ہجرت کے وقت
یارِ غار بنائے گئے، سوم اسلام کی اشاعت انہی کی وجہ سے ہوئی
اور چہارم اللہ عزوجل نے سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے تمام انسانوں کی مذمت فرمائی ہے۔"

حضرت سوید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تنقیص کر رہی تھی۔ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا ان کے گوش گزار کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے میری بات سن کر فرمایا۔

"اللہ عزوجل کی ان پر لعنت ہو۔ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق
رضی اللہ عنہم، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر
تھے۔"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک میری گود میں تھا میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا کسی شخص کی اتنی نیکیاں ہیں جتنے آسمان کے ستارے ہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! عمر (رضی اللہ عنہ) کی نیکیاں اتنی ہیں۔ میں نے پوچھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ) کی تمام نیکیاں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔

حضرت سوید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لے گئے اور ایک نہایت ہی فصیح و بلیغ خطبہ دیا۔

"لوگوں کو کیا ہو گیا کہ وہ قریش کے دو سرداروں اور مسلمانوں

کے دو والدوں کے بارے میں اس بات کا تذکرہ کرتے ہیں
جس میں میرا دامن ملوث نہیں اور جو کچھ لوگ کہتے ہیں میں
اس سے بری ہوں۔ یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں میں ان پر سزا
نافذ کروں گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے بیج پھاڑ اور نفوس
پیدا کیے' ان دونوں حضرات کو سوائے مومن پرہیزگار کے اور
کوئی دوست نہیں رکھے گا اور ان دونوں حضرات سے سوائے
فاجر ناکارہ کے اور کوئی عداوت نہیں برتے گا۔ یہ دونوں حضرات
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچائی اور وفاداری کے ساتھ
رہے۔ امر بالمعروف کا حکم دیتے رہے اور نہی عن المنکر بھی
کرتے رہے اور ان دونوں نے کبھی بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی بتائی ہوئی حدود سے تجاوز نہیں کیا اور یہی وجہ ہے کہ حضور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اخلاق و اطوار کی بناء پر ان کو اپنا
دوست رکھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام بنایا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
وصال کے بعد تمام مسلمانوں نے ان کی ولایت تسلیم کی۔ حضور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں حضرات کے بارے میں فرمایا جو
ان سے بغض رکھے گا وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے
بغض رکھے گا۔ چنانچہ جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ
سے بھی بغض رکھا اور یہ جان لو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
سب سے بہتر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اللہ عزوجل تمہاری مغفرت فرمائے۔''

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں موجود تھا اور اس باغ کا دروازہ بند تھا۔ اچانک دروازہ پر دستک ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اٹھو اور دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد دروازے پر دوبارہ دستک ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے میں نے انہیں جنت کی خوشخبری دی اور انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد دروازے پر ایک مرتبہ پھر دستک ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جاؤ دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو اور کہو عنقریب تم ایک آزمائش سے گزرنے والے ہو۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنایا تو انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور کہا کہ اللہ عزوجل ہی بہترین مدد کرنے والا ہے۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اندر آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''مجھ پر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے احسانات بے شمار ہیں اور ان سے بڑھ کر کسی کے احسان نہیں۔ انہوں نے اپنے جان اور مال کے ذریعے میری مدد کی اور اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ احد پہاڑ پر تشریف لے گئے اس وقت آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم تھے۔ احد پہاڑ کانپنے لگا۔ آپ ﷺ نے احد پہاڑ کو ٹھوکر لگائی اور فرمایا۔

''اے احد! ٹھہر جا تجھ پر اس وقت ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا۔

''آج تم میں سے کون روزہ دار ہے؟''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''میں روزہ دار ہوں۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے پھر دریافت فرمایا۔

''آج کسی مریض کی عیادت کی؟''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! میں نے آج مریض کی عیادت کی۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا۔

''کس شخص نے آج نمازِ جنازہ ادا کی؟''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! میں نے آج فلاں مومن کی نمازِ جنازہ ادا کی۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے پھر دریافت فرمایا۔

''تم میں سے کون ہے جس نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس مرتبہ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! میں نے ایک مسکین کو کھانا کھلایا ہے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جس شخص میں یہ چاروں عادات موجود ہوں گی وہ جنت میں جائے گا۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک دن مسجد نبوی ﷺ میں اس حال میں داخل ہوئے کہ آپ ﷺ کے

دائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جبکہ بائیں جانب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔

''ہم قیامت کے دن یونہی اٹھائے جائیں گے۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''میرے دو وزیر آسمان پر ہیں اور دو وزیر زمین پر ہیں۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آسمان اور زمین کے دو دو وزیر کون سے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''جبرائیل و میکائیل علیہما السلام آسمان کے وزیر ہیں جبکہ زمین کے وزیر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم ہیں۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے سات کنکریاں اٹھائیں وہ کنکریاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تسبیح پڑھنے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دے دیں وہ کنکریاں تسبیح پڑھتی رہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیں تو وہ کنکریاں تسبیح پڑھتی رہیں جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پڑھی تھیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیں اور وہ کنکریاں تسبیح پڑھتی رہیں جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے ہاتھ میں پڑھتی رہی تھیں۔

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''نیک خصلتیں تین سوساٹھ ہیں جب اللہ عزوجل بندے کے لیے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس میں ان میں سے کوئی خصلت اس میں پیدا فرمادیتا ہے جس کے باعث اسے جنت عطا کردی جاتی ہے۔''

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان میں کوئی عادت مجھ میں بھی موجود ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''تم میں وہ تمام عادات پائی جاتی ہیں۔''

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے مابین کچھ خفگی پیدا ہوگئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سمجھ سے کام لیا چونکہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے کچھ نہ کہا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شکایت سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاضرین میں کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا۔

''لوگو! تم میرے دوست کو میرے لئے چھوڑ دو، تمہاری حیثیت کیا ہے اور ان کی حیثیت کیا ہے تمہیں اس کا اندازہ نہیں۔ اللہ عزوجل کی قسم! تم سب لوگوں کے دروازوں پر اندھیرا ہے مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دروازہ نورانی ہے۔ اللہ عزوجل کی قسم! تم نے مجھے جھٹلایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میری تصدیق کی۔ اسلام کے لئے مال خرچ کرنے میں تم نے بخل سے کام لیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ

نے مال خرچ کیا۔تم نے مجھے بدنام کیا مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے
میری دلداری کی اور آرام پہنچایا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ایک چرواہا اپنی بکریاں چرارہا تھا اچانک ایک بھیڑیا آیا اور اس نے چرواہے کی ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے اس سے اپنی بکری واپس چھین لی۔ بھیڑیا بولا تمہارا اس دن کے متعلق کیا گمان ہے جب صرف درندے باقی ہوں گے اور میرے علاوہ کوئی چرواہا نہ ہوگا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم اس بات کو صحیح مانتے ہیں۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کہی اس وقت حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم دونوں موجود نہ تھے۔

ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک طباق لے کر آئے جو جنت کے سیبوں سے لبریز تھا۔ انہوں نے وہ طباق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے اُس شخص کو عنایت کیجئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیارا ہو۔ وہ طباق ایک نورانی خوان پوش سے ڈھکا ہوا تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست انور اس میں داخل کر کے ایک سیب نکالا دیکھتے کیا ہیں کہ اس کی ایک جانب تو لکھا ہوا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللّٰهِ لِاَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ

یعنی یہ خدا کا تحفہ ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے اور اس کی دوسری جانب یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

مَنْ اَبْغَضَ الصِّدِّيْقِ فَهُوَ زِنْدِيْقٌ

یعنی صدیق رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والا بے دین ہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے دوسرا سیب اٹھایا اس کے ایک طرف تو یہ لکھا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ الْوَهَّابِ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

یعنی یہ خدائے وہاب کا تحفہ ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے اور دوسری جانب یہ لکھا تھا۔

مَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَهُوَفِي سَقَرَ

یعنی عمر رضی اللہ عنہ کے دشمن کا ٹھکانا جہنم میں ہے۔ بعدزاں حضور نبی کریم ﷺ نے ایک اور سیب اٹھایا جس کے ایک جانب یہ لکھا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ

یعنی یہ خدائے منان وحنان کا تحفہ ہے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے لئے اور اس کی دوسری طرف یہ لکھا تھا۔

مَنْ اَبْغَضَ عُثْمَانَ فَخَصْمُهُ الرَّحْمٰنُ

یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کا دشمن رحمٰن کا دشمن ہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے طباق میں سے ایک اور سیب اٹھایا جس کے ایک جانب تو یہ لکھا تھا۔

هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ مِّنَ اللّٰهِ الْغَالِبِ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ

یعنی یہ خدائے غالب کا تحفہ ہے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے اور دوسری جانب یہ لکھا تھا۔

مَنْ اَبْغَضَ عَلِيًّا لَمْ يَكُنْ لِلّٰهِ وَلِيًّا

یعنی علی رضی اللہ عنہ کا دشمن خدا کا دوست نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان

عبارات کو پڑھ کر اللہ عزوجل کی بے حد حمد وثناء بیان کی۔

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مابین کھجور کے کسی باغ کے متعلق کوئی مسئلہ پیش آ گیا۔ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کے لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ شکایت کی تو حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"تم جانتے ہو ان کا مقام کیا ہے؟ وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور ثانی اثنین ہیں اور مسلمانوں کے شیخ اور بزرگ ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

"قریش میں سے تین اشخاص ایسے ہیں جو تمام لوگوں سے زیادہ روشن چہرہ اور حسن اخلاق والے اور سب سے زیادہ حیاء والے ہیں اور اگر وہ تم سے بات کریں تو کبھی جھوٹ نہ بولیں اور وہ تین اشخاص حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عثمان غنی اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم ہیں۔"

○......○......○

خلافت کی تائید قرآن واحادیث سے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بلاشبہ منصب خلافت کے حقدار تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کے رازدان و جانشین تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی تائید قرآن و احادیث سے ہوتی ہے اور آیاتِ قرآنی اور فرامین نبوی ﷺ اس بات پر دلالت کرتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ ہی حضور نبی کریم ﷺ کے ظاہری وصال کے بعد منصب خلافت کے حقدار تھے۔

اللہ عزوجل نے سورۃ المائدہ میں ارشاد فرمایا۔

"اے ایمان والو! تم میں سے جو بھی اپنے دین سے پھرے گا
تو اللہ جلد ہی ایسے لوگوں کو لائے گا جو اللہ کے محبوب ہوں گے
اور اللہ ان کا محبوب ہوگا اور وہ مسلمانوں پر نرم اور کفار پر سخت
ہوں گے اور اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے
والے کی ملامت کا انہیں کچھ خوف نہ ہوگا۔"

مفسرین کرام آیت بالا کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں اللہ عزوجل نے اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی جانب اشارہ فرمایا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے ظاہری وصال کے بعد جب بے شمار قبائل مرتد ہو گئے اور انہوں نے دین اسلام کی تعلیمات کا انکار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی ایسی تھی جوان

کے خلاف جہاد کرنے والی تھی۔

سورۃ الفتح میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

''ان پیچھے رہ جانے والے جاہلوں سے فرما دیجئے عنقریب تم ایک سخت جھگڑے والی قوم کی جانب بلائے جاؤ گے کہ ان سے لڑو یہاں تک کہ وہ اسلام قبول کر لیں۔''

مفسرین کرام اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں جھگڑے والی قوم سے مراد بنی حنیفہ ہیں جو یمامہ کے رہنے والے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں ان کے مرتد ہو جانے کے بعد ان سے جنگ کی تھی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے اور میں اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا اس دوران کوئی آیا اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

''اے انس (رضی اللہ عنہ)! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو کہ خلافت اس کے لئے ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دروازہ پر موجود تھے۔ میں نے انہیں جنت کی بشارت دی اور بتایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ خلیفہ ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر کچھ دیر بعد دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

''اے انس (رضی اللہ عنہ)! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت

کی خوشخبری دو کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے بعد خلافت اس کے لئے ہے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دروازہ پر موجود تھے میں نے انہیں جنت کی بشارت دی اور بتایا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر کچھ دیر بعد دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے انس (رضی اللہ عنہ)! دروازہ کھول دو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کے بعد وہ خلیفہ ہیں۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے میں نے انہیں جنت کی بشارت دی اور بتایا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہوں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے بنی مطلق نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کروں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے صدقات کس کے پاس جمع کروائیں؟ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میرے بعد صدقات ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس جمع کروائے جائیں۔"

صحیحین میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا تم دوبارہ آنا۔ اس عورت نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ملے تو پھر کیا کروں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس چلی جانا۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور جب میں بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوا تو اللہ عزوجل نے کہا اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)! زمین والوں پر کسے چھوڑ آئے ہو؟ میں نے عرض کیا الٰہی! میں ان پر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو چھوڑ آیا ہوں۔ اللہ عزوجل نے فرمایا مجھے وہ تمہارے بعد اپنے بندوں میں سب سے زیادہ محبوب ہیں انہیں میری جانب سے سلام کہنا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کھجوروں کے لدے ہوئے اونٹ دیئے۔ اس شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمارے ساتھ ایسی بخشش وعطا کون کرے گا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہ)۔ اس شخص نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد ایسی بخشش وعطا کا معاملہ کون کرے گا؟ اس شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر دریافت کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ)۔ اس شخص نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کے متعلق بتایا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو ان کے بعد بخشش وعطا کا معاملہ کس کے سپرد ہوگا؟ اس شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر دریافت کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے بعد یہ معاملہ

عثمان (رضی اللہ عنہ) کے سپرد ہوگا۔ اس شخص نے جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ بات بتائی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے دوبارہ کچھ نہ کہا۔

روایات میں آتا ہے ایک اعرابی مدینہ منورہ آیا اور اس کے پاس اس وقت چند تلواریں تھیں جنہیں وہ مدینہ منورہ میں فروخت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس کی ملاقات حضور نبی کریم ﷺ سے ہوئی اور حضور نبی کریم ﷺ کو وہ تلواریں پسند آ گئیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے وہ تلواریں اس سے لے لیں اور رقم کی ادائیگی کے لئے چند دنوں کی مہلت طلب کی۔ وہ اعرابی واپس لوٹا تو اس کی ملاقات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ اس اعرابی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس اعرابی سے کہا تم نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ بات نہیں پوچھی کہ اگر ان کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آ جائے تو پھر تمہیں ان تلواروں کی قیمت کون ادا کرے گا؟ اس اعرابی نے نفی میں سر ہلا دیا اور پھر کہا میں ابھی حضور نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کرتا ہوں۔ پھر وہ اعرابی، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ اگر آپ ﷺ کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آ جائے تو مجھے رقم کی ادائیگی کون کرے گا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میرے ساتھ کچھ معاملہ پیش آیا تو تمہیں رقم ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ادا کریں گے اور وہ میرا وعدہ پورا کریں گے۔ اس اعرابی نے جا کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے یہ نہیں پوچھا کہ اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آ جائے تو پھر رقم کون ادا کرے گا؟ اس اعرابی نے نفی میں سر ہلا دیا اور پھر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جا کر پوچھا اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کچھ معاملہ پیش آ جائے تو پھر مجھے رقم

کون ادا کرے گا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہیں رقم عمر (رضی اللہ عنہ) ادا کریں گے اور وہ میرا وعدہ پورا کریں گے۔ اس اعرابی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر حضور نبی کریم ﷺ کے جواب سے آگاہ کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے یہ پوچھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اگر کچھ معاملہ پیش آ گیا تو پھر تمہیں یہ رقم کون ادا کرے گا؟ اس اعرابی نے نفی میں سر ہلا دیا اور پھر دوبارہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی کچھ معاملہ پیش آ گیا تو میری رقم کا ضامن کون ہوگا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب ان دونوں کے ساتھ ایسا معاملہ ہوگا اس وقت تک تجھے بھی موت آ چکی ہوگی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہم) کو مقدم نہیں کیا بلکہ اللہ عزوجل نے انہیں مقدم فرمایا ہے پس ان کے ساتھ ثابت قدم رہنا ہدایت پاؤ گے اور جس نے ان دونوں کی شان میں گستاخی کی اس کو قتل کر دو اس لئے کہ اس نے میری شان میں گستاخی کی اور دین اسلام کی توہین کی۔

ترمذی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے بعد میرے اصحاب میں سے ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہم) کی اقتداء کرنا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل (علیہ السلام) آئے میں نے ان سے پوچھا کہ میرے ساتھ ہجرت کون کرے گا؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کے

ساتھ ہجرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کریں گے اور آپ ﷺ کے بعد وہ امت کے نگران ہوں گے اور وہ آپ ﷺ کی امت میں سب سے فضیلت والے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے آگے کیا حالانکہ میں بھی وہاں موجود تھا اور تندرست تھا اگر حضور نبی کریم ﷺ چاہتے تو مجھے بھی امامت کے لئے کہہ سکتے تھے مگر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دیا پس ہم نے بھی اسے پسند کیا جسے اللہ عزوجل اور اس کے رسول حضور نبی کریم ﷺ نے پسند کیا۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے خواب دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس ڈول کو کناروں سے پکڑ کر بمشکل پیا اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس ڈول کو کناروں سے پکڑا اور انہوں نے خوب سیر ہو کر پیا اور پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی اس ڈول کو کناروں سے پکڑ کر پیا پھر جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی باری آئی تو انہوں نے بھی اس ڈول کو کناروں سے پکڑ کر پیا اور ابھی وہ پی رہے تھے کہ وہ ڈول ہل گیا اور کچھ پانی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر گر گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کنواں ہے اور اس کنوئیں کی منڈیر پر ایک ڈول ہے پھر میں نے اس کنوئیں سے پانی نکالا جتنا اللہ عزوجل نے چاہا۔ پھر اس ڈول کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور انہوں نے اس میں سے ایک یا دو ڈول

نکالے اور وہ ناتواں ہیں اللہ عزوجل ان کی ناتوانی سے عفو فرمائے اور پھر وہ ڈول عمر رضی اللہ عنہ نے لے لیا اور میں نے ان جیسا زور آور نہیں دیکھا جوان کی مانند اس کنوئیں سے پانی نکالتا اور انہوں نے اس کنوئیں سے اتنا پانی نکالا کہ لوگوں نے اس پانی سے اپنے اونٹوں کو بھی سیراب کیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''اگر میں کسی کو اپنا دوست بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا مگر وہ میرے بھائی اور میرے صحابی ہیں اور مجھے اللہ عزوجل نے اپنا دوست بنایا ہے۔''

مسلم میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال کے وقت فرمایا۔

''اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! اپنے باپ اور بھائی کو بلاؤ کہ میں ایک کتاب لکھ دوں تاکہ مجھے اس بات کا خوف نہ ہو کہ میرے بعد کوئی کہے کہ وہ خلافت کا مستحق ہے اور اللہ عزوجل اور تمام مومنین ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی خلافت کے سوا کسی کو تسلیم کرنے والے نہیں ہیں۔''

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ذات السلاسل کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کس سے محبت رکھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ میں نے پوچھا مردوں

میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان کے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے۔ میں نے پوچھا ان کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ سے اور یوں آپ ﷺ نے کئی نام لئے۔

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دست اقدس سے مسجد کی بنیاد رکھی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اپنا پتھر میرے پتھر کے پہلو میں رکھو۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اپنا پتھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھو اور پھر فرمایا۔

''میرے بعد یہ دونوں خلیفہ ہوں گے۔''

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں غزوۂ حنین کے موقع پر جب حق و باطل میں گھمسان کی لڑائی جاری تھی اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہمیں بتایئے کہ ہم آپ ﷺ کے بعد کسے خلیفہ منتخب کریں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''میرے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے قائم مقام ہوں گے ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہوں گے اور ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ ہوں گے اور پھر علی رضی اللہ عنہ ہوں گے اور علی رضی اللہ عنہ حشر میں میرے مصاحب ہوں گے۔''

O......O......O

سیرتِ مبارکہ کے درخشاں پہلو

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نیک عادات و اطوار کے مالک تھے اور آپ رضی اللہ عنہ اپنی ایمانداری، راست گوئی، پاکبازی اور انفاق فی سبیل اللہ کی وجہ سے مشہور تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے تمام امور خود انجام دیتے تھے اور دوسروں کی خدمت کو اپنا نصب العین قرار دیتے تھے۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کی سیرتِ مبارکہ کے چند پہلوؤں کا احاطہ کیا جا رہا ہے تاکہ قارئین کے لئے ذوق کا باعث بنیں۔

قرآن کے فیصلے کی تائید کرنا:

قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے روم اور فارس کی جنگ کا ذکر سورۃ الروم میں کیا ہے اور یہ جنگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے چند برس قبل ہوئی۔ اہل عرب کا رجحان چونکہ اہل فارس کی جانب تھا کیونکہ وہ آتش پرست تھے اس لئے ان کی خواہش تھی کہ اس جنگ میں اہل فارس کو فتح ملے جبکہ مسلمانوں کی خواہش تھی اہل روم اس جنگ میں فاتح ہوں کیونکہ وہ مذہباً عیسائی تھے اگرچہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات سے دور ہو چکے تھے مگر پھر بھی اہل کتاب ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کی خواہش تھی کہ اہل روم اس جنگ میں فاتح ہوں مگر اس جنگ میں فتح اہل فارس کا مقدر بنی اور اہل عرب کو مسلمانوں پر طعن و تشنیع کا ایک موقع مل گیا کہ جیسے اہل روم کو اہل کتاب ہونے کے باوجود شکست ہوئی اسی طرح مسلمانوں کو

بھی ان کے مقابلہ میں شکست ہو گی۔ اللہ عزوجل نے سورۃ الروم میں یہ پیشگوئی بھی فرما دی کہ چند برس بعد ان دونوں گروہوں میں پھر جنگ ہو گی جس میں فتح اہل روم کا مقدر ہو گی۔

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب اللہ عزوجل کا یہ فرمان سنا کہ اہل روم کو آئندہ ہونے والی جنگ میں فتح ہو گی تو آپ رضی اللہ عنہ بازار گئے اور بھرے مجمع میں روم کی فتح کا اعلان کیا اور مشرکین سے فرمایا تم اہل فارس کی جیت پر خوش تھے مگر چند ہی سالوں میں ان کی یہ جیت شکست میں بدل جائے گی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اس اعلان پر ایک مشرک ابی بن خلف بھڑک اٹھا اور کہنے لگا کہ تم جھوٹ بولتے ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جھوٹ نہیں بولتا اور میں اپنی اس بات پر شرط لگانے کو تیار ہوں اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تین سالوں میں وقوع پذیر ہو گا اور اگر ایسا نہ ہوا تو میں تمہیں دس اونٹ دوں گا اور اگر ایسا ہو گیا تو تم مجھے دس اونٹ دو گے۔ ابی بن خلف نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات مان لی اور اس وقت تک اللہ عزوجل نے شرط کو حرام قرار نہ دیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ جب بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ بیان کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مدت کا تعین نہ کرتے اور اللہ عزوجل کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ تین سے نو برس کے عرصہ میں ایسا ہو گا لہٰذا تم جاؤ اور ان سے کہو میں اپنے بیان میں عرصہ تین سے نو سال کرتا ہوں اور شرط کے لئے اونٹوں کی تعداد بھی دس سے سو کرتا ہوں چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے عین مطابق ابی بن خلف سے بات کی اور وہ اس بات پر رضامند ہو گیا۔

مؤرخین لکھتے ہیں اس شرط کے بعد پانچ سال تو بخیریت گزر گئے اور پھر

تاریخ کا ایک زبردست معرکہ اہل روم اور اہل فارس کے درمیان ہوا اور ایک بڑے معرکہ کے بعد اہل روم فاتح ٹھہرے اور انہوں نے اہل فارس سے اپنے مقبوضہ علاقے بھی دوبارہ واپس حاصل کر لئے۔

روایات میں آتا ہے ابھی اہل روم اور اہل فارس کے مابین مقابلہ کا آغاز نہ ہوا تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا چنانچہ ابی بن خلف کو جب علم ہوا کہ مسلمان مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر رہے ہیں تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا اپنا کوئی کفیل مقرر کریں تا کہ اگر میں یہ شرط جیت جاؤں تو پھر وہ سو اونٹ مجھے دے۔ پھر ابی بن خلف کی موت واقع ہو گئی اور اس کی موت کے بعد اس جنگ کا فیصلہ ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ، ابی بن خلف کے وارثوں کے پاس گئے اور شرط کے سو اونٹوں کا مطالبہ کیا۔ ابی بن خلف کے وارثوں نے شرط کے سو اونٹ آپ رضی اللہ عنہ کو دے دیئے اور آپ رضی اللہ عنہ انہیں ہانک کر لے آئے اور پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر آپ رضی اللہ عنہ نے وہ سو اونٹ صدقہ کر دیئے۔

اسلام کی سربلندی کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بظاہر انتہائی نرم دل تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کو غصہ نہ آتا تھا مگر جب آپ رضی اللہ عنہ، منافقین، یہود اور نصاریٰ کی غلط باتیں سنتے اور انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے دیکھتے تو آپ رضی اللہ عنہ کو غصہ آ جاتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینہ منورہ میں رہنے والے یہود کے مابین ایک معاہدہ طے پایا جس کے مطابق یہود اپنے مذہبی رسومات آزادی سے ادا کریں گے اور مسلمان دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ اپنے طریقے کے مطابق کریں گے اور اگر یہود کو کسی قسم کی مشکل درپیش ہوئی یا ان کی

کسی کے ساتھ جنگ ہوئی تو مسلمان ان کی مدد کریں گے اور اگر مسلمانوں کو کبھی بھی قسم کا تعاون درکار ہوا تو یہود بھی مسلمانوں کے ساتھ تعاون کریں گے۔

اس معاہدہ کو ابھی چند سال ہی گزرے تھے یہود نے دیکھا کہ مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے اثر ورسوخ میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور لوگ بھی بڑی تعداد میں مسلمان ہو رہے ہیں تو انہوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کرنا شروع کر دی اور وہ اب کبھی خفیہ طور پر اور کبھی اعلانیہ مسلمانوں کی تکذیب کرتے اور دین اسلام کا تمسخر اڑاتے تھے۔ ایک دن چند یہودی مل کر ایک یہودی عالم فخاص کے گھر جمع ہوئے اور اس وقت اتفاقاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اس جانب آن نکلے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب یہودیوں کو یوں جمع دیکھا تو موقع کو غنیمت جانتے ہوئے انہیں دین اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کرنا چاہا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فخاص کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے فخاص! تم اللہ عزوجل سے ڈرو اور اسلام قبول کر لو اور اللہ عزوجل کی قسم! تم بخوبی جانتے ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے مبعوث فرمایا ہے اور وہ تمہارے پاس حق لے کر آئے ہیں اور تم اس قول کو تورات میں موجود پاتے ہو۔''

فخاص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو اس نے تمسخر اڑاتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا۔

''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! بخدا! ہم خدا سے کسی چیز کے طلبگار نہیں بلکہ اسے ہماری ضرورت ہے اور ہم اس کی جانب نہیں جھکتے بلکہ وہ ہماری مدد سے مستغنی نہیں ہے اور اگر وہ ہماری مدد سے

مستغنی ہوتا تو کبھی ہمارے اموال سے قرض نہ مانگتا جیسا کہ تمہارے نبی (ﷺ) کا کہنا ہے اور خدا نے تمہیں سود سے منع کیا ہے مگر وہ خود ہمیں سود دیتا ہے اور اگر وہ ہم سے مستغنی ہوتا تو پھر ہمیں سود کیوں دیتا؟''

فخاص کی گستاخی کا مقصد اللہ عزوجل کے اس فرمان کی نفی کرنا تھا جس میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ اگر تم اللہ عزوجل کو قرض دو گے تو وہ تمہیں کئی گنا بڑھا کر واپس کرے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب فخاص کو یوں کلامِ خداوندی کا مذاق اڑاتے دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے غصہ میں آ کر اس کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ مارا اور فرمایا۔

''اے دشمن خدا! اگر مسلمانوں اور یہود کے مابین کوئی معاہدہ نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔''

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کندہ کروانے کا فیصلہ:

روایات میں آتا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو انگوٹھی دیتے ہوئے فرمایا تم اس انگوٹھی پر لا الٰہ الا اللہ کھدوالاؤ۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ انگوٹھی لی اور نقاش کے پاس گئے اور اس سے فرمایا اس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دو۔ نقاش نے آپ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ وہ انگوٹھی لے کر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں وہ انگوٹھی پیش کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب وہ انگوٹھی دیکھی تو اس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا اور ساتھ ہی ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) بھی لکھا ہوا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت

کیا یہ کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے گوارا نہ کیا کہ میں صرف لا الٰہ الا اللہ لکھواؤں چنانچہ میں نے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی لکھوا دیا اور آگے جو الفاظ ہیں ان کے متعلق مجھے کچھ علم نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ رضی اللہ عنہ کے مابین ابھی یہ گفتگو جاری تھی حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا اللہ عزوجل فرماتا ہے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ گوارا کیا کہ وہ اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھیں تو پھر اللہ عزوجل نے یہ گوارا کیا کہ جب وہ اس کے نام کے ساتھ اس کے محبوب کا نام لکھوا رہے ہیں تو پھر محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے صدیق ہونے کا بھی ذکر کیا جائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو راضی کرنے کا فیصلہ:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہایت پشیمانی کی حالت میں آئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے پریشانی کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''میرے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور میں نے ان کو برا بھلا کہہ دیا۔ بعد میں جب ان سے معافی مانگی تو انہوں نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔''

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر فرمایا۔

''الٰہی! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی مغفرت فرما۔''

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ تین مرتبہ ادا کیا۔ پھر کچھ دیر بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''اللہ عزوجل نے مجھے تمہارے پاس بھیجا اور تم لوگوں نے مجھے جھوٹا کہا یہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہی تھے جنہوں نے میری تصدیق کی اور اپنی جان و مال سے میری غمخواری کی کیا اب تم میرے لئے میرے ساتھی کو نہ چھوڑو گے؟''

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ کلام سنا تو رو دیئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فوراً معاف فرما دیا۔

اللہ عزوجل کی ناراضگی مول نہ لینے کا فیصلہ:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے نئے کپڑے پہنے اور کپڑے پہننے کے بعد گھر میں چل پھر کر اپنے کپڑوں کو دیکھ رہی تھی اس دوران والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔

''عائشہ (رضی اللہ عنہا)! تو جانتی نہیں ہے جب بندے کے دل میں دنیوی رغبت پیدا ہو جائے تو اللہ عزوجل اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے والد بزرگوار

کی بات سن کران کپڑوں کو اتار کر خیرات کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''عائشہ (رضی اللہ عنہا)! یہ تیرے لئے کفارہ ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز افشاء نہ کرنے کا فیصلہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب میری بہن ام حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد بیوہ ہوئیں تو والد بزرگوار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملے اوران سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارا نکاح حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے کر دوں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا کہ مجھے اس معاملہ میں غور کرنے دو۔ جب کچھ دن گزرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اس معاملے میں دریافت کیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں والد بزرگوار نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس انکار کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس معاملے میں بات کی اورانہیں کہا کہ اگر وہ چاہیں تو میں ان کا نکاح اپنی بیٹی حفصہ (رضی اللہ عنہا) سے کروا دوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی بات سن کر خاموش ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش گزار کرتے ہوئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''تمہاری بیٹی کے لئے اللہ عزوجل نے بہتر رشتہ طے کیا ہے
اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کے لئے بھی بہتر رشتہ ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد میری بہن کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ سے ہو گیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ کی دوسری صاحبزادی حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ہوا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد والد بزرگوار کی ملاقات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''عمر (رضی اللہ عنہ)! تمہیں میری بات ناگوار محسوس ہوئی تھی مگر میں اس وجہ سے خاموش ہو گیا تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے حفصہ (رضی اللہ عنہا) کا ذکر کیا تھا اور میں حضور نبی کریم ﷺ کا راز افشاء نہ کرنا چاہتا تھا۔''

ابوبکر (رضی اللہ عنہ) صحیح کہتے ہیں:

روایات میں آتا ہے ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رو رہی ہیں۔ معلوم ہوا کہ والدہ نے کچھ کہا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کو ٹوکا کہ وہ آئندہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو کچھ نہ کہیں۔ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے اس بات کا ذکر حضور نبی کریم ﷺ سے کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ) صحیح کہتے ہیں تم اسے کچھ نہ کہا کرو خواہ وہ کچھ بھی کرے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنبیہ:

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضور نبی کریم ﷺ کے مابین کسی موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی اور دورانِ گفتگو

آپ رضی اللہ عنہا ناراض ہو گئیں اور روٹھتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ سے اونچی آواز میں بات کرنے لگیں۔ اس دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے جب آپ رضی اللہ عنہا کو حضور نبی کریم ﷺ سے یوں گفتگو کرتے ہوئے دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہا کو مارنے کے لئے آگے بڑھے اور غصہ سے فرمایا کہ تم حضور نبی کریم ﷺ سے ایسے لہجے میں بات کرتی ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یوں غصہ کی حالت میں دیکھا تو فوراً اٹھے اور دونوں کے درمیان آ گئے اور آپ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مار سے بچا لیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واپس لوٹ گئے ان کے واپس جانے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا۔

''عائشہ (رضی اللہ عنہا)! آج میں نے تمہیں بچا لیا۔''

اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! اس عورت کو روکیے:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور اس وقت والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میں رفاعہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ہوں اور انہوں نے مجھے طلاق دے دی ہے اور جب میری عدت پوری ہوئی تو میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہما سے نکاح کر لیا اور بے شک اللہ عزوجل کی قسم وہ میرے ساتھ سونے کی طاقت نہیں رکھتے اور ان کا حال میری چادر کے کنارے جیسا ہے۔ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ جو باہر دروازے پر کھڑے تھے اور انہیں اندر آنے کی اجازت نہ ملی تھی انہوں نے آواز لگائی اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! اس عورت کو روکیے یہ حضور نبی کریم

ﷺ کی بارگاہ میں اپنی آواز بلند کرتی ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو تبسم فرماتے دیکھا اور اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھا پھر آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا تیرا ارادہ شاید رفاعہ رضی اللہ عنہ کے پاس واپس جانے کا ہے مگر تو اس وقت تک اس کے پاس نہیں جاسکتی جب تک تو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کا اور وہ تمہارا ذائقہ نہ چکھ لے اور پھر اس کے بعد یہی طریقہ یعنی حلالہ قرار پایا۔

تین باتیں حق ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گالی دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا۔ پھر اس شخص نے جب بہت زیادہ گالیاں دیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان میں سے کسی ایک کا جواب دے دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ ناراضگی کی حالت میں وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوراً حضور نبی کریم ﷺ کے پیچھے چلے اور عرض کیا۔

> ''یارسول اللہ ﷺ! جب وہ مجھے گالیاں دے رہا تھا آپ ﷺ خاموش بیٹھے رہے اور جب میں نے اس کی ایک گالی کا جواب دیا تو آپ ﷺ ناراض ہوکر یوں چل دیئے؟''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

> ''تمہارے ساتھ ایک فرشتہ موجود تھا جو تمہاری جانب سے اسے جواب دے رہا تھا اور پھر جب تم نے اسے جواب دیا تو شیطان بھی درمیان آ گیا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تین باتیں حق ہیں۔ جس پر صریحاً ظلم کیا جائے اور وہ اللہ عزوجل کی رضا کو پانے کے لئے چشم پوشی کرے تو اللہ عزوجل اسے معزز و منصور کرے گا اور جس نے بخشش کا دروازہ کھولا اور اس کا ارادہ صلہ رحمی کا تھا تو اللہ عزوجل اس کے مال میں مزید اضافہ فرما دے گا اور جس نے سوال کا دروازہ کھولا اور ارادہ مال کو بڑھانے کا تھا تو اللہ عزوجل اس کے مال میں کمی واقع کر دے گا۔"

میں تو آزاد ہوں:

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے ایک برس قبل بصرہ کی جانب تجارت کی غرض سے سفر کیا۔ اس سفر میں ان کے ہمراہ نعیم اور سویبط رضی اللہ عنہم بھی تھے اور یہ دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم غزوۂ بدر میں موجود تھے۔ نعمان رضی اللہ عنہ، زادِ راحلہ پر متعین تھے اور سویبط رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں حس مزاح کا عنصر شامل تھا۔ انہوں نے نعیم رضی اللہ عنہ سے کہا تم مجھے کھانا کھلاؤ۔ نعیم رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آ جائیں۔ سویبط رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے مجھے کھانا نہیں دیا میں تمہیں پریشان کروں گا۔ پھر ان کا گزر ایک قوم سے ہوا۔ سویبط رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور ان سے کہا میرا ایک غلام ہے کیا تم اس غلام کو خریدنا پسند کرو گے؟ انہوں نے ہاں میں جواب دیا۔ سویبط رضی اللہ عنہ کہنے لگے وہ بولتا ہے اور یہی کہتا ہے میں آزاد ہوں تم اس کی باتوں پر توجہ نہ دینا۔ انہوں نے جواب دیا کوئی بات نہیں ہم تو اسے تم سے خریدنا چاہتے ہیں۔ الغرض

ان لوگوں نے دس اونٹوں کے عوض اس غلام کو خرید لیا۔ پھر وہ لوگ نعیم رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کے گلے میں رسی ڈال دی۔ نعیم رضی اللہ عنہ بولے بھائی! یہ کیسا مذاق ہے میں تو آزاد ہوں؟ ان لوگوں نے کہا یہ تمہاری عادت ہے اور ہمیں وہ تمہاری عادت کے متعلق پہلے ہی بتا چکا ہے اور پھر وہ انہیں پکڑ کر لے گئے۔ اس دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہیں جب اس کی خبر ہوئی تو وہ اس قوم کے پاس گئے اور انہیں ان کے اونٹ لوٹا کر نعیم رضی اللہ عنہ کو چھڑایا۔ جب یہ قافلہ مدینہ منورہ واپس پہنچا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ سنایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ایک برس تک لوگ اس واقعہ کو سن کر مسکراتے رہے۔

اس محرم کو دیکھو:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج بیت اللہ کے لئے نکلیں اور جب ہم مقامِ عرج پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قیام کا حکم دیا۔ میری بہن عائشہ رضی اللہ عنہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئیں جبکہ میں اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور والد بزرگوار کے کھانے پینے کا سامان ایک ہی اونٹ پر تھا اور وہ اونٹ والد بزرگوار کے غلام کے پاس تھا۔ مقامِ عرج پر پہنچنے کے بعد ہم اس غلام کا انتظار کرنے لگے۔ جب وہ غلام آیا تو اس کے ساتھ اونٹ نہ تھا۔ والد بزرگوار نے اس غلام سے اونٹ کے متعلق دریافت کیا اور کہا ایک ہی اونٹ تھا تو نے اسے گم کر دیا۔ پھر والد بزرگوار نے اس غلام کو مارنا شروع کر دیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دوران تبسم فرما رہے تھے اور فرما رہے تھے اس محرم کو دیکھو کیا کر رہا ہے؟

تمہیں چاہئے کہ تم خاموش رہا کرو:

حدیث کے الفاظ ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے جب اللہ عزوجل اور میرے درمیان صرف حضرت جبرائیل علیہ السلام سما سکتے ہیں اور اس گھڑی میں روح کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی اور یہی مرتبہ توحید کا کمال ہے چنانچہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی اسی کیفیت میں تھے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا کون ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا عائشہ رضی اللہ عنہا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کون عائشہ (رضی اللہ عنہا)؟ آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی بیٹی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کون ابوبکر (رضی اللہ عنہ)؟ آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ابوقحافہ (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کون ابوقحافہ (رضی اللہ عنہ)؟ آپ رضی اللہ عنہا نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو روتی ہوئی والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سارا ماجرا گوش گزار کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

”جب حضور نبی کریم ﷺ پر ایسی کیفیت طاری ہو تو تمہیں چاہئے کہ تم خاموش رہا کرو اور باادب کھڑی ہوا کرو۔“

یہ کیسی محفل سجا رکھی ہے؟:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ عید کے روز میرے پاس دو لڑکیاں بیٹھی ہوئی تھیں اور وہ گیت گا رہی تھیں جبکہ حضور نبی کریم ﷺ کپڑا اوڑھے میرے نزدیک ہی لیٹے ہوئے تھے۔ اس دوران والد

بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے مجھے دیکھتے ہی ڈانٹا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد یہ کیسی محفل سجا رکھی ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ) آج عید کا دن ہے انہیں چھوڑ دو۔''

آپ رضی اللہ عنہ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟:

منقول ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا گزر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوا تو دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو کھینچ رہے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اسی نے مجھے ہلاکتوں میں مبتلا کیا ہے۔''

ہر پہاڑ سے اونچا ایک پہاڑ ہوتا ہے:

دلائل النبوۃ میں منقول ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا جب اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ قبائل عرب کو دین کی تبلیغ کریں تو ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ ہم ایک قبیلے کے پاس گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خیر میں سبقت لے جانے والے اور ماہر انساب تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟ وہ بولے بنی ربیعہ سے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم بنی ربیعہ کی کس شاخ سے تعلق رکھتے ہو یعنی ان کے کسی اونچے قبیلہ سے ہو یا پھر نچلے قبیلہ سے تعلق ہے؟ وہ بولے ہمارا تعلق اونچے طبقہ سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کس اونچے

طبقہ سے ہے؟ وہ بولے ذہل اکبر سے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا عوف بن محلم تم سے تھا جس کے متعلق مشہور ہے عوف کی وادی میں گرمی نہیں ہے؟ وہ بولے نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا شریف النفس مزدلف تم میں سے تھا جس کی موجودگی میں کوئی عمامہ نہ باندھتا تھا؟ وہ بولے نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا بسطام بن قیس تم میں سے تھا جو دیہاتوں کا مالک اور تمام قبائل کا منتہا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا جساس بن مرہ تم سے تعلق رکھتا تھا جو اپنی چیزوں کی اور ہمسایہ کی چیزوں کی حفاظت کرنے والا تھا؟ وہ بولے نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو پھر کیا حوفزان تم سے تھا جس نے بادشاہوں سے جنگ کی اور انہیں قتل کیا؟ وہ بولے ہر گز نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو کیا تم کندی بادشاہ کے ننھیالی ہو؟ وہ بولے نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تم لخمی بادشاہ کے سسرالی ہو؟ وہ بولے نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر تم ذہل اکبر نہیں بلکہ ذہل اصغر ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر ایک نوجوان جو ابھی جوانی میں قدم بھی نہ رکھ پایا تھا اس نے کہا میں بھی اس سے کچھ سوال کروں گا جس نے ہم سے سوال کیے۔ پھر اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق کس سے ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں قریش سے ہوں۔ وہ بولا خوب تو اس کا مطلب ہے آپ رضی اللہ عنہ عرب کے شرفاء سے تعلق رکھتے ہیں۔ پھر پوچھا قریش کی کس شاخ سے آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیم بن مرہ سے۔ وہ بولا بخدا! تیر سیدھا چھاتی میں پیوست ہو گیا اور کیا قصی بن کلاب، آپ رضی اللہ عنہ میں سے تھا جس نے فہر کے قبائل کو جمع کیا تھا اور انہیں مجمع کہا جاتا تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ وہ نوجوان بولا کیا ہاشم تم میں

سے تھے جنہوں نے قحط کے زمانہ میں ثرید بنایا تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ وہ بولا کیا عبدالمطلب تم میں سے تھے جو آسمان کے پرندوں کو غذا دیتے تھے اور جن کا چہرہ اندھیرے میں بھی چاند کی مانند روشن رہتا تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ وہ نوجوان بولا کیا تم ان میں سے ہو جو لوگوں پر بے پناہ احسانات کرتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ اس نوجوان نے پوچھا تو پھر کیا تم اہل ندوہ سے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ وہ نوجوان بولا تو پھر کیا اہل حجابہ سے آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی اونٹنی کی مہار موڑی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب واپس لوٹ آئے۔ اس پر وہ نوجوان بولا سیلاب کے مقابلہ میں سیلاب آ گیا اور وہ کبھی اسے چیر کر اور کبھی بچ کر نکل جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نوجوان کی بات سنی تو تبسم فرمایا۔ میں نے عرض کیا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! آپ رضی اللہ عنہ تو اس جوان کے ہاتھوں مصیبت میں مبتلا ہو گئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا علی (رضی اللہ عنہ)! تم درست کہتے ہو ہر پہاڑ سے اونچا ایک پہاڑ ہوتا ہے اور مصیبت اسی وقت آتی ہے جب زبان کھلتی ہے۔

اہل وعیال کے بارے میں غیرت کا مظاہرہ:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ بنو ہاشم میں سے کچھ لوگ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس زوجہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اس دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے جب ان لوگوں کو دیکھا تو ناگواری کا اظہار کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ

نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا اور عرض کیا میں نے بظاہر ان میں کوئی خرابی نہیں دیکھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسماء رضی اللہ عنہا ایسی باتوں سے پاک ہے اور پھر حضور نبی کریم ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔

"آج کے بعد کوئی اکیلا شخص کسی عورت کے پاس نہ جائے جب تک کہ اس کا خاوند اس کے پاس موجود نہ ہو البتہ اگر دو لوگ ہوں تو پھر کچھ مضائقہ نہیں ہے۔"

انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے فیصلہ کیا:

منقول ہے اہل یمن میں سے ایک شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کٹا ہوا تھا۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے یمن کے گورنر کی شکایت کی کہ گورنر نے اس پر ظلم کیا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو رات کے وقت عبادت کرتے دیکھا تو فرمایا تیری رات چوروں کی سی تو نہیں ہے۔ پھر ایک دن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس کے چند زیور چوری ہو گئے اور وہ شخص بھی بظاہر ان زیور کو تلاش کرتا رہا اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یوں دعا کرتا تھا کہ اے اللہ! جس نے تیرے نیک بندہ کے گھر چوری کی تو اس سے انتقام لے اور پھر وہ زیور ایک جگہ سے مل گئے اور جس سے وہ زیور برآمد ہوئے اس نے بتایا کہ یہ زیور مجھے ایک شخص دے کر گیا ہے جس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کٹا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ جان گئے کہ چور کون ہے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے بلایا اور اس نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے اعتراف جرم کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اس کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا میرے نزدیک چوری سے اس کی اپنی دعا اس کے حق میں زیادہ مہلک ثابت ہوئی۔

مذہب سے لگاؤ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شب بیدار تھے اور رات بھر جاگتے اور رکوع و سجود کیا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بکثرت نمازیں پڑھا کرتے تھے اور دن کو روزہ رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ موسم گرما میں روزے کا خصوصی اہتمام کرتے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نماز کا یہ عالم تھا کہ لکڑی کی مانند بے حس و حرکت کھڑے رہتے تھے اور دورانِ نماز ایسی رقت طاری ہوتی کہ روتے روتے ہچکی بند جاتی تھی۔ حشر کا ذکر آپ رضی اللہ عنہ کی رگ رگ میں سمایا ہوا تھا اور دنیا کی ہر شے کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ جب بھی کوئی سرسبز و شاداب درخت دیکھتے تو فرماتے۔

''کاش میں درخت ہوتا اور دنیا کے جھگڑوں سے میری جان چھوٹ جاتی اور آخرت کے عذاب کا کوئی خطرہ لاحق نہ ہوتا۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اگر کبھی چڑیوں کو دیکھتے تو انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرماتے۔

''اے پرندو! تمہیں مبارک ہو کہ تم دنیا میں چرتے ہو اور درخت کے سایہ میں آرام کرتے ہو بروزِ حشر تمہارا کوئی حساب نہیں ہوگا کاش میں بھی تمہاری طرح ہوتا۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تو اس قدر رقت طاری ہوتی کہ اردگرد کے لوگوں پر بھی اثر پڑتا۔ آنکھوں سے آنسو اس طرح جاری ہوتے جیسے کوئی چشمہ بہہ رہا ہے۔ درد و سوز آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت کا حصہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی ساری زندگی عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کی ترقی اور اشاعت میں بسر فرمائی۔

ابواسحٰق فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑے عالم تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے متعدد فقہی مسائل کے لئے آپ رضی اللہ عنہ سے رجوع فرماتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چونکہ ابتداء سے ہی حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کو بے شمار احادیث اور فرمودات نبوی ﷺ کا علم تھا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات پر متفق تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ بلاشبہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں فتویٰ دیئے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فصاحت و بلاغت کے بارے میں فرمایا۔

"بے شک ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی تقریر بڑی عمدہ ہے اور وہ بہت بڑے عالم ہیں۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مذہب سے لگاؤ اس بات سے بھی عیاں ہوتا ہے کہ ہجرت سے قبل آپ رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کے صحن میں تشریف لے جاتے اور قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تو آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی اس قلبی کیفیت کو دیکھ کر بے شمار لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب مرض الموت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کیا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام مقرر فرمایا وہ تو اس

قدر روئیں گے کہ ان کی قرأت کی آواز بھی سنائی نہ دے گی۔

فصاحت و بلاغت میں بے مثل:

عرب بالخصوص عجم کے رہنے والے نہایت فصیح و بلیغ ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی بلاشبہ بہت بڑے مقرر تھے اور احسن الکلام تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کے زیر اثر رہ کر ایک بہت بڑے مقرر بن گئے تھے۔

علامہ ابن کثیر نے بیان کیا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فصاحت و بلاغت میں دیگر اصحاب پر فوقیت حاصل تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی آپ رضی اللہ عنہ کی دینی بصیرت کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ سے مختلف امور میں مشورہ کیا کرتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کو مشیر نبی ﷺ ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ تمام مروجہ علوم پر خاصی مہارت رکھتے تھے اور ان علوم کے علاوہ تعبیر الرویا میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کو مہارت حاصل تھی۔

ابن سعد نے لکھا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے بعد خوابوں کی تعبیر کے حوالے سے سب سے زیادہ معتبر تھے۔

راہِ خدا میں خرچ کرنے کا فیصلہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مشکل وقت میں اپنے مسلمان بھائیوں کی مالی امداد بھی کیا کرتے تھے۔ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں سورۃ البقرہ میں یوں ارشاد فرمایا۔

"وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور مال خرچ کرنے میں کبھی پوشیدہ اور کبھی ظاہر ہوتے ہیں پس ایسے

نیک بندوں کے لئے اللہ کی جانب سے ایک بڑا اجر اور ثواب ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے جس قدر فائدہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال اور ایثار سے پہنچا ہے اتنا فائدہ کسی اور کے مال اور ایثار نہیں پہنچا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سنا تو حاضر خدمت ہوئے اور روتے ہوئے عرض کیا۔

''یارسول اللہ ﷺ! میری ذات، میرا مال اور میرا سب کچھ آپ ﷺ کے لئے ہی تو ہے۔''

رجب المرجب ۹ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ کی سربراہی میں تیس ہزار مجاہدین کا ایک لشکر مدینہ منورہ سے شام اور مصر کے عیسائی رومیوں سے مقابلے کے لئے روانہ ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ تبوک کا فیصلہ نامساعد حالات کے باوجود اللہ عزوجل کے بھروسہ پر کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اس غزوہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جنگ کے لئے نوسو اونٹ، سوگھوڑے اور ایک ہزار دینار فراہم کئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم جنگ کے لئے فراہم کئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال جنگ کے لئے فراہم کیا جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال جنگ کے لئے فراہم کر دیا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بخل سے شدید نفرت تھی ایک مرتبہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھے دینے میں بخل سے کام لیتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"تم کہتے ہو کہ میں بخل سے کام لیتا ہوں جبکہ بخل سے بڑھ کر کوئی اور مرض خطرناک نہیں ہو سکتا۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعا:

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے کوئی ایسی دعا بتایئے جو میں نماز میں پڑھا کروں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تم یہ دعا پڑھا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

"اے اللہ! میں نے اپنے اوپر بڑی زیادتی کی اور تیرے علاوہ کوئی قصور معاف نہیں کر سکتا پس مجھے اپنے فضل سے معاف کر دے اور مجھ پر رحم فرما بے شک تو ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب الارشاد دعا یاد کر لی اور اس دعا کو اپنی ہر نماز کے بعد کا وظیفہ بنا لیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی دعا سکھائیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ صبح شام کے وقت ذیل کی دعا مانگا کریں۔

"اے زمین و آسمان کے خالق اور غائب و ظاہر کو جاننے والے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور تو ہر چیز کا پروردگار اور مالک ہے میں اپنے نفس اور شیطان کے شر اور ابلیس کی شرک سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور اس بات سے تیری پناہ میں آتا ہوں کہ اپنے نفس کے لئے یا اپنے کسی مسلم بھائی کے لئے شر کا کوئی کام کروں۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی مناجات میں اللہ عزوجل کے حضور یوں عرض کرتے تھے۔

"اے اللہ! دنیا کو میرے لئے کشادہ فرما دے لیکن مجھے اس میں مبتلا ہونے سے محفوظ فرما۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لیٹے رہنا:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بستر مبارک پر لیٹے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری چادر اوڑھ رکھی تھی۔ اس دوران میرے والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی اور خود اسی طرح لیٹے رہے۔ والد بزرگوار آئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

سے کچھ دیر بات کی اور واپس چلے گئے۔ والد بزرگوار کے جانے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور انہوں نے بھی اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے انہیں بھی اجازت دے دی اور اسی طرح لیٹے رہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی بات کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جانے کے کچھ دیر بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور مجھ سے کہا اپنی چادر سنبھالو۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور کچھ دیر تک آپ ﷺ سے بات کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا جب والد بزرگوار اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ لیٹے رہے اور جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور میری چادر بھی مجھے واپس لوٹا دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا عثمان (رضی اللہ عنہ) شرم وحیاء والے ہیں اور مجھ ڈر تھا کہ اگر میں اسی حالت میں رہا تو وہ مجھ سے بات نہ کرسکیں گے اور میں ان سے شرم کیوں نہ کروں جس سے ملائکہ بھی شرم کرتے ہیں۔

پلڑے کا وزن:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن طلوع آفتاب کے بعد حضور نبی کریم ﷺ ہماری جانب تشریف لائے اور فرمایا میں نے فجر سے قبل خواب میں دیکھا کہ مجھے چابیاں اور ترازو عطا کیے گئے۔ پھر مجھے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور میری امت کو دوسرے پلڑے میں رکھا گیا اور پھر وزن کیا گیا اور میرا پلڑا بھاری تھا۔ پھر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو لایا گیا اور ان کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور دوسرے پلڑے میں میری امت کو رکھا گیا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا

وزن زیادہ تھا۔ پھر عمر (رضی اللہ عنہ) کو لایا گیا اور ان کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور دوسرے پلڑے میں میری امت کو رکھا گیا عمر (رضی اللہ عنہ) کا وزن زیادہ تھا۔ پھر عثمان (رضی اللہ عنہ) کو لایا گیا اور ان کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور دوسرے پلڑے میں میری امت کو رکھا گیا پس عثمان (رضی اللہ عنہ) کا وزن زیادہ تھا اور پھر اس پلڑے کو اٹھا لیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے تھے اس دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے مصافحہ اور معانقہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"میرے ہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہی مقام و مرتبہ ہے جو میرا مقام و مرتبہ اللہ عزوجل کے ہاں ہے۔"

تمہارا مطالبہ جائز نہیں ہے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کے گھر تشریف لائے اور خدمت میں حاضری کی اجازت طلب کی مگر انہیں اجازت نہ ملی۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے بھی حاضری کی اجازت مانگی مگر انہیں بھی اجازت نہ ملی۔ کچھ دیر گزری تو حضور نبی کریم ﷺ نے دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ملاقات کی اجازت دے دی۔ جب دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اندر داخل ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اس وقت اردگرد موجود تھیں اور آپ ﷺ اس وقت خاموش بیٹھے تھے۔ حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ زید رضی اللہ عنہ کی بیٹی (جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں) کو دیکھتے تو وہ مجھ سے نان ونفقہ کا مطالبہ کر رہی تھی اور میں نے اسے پکڑا اور اس کا گلا دبایا۔ آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں دکھائی دینے لگیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ میری ازواج جو میرے گرد جمع ہیں یہ بھی مجھ سے نان و نفقہ کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنا تو فوراً کھڑے ہوئے اور اپنی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جانب بڑھے تاکہ انہیں ماریں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی کھڑے ہوئے اور اپنی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی جانب بڑھے تاکہ انہیں ماریں اور یہ دونوں حضرات فرما رہے تھے کہ تم حضور نبی کریم ﷺ سے اس چیز کا مطالبہ کرتی ہو جو ان کے پاس نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے جب یہ صورتحال دیکھی تو کہنے لگیں کہ ہم آئندہ حضور نبی کریم ﷺ سے اس چیز کا مطالبہ نہ کریں گی جو آپ ﷺ کے پاس موجود نہ ہو۔

حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا کے لئے نکاح کا پیغام بھیجنا:

جب حضرت ابوسلمٰی رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اس وقت ام المومنین حضرت سیّدہ ام سلمٰی رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں اور جب بچہ کی ولادت ہوگئی تو آپ رضی اللہ عنہا کی عدت بھی ختم ہوگئی پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام بھیجا جسے آپ رضی اللہ عنہا نے رد کر دیا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو کہ رشتہ میں آپ رضی اللہ عنہا کے ماموں زاد بھائی تھے انہوں نے نکاح کا پیغام بھیجا مگر آپ رضی اللہ عنہا نے اس رشتہ سے بھی انکار کر دیا یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ نے نکاح کا پیغام بھجوایا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کے پیغام پر مرحبا کہا اور آپ رضی اللہ عنہا نے اس پیغام کو قبول کرلیا کیونکہ یہ ایک

بہت بڑی سعادت تھی کہ آپ رضی اللہ عنہا ام المومنین کے مرتبہ پر فائز ہو رہی تھیں۔

تم تکبر سے ایسا نہیں کرتا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص تکبر کے ساتھ اپنا کپڑا گھسیٹے گا اللہ عزوجل بروزِ قیامت اس کی جانب نگاہ نہ کرے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! باوجود احتیاط کے میرے کپڑے لٹک جاتے ہیں مگر میں آئندہ اس کا خیال رکھوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم تکبر سے ایسا نہیں کرتے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے سوال کرنے سے منع فرمایا ہے:

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اونٹنی پر سوار ہوتے اور اونٹنی کی نکیل گر جاتی تو آپ رضی اللہ عنہ اونٹنی سے نیچے اتر کر خود نکیل پکڑتے اور اگر کوئی آپ رضی اللہ عنہ سے کہتا مجھے حکم دیتے میں آپ رضی اللہ عنہ کو پکڑا دیتا تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہمیں حضور نبی کریم ﷺ نے سوال کرنے سے منع فرمایا ہے۔

O...O...O

اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے حسن سلوک

حضرت یزید بن حبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور حصین بن سبرہ اور عمرو بن مسلم رضی اللہ عنہم، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور ان کے پاس بیٹھ گئے۔ حصین بن سبرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے پوچھا اے زید (رضی اللہ عنہ)! آپ رضی اللہ عنہ نے بہت کچھ بھلائیاں دیکھی ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت سے مشرف ہوئے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ ہم سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کریں۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا۔

> ''اے لوگو! میں بشر ہوں اور قریب ہے میرے پاس میرے رب کا قاصد بلانے کے لئے آئے اور میں اس کا کہا مان لوں اور میں تم لوگوں میں دو بھاری بھرکم چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ان میں سے پہلی چیز کتاب اللہ ہے جس میں تم لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور اگر تم اللہ عزوجل کی اس کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لو گے تو تم فلاح پا جاؤ گے اور دوسری چیز میرے گھر والے ہیں میں تمہیں اہل بیت کے بارے میں اللہ عزوجل کی یاد دلاتا ہوں۔''

حصین بن سبرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ زید (رضی اللہ عنہ)! حضور نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات اہل بیت میں سے نہیں ہیں؟ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات بھی اہل بیت میں سے ہیں اور اہل بیت وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ کا مال حرام کر دیا گیا۔ حصین بن سبرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کون ہیں جن پر صدقہ کا مال حرام ہے تو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عقیل، حضرت جعفر، حضرت عباس رضی اللہ عنہم اور ان کی اولادیں ان سب پر صدقہ کا مال لینا حرام ہے۔

بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو میرے اہل بیت میں خیال کرو۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ اور اپنے دورِ خلافت میں اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کو ہمیشہ فوقیت دی اور آپ رضی اللہ عنہ نے خانوادۂ رسول ﷺ اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے ساتھ اپنے تعلقات نہایت شائستہ اور ہمدردانہ رکھے۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کے اہل بیت کے ساتھ سلوک کے کچھ واقعات مختصراً بیان کئے جا رہے ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب میں تشریف فرما تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کے پہلو میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ محفل میں تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے اپنی جگہ خالی کر دی اور وہ آپ رضی اللہ عنہ اور حضور

نبی کریم ﷺ کے درمیان بیٹھ گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے اس فعل کے متعلق فرمایا۔

"اہل فضل کی فضیلت اہل فضل ہی جانتا ہے۔"

پھر حضور نبی کریم ﷺ اپنے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہو گئے اور اس دوران حضور نبی کریم ﷺ کی آواز نہایت پست ہو گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ کو کیا کچھ تکلیف ہو گئی ہے جو آپ ﷺ کی آواز نہایت پست ہو گئی ہے؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نفی میں سر ہلا دیا۔ جب حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ چلے گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! جس طرح تم لوگوں کو میرے سامنے آوازیں پست کرنے کا حکم ہے اس طرح مجھے اپنے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنی آواز پست کرنے کا حکم ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نشست تھی جو ان کے لئے مخصوص تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ وہ نشست سوائے حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے لئے نہ چھوڑتے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کو آپ رضی اللہ عنہ کی یہ ادا بہت اچھی لگتی تھی۔ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محفل میں موجود تھے کہ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے نشست خالی کر دی تو حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کے چچا حضرت سیّدنا عباس

رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سفید لباس میں ہوں گے ان کے بعد ان کا لڑکا کالا لباس پہنے گا اور بارہ حبشی غلاموں کا مالک ہوگا۔ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی میرے متعلق ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کچھ کہا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے بھلی بات کہی۔ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بھلی بات ہی کہتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''میں نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ میرے چچا سفید لباس میں آ رہے ہیں اور عنقریب ان کا لڑکا کالے کپڑے پہنے گا اور بارہ کالے حبشی غلاموں کا مالک ہوگا۔''

حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا کی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں میرے دادا نے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف فرما ہوتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بائیں جانب اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تشریف فرما ہوتے۔ جب محفل میں حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ تشریف لاتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی نشست ان کے لئے خالی کر دیتے اور حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ وہاں تشریف فرما ہوتے۔

روایات میں آتا ہے ایک موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری وقرابت کا لحاظ مجھے اپنی قرابت داری سے زیادہ محبوب اور مقدم ہے۔''

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ کلام سنا تو فرمایا۔

''بے شک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت وشرافت ہم سب سے زیادہ ہے۔''

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے کچھ عرصہ بعد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ نمازِ عصر پڑھ کر باہر نکلا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کا گزر حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے نزدیک سے ہوا جو اس وقت چند لڑکوں کے ہمراہ کھیل رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھا لیا اور پیار کرتے ہوئے فرمایا۔

''اللہ عزوجل کی قسم! تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو اور اپنے باپ علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں ہو۔''

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کلام سنا تو مسکرا دیئے۔

روایات میں موجود ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں ان کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوا اور پھر ان کی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اولاد بھی ہوئی۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چند دن بعد ایک اعرابی مسجد نبوی میں آیا۔ اس اعرابی نے اپنے چہرے کو ڈھانپ رکھا تھا۔ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر افسوس کا اظہار کیا اور دریافت کیا حضور نبی

کریم ﷺ کے وصی کون ہیں؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کیا یہ رسول اللہ ﷺ کے وصی ہیں۔ اس اعرابی نے آپ رضی اللہ عنہ کو سلام کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے سلام کا جواب دیا اور اس اعرابی کو اس کے نام سے پکارا۔ اس اعرابی نے تعجب سے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ میرا نام کیسے جانتے ہیں جبکہ یہ میری اور آپ رضی اللہ عنہ کی پہلی ملاقات ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے تمہارے متعلق بتایا تھا اور تمہارے حال سے بھی آگاہ کیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارا نام مضر ہے اور تم نے اپنے قبیلے کو حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کی خبر دی تھی اور کہا تھا تہامہ میں ایک شخص کھڑا ہوگا جس کے رخسار چاند سے زیادہ روشن اور جس کی گفتگو میں شہد سے زیادہ مٹھاس ہوگی۔ وہ خچر پر سوار ہوگا اور اپنے جوتوں اور کپڑوں کو خود پیوند لگائے گا۔ وہ زنا، سود، شراب خوری اور ناحق خون بہانے کو حرام قرار دے گا اور وہ آخری نبی ہوگا۔ وہ رمضان المبارک کے روزے رکھنے والا ہوگا اور بیت اللہ شریف کا حج کرے گا۔ وہ پانچ وقت کی نماز ادا کرے گا اور تم اس پر ایمان لے آؤ اور اس کی تصدیق کرو۔ تمہاری قوم نے جب تمہاری باتیں سنیں تو تمہیں قید کر دیا اور اب جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو چکا تو تمہاری قوم سیلاب میں غرق ہوگئی اور یوں تمہیں اس قید خانے سے آزادی ملی۔ پھر تمہارے کانوں نے غیبی ندا سنی: اے مضر! مدینہ منورہ جاؤ وہاں حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو چکا ہے تم ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملو اور ان کے روضہ مبارک کی زیارت کرو۔ اس اعرابی نے جب اپنے حال آپ رضی اللہ عنہ کی زبانی سنا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا بوسہ لے لیا۔ پھر اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ میں کچھ سوالات کے جواب چاہتا ہوں؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم سوال پوچھا انشاء اللہ العزیز تمہیں ان کا جواب ملے گا۔

اس اعرابی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پہلا سوال کیا کہ وہ کون سا نر ہے جس کا باپ اور ماں نہیں ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اس اعرابی نے دوسرا سوال کیا کہ وہ کون سی مادہ ہے جو بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حضرت حوا علیہا السلام ہیں۔ اس اعرابی نے تیسرا سوال کیا وہ کون سا نر ہے جو بغیر نر کے پیدا ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اس اعرابی نے چوتھا سوال کیا کہ وہ کون سی قبر ہے جس نے قبر والے کو سیر کرائی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ قبر مچھلی ہے جو حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں لے کر تین دن تک پھرتی رہی۔ اس اعرابی نے پانچواں سوال کیا کہ وہ کون سا جسم ہے جس نے ایک مرتبہ کھایا پھر کبھی نہیں کھایا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ جسم حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہے جو سانپ بن کر فرعون کے جادوگروں کے جادو کو نگل گیا۔ اس اعرابی نے چھٹا سوال کیا کہ وہ زمین کا کون سا ٹکڑا ہے جہاں صرف ایک مرتبہ سورج کی روشنی پڑی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دریائے نیل کا وہ حصہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے شق ہوا تھا۔ اس اعرابی نے ساتواں سوال کیا کہ ایسا کون سا جاندار ہے جو پتھر سے پیدا ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی ہے جو پتھر سے پیدا ہوئی۔ اس اعرابی نے آٹھواں سوال کیا کہ وہ کون سی عورت ہے جس نے تین ساعت میں بچے کو جنم دیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ حضرت مریم علیہا السلام ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنا۔ اس اعرابی نے نواں سوال کیا کہ وہ کون سے دو دوست ہیں جو آپس میں کبھی ایک دوسرے کے دشمن نہیں ہوتے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ جسم اور جان ہیں جو کبھی ایک

دوسرے کے دشمن نہیں ہوتے۔ اس اعرابی نے دسواں سوال کیا کہ وہ کون سے دو دشمن ہیں جو آپس میں کبھی ایک دوسرے کے دوست نہیں ہوتے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ موت اور زندگی ہیں جو کبھی ایک دوسرے کے دوست نہیں ہوتے۔ اس اعرابی نے گیارہواں سوال کیا کہ شے اور لا شے کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شے مومن ہے اور لا شے کافر ہے۔ اس اعرابی نے بارہواں سوال کیا رحم مادر میں، سب سے پہلے کون سا اعضاء بنتا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رحم مادر میں سب سے پہلے شہادت کی انگلی بنتی ہے۔ اس اعرابی نے تیرہواں اور آخری سوال کیا قبر میں سب سے آخر مین کون سی چیز فنا ہوتی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بندہ کے دماغ کی ہڈی۔ اس اعرابی نے جب آپ رضی اللہ عنہ کے جوابات سنے تو بے اختیار آپ رضی اللہ عنہ کا ماتھا چوم لیا۔

O......O......O

کشف و کرامات کا بیان

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صاحب کشف و کرامت تھے اور آپ رضی اللہ عنہ سے بے شمار کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کی چند کرامات بیان کی جارہی ہیں تاکہ قارئین کے لئے ذوق کا باعث بنیں۔

کھانے میں برکت کا واقعہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ میرے والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں تین مہمان آئے اور آپ رضی اللہ عنہ خود شام کو کھانا کھانے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کھانا کھایا اور گفتگو میں مشغول رہے یہاں تک کہ رات کو گھر واپس لوٹتے ہوئے دیر ہوگئی۔ آپ رضی اللہ عنہ گھر آئے اور میری والدہ سے پوچھا آپ رضی اللہ عنہ اپنے مہمانوں کو بھول گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے مہمانوں نے کھانا نہیں کھایا اور وہ کہتے تھے ہم آپ رضی اللہ عنہ کے بغیر ہرگز کھانا نہ کھائیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ! میں اب کھانا نہیں کھاؤں گا اور پھر انہوں نے مجھے برا بھلا کہا اور مجھ پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ میں آپ رضی اللہ عنہ کے خوف سے چھپ گیا تھا اور پھر جب آپ رضی اللہ عنہ کا غصہ قدرے کم ہوا تو میں آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے مہمانوں کے طعام کا انتظام کرنے کا

حکم دیا اور میں نے کھانا لگایا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ بھی ان مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کے لئے بیٹھ گئے اور پھر آپ رضی اللہ عنہ اور تمام مہمانوں نے شکم سیر ہو کر کھایا مگر کھانا بدستور پہلے کی طرح موجود تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ان مہمانوں میں سے ایک نے کہا واللہ! ہم جو لقمہ اٹھاتے تھے کھانا پہلے سے زیادہ ہو جاتا تھا اور پھر جب سب لوگ شکم سیر ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سے فرمایا۔

''اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ہے کھانا پہلے سے زیادہ کیسے ہو گیا؟''

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں والدہ نے کہا یہ تو پہلے سے زیادہ ہو چکا ہے یعنی ہم نے جتنا انتظام کیا تھا یہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پھر والد بزرگوار نے صبح کے وقت وہ کھانا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت بارہ قبائل کے سردار ایک معاہدہ کے لئے موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھانا ان قبائلی سرداروں اور ان کے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ ان سب نے وہ کھانا سیر ہو کر کھایا اور اللہ عزوجل بہتر جانتا ہے کہ وہ کتنے لوگ تھے مگر کھانا بدستور برتن میں موجود تھا۔

قلعہ مسمار ہو گیا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب قیصر روم سے جنگ کے لئے مسلمانوں کا لشکر روانہ ہونے لگا تو آپ رضی اللہ عنہ نے کلمہ طیبہ پڑھ کر جہاد کا علم حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا اور ان کو نصیحت کی کہ جب بھی کوئی مشکل درپیش ہو تو تم کلمہ طیبہ پڑھ کر نعرہ تکبیر بلند کرنا اللہ عزوجل تمہاری مشکل

حل فرما دے گا۔ جب اسلامی لشکر نے قیصر روم کے قلعہ کا محاصرہ کیا اور کئی روز تک قلعہ فتح نہ ہوا تو حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی نصیحت کے مطابق کلمہ طیبہ پڑھ کر نعرہ تکبیر بلند کیا تو قلعہ کے اندر زلزلہ آ گیا اور پورا قلعہ مسمار ہو گیا۔

خون میں پیشاب کرنے والا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں خون میں پیشاب کر رہا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سنی تو غصہ کے عالم میں فرمایا کہ تم اپنی بیوی کے ساتھ دورانِ حیض بھی صحبت کرتے ہو۔ اس شخص نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو شرمندگی سے سر جھکا لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کر اور آئندہ کے لئے ایسی حرکت نہ کرنا۔ اس شخص نے سچے دل سے توبہ کی اور پھر اسے کبھی ایسا خواب نہیں آیا۔

بیٹی کی پیشگوئی:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے مرضِ وصال میں اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میری بیٹی! میرے پاس جو میرا مال تھا وہ اب وارثوں کا ہو چکا، میری اولاد میں تمہارے دونوں بھائی عبدالرحمٰن و محمد اور تمہاری دونوں بہنیں ہیں لہٰذا تم لوگ میرے مال کو قرآن مجید کے حکم میں تقسیم فرما لینا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے والد بزرگوار کی بات سن کر دریافت کیا کہ ابا جان! میری تو ایک ہی بہن اسماء (رضی اللہ عنہا) ہے میری دوسری بہن کون سی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ

نے فرمایا میری بیوی بنت خارجہ اس وقت حاملہ ہے اس کے شکم میں لڑکی ہے اور وہ تمہاری بہن ہے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد ایسا ہی ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ بنت خارجہ کے گھر بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام ''ام کلثوم (رضی اللہ عنہا)'' رکھا گیا۔

مدفن کے متعلق آگاہی:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو کہاں دفن کیا جائے؟ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال تھا کہ جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ میری خواہش تھی کہ میرے والد بزرگوار، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں میرے حجرے میں دفن ہوں چنانچہ مجھ پر نیند کا غلبہ طاری ہو گیا اور مجھے خواب میں ایک منادی سنائی دی کہ کوئی اعلان کر رہا تھا حبیب کو حبیب سے ملا دو۔ میں نے بیدار ہونے کے بعد اس کا ذکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کیا تو بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس بات کا اقرار کیا انہوں نے بھی یہ منادی سنی تھی چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مدفون کیا گیا۔

شان میں گستاخی کرنے والا بندر بن گیا:

حضرت امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم تین لوگ یمن کی جانب روانہ ہوئے۔ ہمارے ایک ساتھی نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کی۔ ہم نے اسے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا۔ جب ہم لوگ یمن کے نزدیک پہنچے اور ہم نے نمازِ فجر کے لئے اسے بیدار کیا تو اس نے کہا کہ اس نے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا وہ فرما رہے تھے کہ اے فاسق! اللہ نے تجھے ذلیل و خوار کیا اور منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی تیرا چہرہ مسخ ہو جائے گا۔

پھر اس کے بعد اس کی شکل بدل گئی اور بالکل بندروں جیسی ہو گئی۔

شان میں گستاخی کرنے والا کتا بن گیا:

امام مستغری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے ایک بزرگ نے بتایا میں نے شام میں ایک ایسے امام کی امامت میں نماز پڑھی جس نے نماز کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کو بددعا دی اور مجھے اس کی اس بات سے شدید ذہنی کوفت کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر کچھ عرصہ بعد میں دوبارہ اس مسجد میں گیا تو جب امام کے پیچھے نماز پڑھی تو اس نے نماز پڑھنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے حق میں دعا کی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا تمہارا پہلا امام کہاں ہے؟ لوگ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ایک مکان پر لے گئے اور میں نے دیکھا اس مکان میں ایک کتا بیٹھا ہوا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ میں حیران ہوا تو وہ کتا بولا میں وہی امام ہوں جو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔

حبیب کو حبیب سے ملا دو:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی پھر آپ رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے سامنے جا کر رکھ دیا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے السلام علیك یا رسول اللہ هذا ابوبکر کہا تو روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ کھل گیا اور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے آواز آئی حبیب کو حبیب سے ملا دو۔

O.....O.....O

وہ نبی کا پیارا، وہ صدق و یقیں کا علمبردار
جس نے دین اسلام کا سر فخر سے بلند کر دیا
جاں و مال کی قربانی سے کیا نہ کبھی دریغ
اس صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ ظرفی پہ لاکھوں سلام

آٹھواں باب:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرنا،

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خاندان،

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال

O.....O.....O

انیس سیّد ابرار اذہما فی الغار

رئیس عسکر احرار فی الوغیٰ صدیق رضی اللہ عنہ

وہ حق مآب ، وہ سرخیل زمرۂ اصحاب

وہ دین پناہ ، وہ امت کا مقتداء صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کرنا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب مرض وصال میں مبتلا ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنے کا فیصلہ کیا اور تاریخ نے یہ ثابت کر دیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ دوراندیشی پر مبنی تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کے ذریعے دین اسلام کو تقویت ملی۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اندر چھپے جوہر کو پہچانتے تھے اور جانتے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے بعد اگر کوئی مسلمانوں کی نمائندگی کا حق رکھتا ہے تو وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کا حق یوں ادا کیا کہ مسلمانوں کی خدمت کو اپنا شعار بنایا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دین اسلام افریقہ، وسطی یورپ اور ایشیائی ممالک تک پہنچا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عدل و انصاف کے وہ معیار قائم کئے جو آئندہ آنے والے کسی بھی حکمران کے لئے مشعل راہ بن گئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

''صاحب فراست تین شخص ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں کہ انہیں خلیفہ نامزد کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اہلیہ جنہوں نے اپنے والد حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا انہیں ملازم رکھ لیجئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی اہلیہ۔''

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی روایت:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب بہت زیادہ بیمار ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا میں اختیار دیتا ہوں تم اپنے لئے خلیفہ چن لو۔ لوگوں نے کہا ہمیں اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کی رائے میں کوئی اعتراض نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قدرے خاموش رہنے کے بعد فرمایا۔

''میرے نزدیک عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب سے بہتر کوئی نہیں۔''

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''آپ رضی اللہ عنہ مجھ سے بہتر عمر (رضی اللہ عنہ) کو جانتے ہیں۔''

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

''جتنی میری معلومات ہیں عمر (رضی اللہ عنہ) کا باطن اس کے ظاہر سے زیادہ بہتر ہے اور ہم میں اس وقت ان جیسا کوئی نہیں۔''

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیگر احباب سے مشورہ کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم تحریر کرو۔

''ابوبکر (رضی اللہ عنہ) بن ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب کو

خلیفہ نامزد کیا۔"

اسی قسم کی ایک اور روایت حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اس طریقے سے بھی منقول ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت زیادہ بیمار ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا تم میری حالت دیکھ رہے ہو اور مجھے یقین ہے کہ میرا وصال ہو جائے گا اور اب اللہ عزوجل تمہیں میری بیعت سے آزاد کر رہا ہے اور اللہ عزوجل نے ایک مرتبہ پھر معاملہ تمہارے سپرد کر دیا ہے اور جو گرہ لگی ہوئی تھی وہ کھل گئی ہے تم جسے چاہو اپنا امیر مقرر کر لو اور اگر تم میری زندگی میں اپنا کوئی امیر مقرر کر لو گے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم میرے بعد اختلافات کا شکار ہو۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگوں نے غور کیا مگر وہ کچھ فیصلہ نہ کر پائے اور وہ واپس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا ہم آپ رضی اللہ عنہ کے مشورہ کو اپنا مشورہ مانیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم مجھے کچھ مہلت دو تا کہ میں اللہ، اس کے دین اور اس کے بندوں کے متعلق کچھ غور کروں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ تمہاری عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب کے متعلق کیا رائے ہے؟ وہ بولے آپ رضی اللہ عنہ انہیں مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے پوچھا تم عمر (رضی اللہ عنہ) بن خطاب کے متعلق کیا کہتے ہو؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا میں انہیں جتنا جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے اور ہم میں ان جیسا کوئی بھی نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم انہیں چھوڑ بھی دیتے تو میں تم سے کچھ ناراض نہ ہوتا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر اور دیگر مہاجرین و انصار سے مشورہ کیا۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ عزوجل گواہ ہے ہم

انہیں آپ رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے بہتر خیال کرتے ہیں اور وہ اللہ عزوجل کی رضا کے لئے خوش ہوتے ہیں یا غضبناک ہوتے ہیں اور ان جیسا کوئی قوی آدمی نہیں جو منصب خلافت کا حقدار ہو۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی روایت:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی علالت کے دنوں میں ان کی عیادت کے لئے گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ سر نیچا کئے بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا: الحمدللہ! آج آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت قدرے بہتر ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا بہتری اسی کو کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ''آج مجھے سخت تکلیف ہے اور مہاجرین کے گروہ! بیماری کی اس تکلیف سے زیادہ تکلیف مجھے اس بات کی ہے کہ میں نے تم میں سے بہتر آدمی کو خلیفہ مقرر کیا اور تم اس بات پر ناراض ہو کہ مجھے خلافت کیوں نہ ملی؟ تم دنیا کو دیکھ رہے ہو کہ تمہاری طرف بڑھ رہی ہے اور جب یہ آئے گی تو تم ریشم کے پردے اور تکیے استعمال کرو گے تب تمہاری یہ حالت ہو جائے گی کہ تمہیں آذربائیجان کی اون پر لیٹنے سے اتنی تکلیف ہوگی جتنی خاردار جھاڑیوں میں لیٹنے سے ہوتی ہے۔ خدا گواہ ہے کہ بغیر کسی قصور اور جرم کے تمہاری گردنیں کاٹ دی جائیں تو یہ زیادہ بہتر ہے اس چیز سے کہ تم دنیا میں الجھ جاؤ۔ کل تم ہی سب سے پہلے لوگوں کو بھٹکاؤ گے۔''

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ تکلیف میں ہیں اس لئے ذرا نرمی سے کام لیں اللہ عزوجل آپ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے ہمیں عمر (رضی اللہ عنہ) کی نامزدگی پر کوئی اعتراض نہیں۔

اعتراض کا جواب:

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو پندرہ روز تک بیمار رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ بخار کی شدت میں بھی مسجد میں تشریف لاتے مگر جب بخار کی شدت میں کوئی کمی نہ آئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دیا۔ پھر جب اپنے وصال کا یقین ہو گیا تو اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلایا اور ان کے مشورہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام بطورِ خلیفہ پیش کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں عمر (رضی اللہ عنہ) کے خلیفہ بننے پر کوئی اعتراض نہیں لیکن ان کا مزاج سخت ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مزاج کے سخت ہونے کی شکایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سب کی باتیں سننے کے بعد فرمایا جب خلافت کا بوجھ ان کے کندھوں پر پڑے گا تو ان کی طبیعت خود بخود نرم ہو جائے گی۔ کسی نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا اب اللہ کو کیا جواب دیں گے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اس وقت تم سب میں سے بہترین شخص کو خلیفہ بنایا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا پروانہ تیار کریں۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خلافت کا پروانہ لکھ دیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنی مہر ثبت کی اور دعا کی اللہ عزوجل عمر (رضی اللہ عنہ) کو اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے اور لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں نے اپنے کسی رشتہ دار کو خلیفہ نہیں بنایا بلکہ عمر (رضی اللہ عنہ) کا انتخاب کیا ہے تم اس کے احکامات پر عمل کرو اور اس کی اطاعت کرو۔"

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور انہیں امورِ خلافت سے متعلق کچھ نصیحتیں کیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو امورِ خلافت سے متعلق چند نصیحتیں:

روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مرضِ وصال میں مبتلا ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نامزدگی کا حتمی فیصلہ کر لیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور ان سے فرمایا۔

”عمر (رضی اللہ عنہ)! میں تم کو ایسے امر کی دعوت دیتا ہوں جو ہر اس آدمی کو تھکا دیتا ہے جو اس کو سنبھالے۔ عمر (رضی اللہ عنہ)! اللہ کی فرمانبرداری کرتے رہنا اور اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنا۔ اللہ عزوجل کی اطاعت کرنا اور اللہ عزوجل کی اطاعت کرنے میں تقویٰ سے کام لینا۔ یاد رکھو کہ تقویٰ قابل حفاظت امر ہے اور میں تم کو خلافت پیش کرتا ہوں اور اس کو وہی آدمی اپنے ذمے لیتا ہے جو اس پر عمل کر سکے۔ پس جس نے حق بات کا حکم دیا اور خود باطل کام کیا اور بھلی بات کا حکم کیا اور خود منکرات پر عمل پیرا رہا۔ وہ دن دور نہیں کہ اس کی آرزو ختم ہو جائے اور اس کا عمل ضائع ہو جائے۔ پس اگر تم لوگوں کے امور کے لئے ان کے خلیفہ ہوئے ہو تو تم سے جہاں تک ہو سکے اپنے ہاتھوں کو لوگوں کے خون سے روکنا اور اپنے پیٹ کو ان کے مالوں سے خالی رکھنا اور اپنی زبان کو ان کی آبروریزی سے بچانا۔ اگر تم سے ایسا ہو سکے تو کر لینا اور اللہ عزوجل کے بغیر کسی کام پر قدرت حاصل نہیں ہوتی۔“

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

اما بعد! یہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی جانب سے وہ عہد ہے جو ایسے وقت میں دیا جب کہ اس کی دنیا کا زمانہ اختتام پذیر ہے اور وہ دنیا سے جا رہا ہے۔ اس کی آخرت کا دورِ اول شروع ہونے والا ہے اور دارِ آخرت میں قدم رکھ رہا ہے جہاں کافر بھی ایمان لے آئے گا اور گنہگار بھی متقی بن جائے گا اور جھوٹا شخص بھی سچ بولے گا۔ میں اپنے بعد عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ اگر انہوں نے انصاف سے کام لیا اور میرا گمان بھی ان کے متعلق یہی ہے اور اگر انہوں نے ظلم کیا تو وہ جانیں۔ میں نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے اور غیب کا علم مجھے نہیں۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے جن لوگوں نے ظلم ڈھائے ان کو بہت جلد پتہ چل جائے گا کہ کس کروٹ پر وہ پلٹا کھائیں گے۔"

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے عمر (رضی اللہ عنہ)! بغض رکھنے والے سے تم نے بغض رکھا اور محبت کرنے والے سے تم نے محبت کی اور یہ پرانے زمانے سے چلتا آ رہا ہے کہ بھلائی سے عداوت اور شرارت سے محبت کی جاتی ہے۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے خلافت کی کچھ حاجت نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"عمر (رضی اللہ عنہ)! منصب خلافت کو تمہاری ضرورت ہے تم نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور تم ان کی صحبتوں میں رہے ہو اور تم نے دیکھا ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے نفوس کو اپنے نفس پر ترجیح دی اور یہاں تک کہ ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دیئے ہوئے ان عطیات میں سے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو عطا فرمائے اور بچا ہوا اپنے اہل کو ہدیہ دیا کرتے تھے اور تم نے مجھے دیکھا اور میرے ساتھ رہے۔ میں نے تو اسی ذاتِ گرامی کے نقش قدم کی پیروی کی جو مجھ سے پہلے تھے۔ اللہ عزوجل کی قسم! یہ باتیں میں سوتے میں نہیں کر رہا ہوں اور نہ ہی خواب دیکھ رہا ہوں اور میں کسی وہم کے طور پر یہ شہادت نہیں دے رہا اور بے شک میں ایک ایسے راستے پر ہوں جس میں کجی نہیں۔

اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تمہیں معلوم ہونا چاہئے بے شک اللہ عزوجل کے لئے کچھ حقوق ہیں رات میں جن کو وہ دن میں نہیں قبول فرماتا اور کچھ حقوق ہیں دن میں جن کو وہ رات میں قبول نہیں فرمات اور بروزِ قیامت جس کسی کی بھی ترازوئے اعمال وزنی ہوگی اور ترازوئے اعمال کے لئے حق بھی یہی ہے کہ وہ وزنی اس وقت ہوگی جب اس میں حق کے سوا کچھ نہ ہوگا اور بروزِ قیامت جن لوگوں کے اعمال کا پلہ ہلکا ہوگا وہ وہی ہوں گے جنہوں نے باطل کی پیروی کی ہوگی اور میزانِ عمل کے لئے حق ہے کہ بجز باطل کے اور کسی چیز سے اس کا پلہ ہلکا نہ ہو۔

اے عمر (رضی اللہ عنہ)! بے شک سب سے پہلی وہ چیز جس سے میں تمہیں ڈراتا ہوں وہ تمہارا نفس ہے اور میں تم کو لوگوں سے بھی پرہیزگاری کا حکم دیتا ہوں۔ لوگوں کی نظریں بہت بلند و بالا دیکھنے لگی ہیں اور ان کی خواہشات کا مشکیزہ پھونکوں سے بھر گیا ہے اور لوگوں کے لئے لغزش سے خیریت ہو جائے گی تم لوگوں کو لغزشات میں پڑنے سے بچاؤ گے اس لئے لوگوں کو ہمیشہ تمہاری جانب سے خوف رہے گا اور تم سے ڈرتے رہیں گے جب تک کہ تم اللہ عزوجل سے ڈرتے

رہو گے اور یہ میری وصیت ہے اور میں تمہیں سلام کرتا ہوں۔"

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا۔

"اے عمر (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنا اور تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کے لئے جو اعمال دن میں کرنے کے ہیں وہ رات میں قبول نہیں ہوتے اور جو اعمال رات میں کرنے کے ہیں وہ دن میں قبول نہیں ہوتا اور بے شک نوافل اس وقت تک قبول نہیں ہوتے جب تک کہ فرائض ادا نہ کئے جائیں اور جس کسی کے اعمال کا پلہ بروزِ قیامت وزنی ہوگا وہ دنیا میں حق کی پیروی کرنے والا ہوگا اور ترازوئے اعمال کے لئے جس میں کل حق رکھا جائے گا یہ حق ہے کہ وہ وزنی ہو اور بروزِ قیامت جن لوگوں کے اعمال کا پلہ ہلکا ہوگا وہ ان کے دنیا میں باطل اعمال کی وجہ سے ہوگا۔

اے عمر (رضی اللہ عنہ)! بے شک اللہ عزوجل نے اہل جنت کا تذکرہ فرمایا ہے اور ان کا تذکرہ ان کے اچھے اعمال کی وجہ سے ہے۔ جب میں اہل جنت کو یاد کرتا ہوں تو میں کہتا ہوں مجھے خطرہ ہے کہ میں ان سے نہ مل سکوں گا اور اللہ عزوجل نے اہل دوزخ کا بھی تذکرہ فرمایا ہے اور ان کا تذکرہ ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ہے اور جب میں اہل دوزخ کو یاد کرتا ہوں تو کہتا

ہوں کہ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں میں ان کے ساتھ نہ ہوں۔ اگر
تم نے میری اس نصیحت کی حفاظت کی تو کوئی چیز تمہیں موت
سے زیادہ محبوب نہ ہوگی اور موت آنے والی ہے اور تم کسی بھی
طرح موت سے عاجز نہیں ہو۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پروانہ خلافت لکھنے کا حکم دینا:

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کا حتمی فیصلہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلایا جو آپ رضی اللہ عنہ کے لئے کتابت کیا کرتے تھے اور انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت کا پروانہ لکھیں اور پھر آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں پروانہ خلافت یوں تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ وہ عہد ہے جو ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما نے دنیا سے آخرت
کی جانب جاتے ہوئے تحریر کروایا بلاشبہ عمر (رضی اللہ عنہ) کو تم پر
خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اور تم پر لازم ہے کہ تم اس کا حکم بجا لاؤ
اور اس کی اطاعت کرو اور اگر وہ عدل کریں اور میں ان کے
بارے میں یہی رائے رکھتا ہوں اور اگر وہ بدل جائیں تو پھر تم
وہی کرو جو تمہارا گمان ہو اور میں نے تو بھلائی کا ارادہ کیا اور
میں غیب کا علم نہیں رکھتا۔ تم لوگوں کو میرا اسلام ہو اور اللہ عزوجل
کی رحمت تم پر نازل ہو۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب تحریر لکھ دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نے پروانہ خلافت پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور پھر اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہو گئی۔

ابن عساکر کی روایت میں ہے جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خلافت کا پروانہ تحریر کر لیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہو گئی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم مجھے پڑھ کر سنایا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پروانہ خلافت پڑھ کر سنایا اور آپ رضی اللہ عنہ نے تکبیر بلند کی اور فرمایا مجھے یہ خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں میری غشی میں میری جان چلی جاتی اور لوگ اختلاف کا شکار ہو جاتے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پروانہ خلافت پر مہر لگائی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے باہر جا کر لوگوں سے کہا مجھے جو نام لکھوایا گیا ہے کیا تم اس کی بیعت کرو گے؟ لوگوں نے کہا ہاں! ہم اس کی بیعت کریں گے۔

ایک روایت میں ہے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طبیعت ناساز ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے کھڑکی سے جھانک کر لوگوں سے فرمایا بلاشبہ میں نے تم سے ایک عہد کیا اور کیا تم اس عہد پر راضی ہو؟ لوگوں نے عرض کیا ہم راضی ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا جب تک منصب امارت کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سپرد نہیں کیا جائے گا ہم راضی نہ ہوں گے اور پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔

فیصلے پر تشکر کا اظہار:

طبقات ابن سعد میں منقول ہے جب لوگوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر رضامندی ظاہر کر دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ بارگاہِ خداوندی میں بلند کیے اور کہا۔

''اے اللہ! اس بیعت سے میری خواہش صرف اتنی تھی کہ لوگوں کی بھلائی ہو اور مجھے ان کے متعلق فتنے کا اندیشہ تھا پس میں نے وہ کام کیا جس کے متعلق تو بہتر جانتا ہے اور میں نے اپنی رائے سے اجتہاد کیا اور اس شخص کو اپنا جانشین بنایا جو ان میں بہتر اور قوی ہے اور جو لوگوں کو ہدایت پر رکھنے والا ہے اور مجھ پر تیری جانب سے بھیجی گئی حالت طاری ہے اور اب تو ان کا وارث ہے اور یہ تیرے بندے ہیں اور ان کی باگ دوڑ تیرے ہاتھ میں ہے اور ان کے لئے ان کے امیر کی اصلاح فرما دے اور اسے اپنے نبی رحمت ﷺ کی پیروی کرنے والا بنا دے اور اس کے لئے عوام کو درست کر دے۔''

O.....O.....O

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خاندان

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے والد اور والدہ، آپ رضی اللہ عنہ خود اور آپ رضی اللہ عنہ کی ازواج اور آپ رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شمار ہوتی ہے۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان کا مختصراً احوال بیان کیا جارہا ہے۔

حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کی اولاد:

حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے تین بچے تھے۔

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۲۔ حضرت ام فروہ رضی اللہ عنہا

۳۔ حضرت قریبہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام فروہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح قبیلہ ازد کے ایک شخص سے ہوا جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح اشعث بن قیس سے ہوا۔ ان سے محمد، اسحاق، حبابہ اور قریبہ پیدا ہوئے۔

ابن سعد کی روایت ہے کہ ام فروہ رضی اللہ عنہا کی ماں ہند بنت عتیک تھی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ام فروہ رضی اللہ عنہا کو اس وقت درے مارے تھے جبکہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال پر ملال پر نوحہ خوانی

کی تھی۔

حضرت قریبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے ہوا اور آپ رضی اللہ عنہا، حضرت ام فروہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن تھیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیویاں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیویوں کی تعداد چار ہے۔

۱۔ حضرت قتلہ رضی اللہ عنہا

۲۔ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا

۳۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا

۴۔ حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پہلی زوجہ کا نام حضرت قتلہ رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دوسری زوجہ کا نام حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تولد ہوئیں۔ حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا ابتدائے اسلام میں ہی مسلمان ہو گئی تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کو لحد میں اتارنے کے بعد دعا کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

> ''اے اللہ! ام رومان (رضی اللہ عنہا) نے تیرے لئے اور تیرے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے جو تکالیف برداشت کی ہیں تو ان سے بخوبی واقف ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کے متعلق فرمایا۔

"جس نے حوروں میں سے کسی عورت کو دیکھنا ہو تو وہ ام رومان رضی اللہ عنہا کو دیکھ لے۔"

حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح عبداللہ بن سنجرہ سے ہوا جن کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ تشریف لائیں اور سکونت اختیار کی۔ عبداللہ بن سنجرہ کا شمار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دوستوں میں ہوتا تھا یہی وجہ ہے کہ عبداللہ بن سنجرہ کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا اور یوں آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہو گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تیسری زوجہ کا نام حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس ہے۔ غزوۂ حنین کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس کا نکاح پڑھوایا تھا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس کا پہلا نکاح حضرت جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا اور آپ رضی اللہ عنہا ان کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت کر کے بھی گئی تھیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو غسل حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس نے ہی دیا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی چوتھی زوجہ کا نام حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا ہے۔ حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا تولد ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حبیب بن اساف رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چھ بچے تھے جن میں سے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما
۲۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما
۳۔ حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما
۴۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا
۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
۶۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزدے کا نام حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام حضرت قتیلہ رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار ذہین نوجوانوں میں ہوتا تھا۔ ہجرت کے وقت آپ رضی اللہ عنہ ہی حضور نبی کریم ﷺ اور اپنے والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ کی خبریں پہنچایا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ہی بعد میں تمام اہل و عیال کو لے کر مدینہ منورہ ہجرت کر گئے تھے۔ فتح مکہ کے وقت آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہی آپ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا نکاح حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا سے ہوا جن کے بطن سے اسماعیل پیدا ہوئے جو کم سنی میں ہی انتقال کر گئے اور حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی نسل آگے نہ چل سکی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دوسرے صاحبزادے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ جنگ بدر اور احد میں مشرکین کے ہمراہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ماہر تیر انداز تھے اور زمانہ جاہلیت اور قبولِ اسلام کے بعد بے شمار معرکوں میں اپنے جوہر دکھائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے صلح حدیبیہ کے زمانہ میں اسلام قبول کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبدالکعبہ سے بدل کے عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) رکھ دیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ہاں تین بچے محمد، عبداللہ اور حفصہ تولد ہوئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسل چلی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تیسرے صاحبزادے کا نام حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ ۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زیر تربیت چلے گئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں آپ رضی اللہ عنہ کو مصر کا گورنر بنایا۔

حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ایک صاحبزادے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا شمار نامور فقیہ حضرات میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ۳۷ھ میں صرف ۲۷ برس کی عمر میں شہید کر دیا گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی صاحبزادی کا نام حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا ہجرت مکہ سے ستائیس برس قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔

آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے ہوا جن سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما تولد ہوئے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو پیدائش کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی گود میں لا کر رکھ دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک کھجور منگوا کر اسے چبایا اور پھر وہ کھجور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے منہ میں ڈال دی اور یہ پہلی غذا تھی جو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے منہ میں گئی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ہجرتِ مدینہ کے بعد تولد ہونے والے پہلے مسلمان بچے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ ہجرت مکہ کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ان کے گھر سے روانہ ہوئے تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنا ازار باندھ دو حصے کر کے اس سے سامانِ سفر باندھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کی اس خدمت کے عوض آپ رضی اللہ عنہا کو ''ذات النطاقین'' کا خطاب دیا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا وصال اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بیس دن بعد قریباً سو برس کی عمر میں ہوا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے علاوہ چار بیٹے حضرت عروہ، حضرت منذر، حضرت عاصم، حضرت مہاجر رضی اللہ عنہم اور دو بیٹیاں حضرت خدیجہ، حضرت ام الحسن اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہن تولد ہوئیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دوسری صاحبزادی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام عبداللہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا بعثت نبوی ﷺ کے پانچ برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام ام

رومان رضی اللہ عنہا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور انہی کی صحبت سے کسب فیض پایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی آپ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی اور وہ آپ رضی اللہ عنہا کو کسی بھی بات پر ٹوکنے کی بجائے آرام سے سمجھایا کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا بھی اپنے والد بزرگوار سے مختلف شرعی وفقہی مسائل دریافت کرتی رہتی تھیں جو کم سنی میں آپ رضی اللہ عنہا کی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک بوقت نکاح چھ برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح ماہِ شوال میں ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے والی واحد کنواری خاتون تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح ماہِ شوال میں ہونے سے دورِ جاہلیت کی اس رسم کا خاتمہ بھی ہو گیا کیونکہ عرب ماہِ شوال میں نکاح کرنے کو منحوس سمجھتے تھے۔ روایات کے مطابق جس دن آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح تھا اس دن آپ رضی اللہ عنہا اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں۔ نکاح کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ نے آپ رضی اللہ عنہا کو گھر سے باہر نکلنے پر پابندی لگا دی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔ آپ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں۔

"میرا نکاح ہو گیا اور مجھے اس وقت اس کی خبر بھی نہ تھی۔
میری والدہ نے مجھے سمجھایا اب میرا نکاح ہو گیا ہے اس لئے
میں گھر سے باہر نکلنا چھوڑ دوں۔"

صحیح بخاری کی روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے

ساتھ نکاح سے قبل حضور نبی کریم ﷺ نے خواب میں دیکھا ایک فرشتہ انہیں ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر کوئی شے پیش کر رہا ہے۔ آپ ﷺ نے جب اس ریشم کے کپڑے کو کھول کر دیکھا تو اس میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں چنانچہ اس خواب کے بعد آپ ﷺ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام بھیجا تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا نکاح حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ بارہ اوقیہ چاندی حق مہر پر نکاح ہوا تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قیام ہجرتِ مدینہ کے بعد اپنی والدہ اور بہن کے ہمراہ بنو حارث کے محلّہ میں ہوا جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قیام پذیر تھے۔ مدینہ منورہ آمد کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحت بگڑ گئی اور وہ شدید بیمار ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی بیمار ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد کی دن رات خدمت کی جس کے باعث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طبیعت سنبھل گئی۔ دن رات کی اس خدمت کے بعد آپ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں اور یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہا کے سر کے بال جھڑ گئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہا کی صحت قدرے بہتر ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اب اپنی امانت کو لے جائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اس وقت مہر ادا نہیں کر سکتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو قرض دیا جس سے حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کا مہر ادا کیا اور یوں آپ رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر حضور نبی کریم ﷺ کے گھر آ گئیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مدینہ منورہ آمد کے بعد ہمارا قیام بنو حارث کے محلہ میں ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز ہمارے گھر تشریف لائے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے میں اس وقت جھولا جھول رہی تھی۔ میری والدہ نے مجھے جھولے سے اتارا اور اور میرا منہ ہاتھ دھو کر میرے بالوں میں کنگھی کر کے چوٹی کی۔ پھر مجھے لے کر اس کمرے میں داخل ہوئیں جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماتھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دیگر انصار و مہاجرین بھی تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی وہ انصار اور مہاجرین اس کمرے سے باہر چلے گئے پھر میری والدہ نے مجھ سے کہا یہ تمہارے اہل ہیں اور اللہ تمہیں ان کے لئے بابرکت کرے اور تمہیں ان سے برکت حاصل ہو اور پھر وہ بھی کمرے سے باہر چلی گئیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کمرہ میں میرے ساتھ خلوتِ خاص فرمائی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کے لئے دودھ پیش کیا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ قدرے پینے کے بعد مجھے پینے کے لئے دیا تو میں شرما گئی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید نے کہا کہ تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا نہ لوٹاؤ چنانچہ میں نے شرماتے ہوئے وہ دودھ پی لیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ماہِ شوال میں ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصتی کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملحقہ حجرہ عطا فرمایا جہاں اب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک واقع ہے۔ اس وقت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملحقہ صرف دو حجرے موجود تھے جن میں سے ایک حجرہ آپ رضی اللہ عنہا کا تھا اور دوسرا حجرہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں

صاحبزادیوں حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے مخصوص تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت عمر مبارک صرف نو برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت باقاعدہ کوئی رسم ادا نہ کی گئی اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح اور رخصتی دونوں ماہِ شوال میں ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بارے میں صحیح روایات یہی ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہجرت کے پہلے سال ماہِ شوال میں ہوئی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے باقاعدہ تعلیم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی۔ رخصتی سے قبل آپ رضی اللہ عنہا دین اسلام کے بنیادی عقائد سے آگاہی رکھتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی اور مختلف دینی مسائل سے آگاہی حاصل کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ آپ رضی اللہ عنہا بھی اپنی ذہانت کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو جلد سمجھ جاتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کو جب بھی کوئی دینی مسئلہ دریافت کرنا ہوتا آپ رضی اللہ عنہا اس کی بابت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال و جواب کرتیں اور اپنے دل کی تشنگی دور کرتی تھیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا بعد نمازِ عصر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر اپنی تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس جا کر بیٹھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عدل کا حال یہ تھا کسی زوجہ کی طرف زیادہ جھکاؤ نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں چند روز تک معمول سے زیادہ دیر تک تشریف فرما رہے اس لئے اوقاتِ مقررہ پر دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا انتظار

رہا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب آپ ﷺ کی بابت دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے کسی عزیز نے شہد بھیجا ہے اور شہد چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کو بے انتہا مرغوب ہے اور وہ روزانہ آپ ﷺ کے سامنے شہد پیش کرتی ہیں اور آپ ﷺ اپنے اخلاق کی وجہ سے انکار نہیں فرماتے اس لئے روزانہ کے معمول میں ذرا فرق آ گیا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت حفصہ اور ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہن سے اس کا ذکر کیا کہ اس کی کوئی تدبیر کرنی چاہئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نظافت پسند تھے اور ذرا سی بو بھی آپ ﷺ کو نہایت ناگوارِ خاطر ہوتی تھی۔ شہد کی مکھیاں جس قسم کا پھول چوستی ہیں شہد کی مٹھاس میں اسی قسم کی لذت اور بو ہوتی ہے۔ عرب میں مغافیر ایک قسم کا پھول ہوتا ہے جس کی بو میں ذرا نیند کی سی کرختگی ہوتی ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دونوں کو سمجھا دیا کہ حضور نبی کریم ﷺ جب تشریف لائیں تو یہ پوچھا جائے یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کے منہ سے یہ کیسی بو آتی ہے؟ جب آپ ﷺ یہ فرمائیں کہ شہد کھایا ہے تو کہیں شاید مغافیر کا شہد ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ ﷺ کو شہد سے کراہت پیدا ہوئی اور آپ ﷺ نے عہد کیا کہ اب کبھی شہد نہ کھاؤں گا۔ اگر یہ کوئی معمولی بات ہوتی تو اللہ عزوجل سورۂ تحریم کی آیات نازل نہ فرماتے جس میں اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ سے فرمایا۔

"اے پیغمبر! اللہ نے آپ (ﷺ) کے لئے جو حلال کیا ہے
اپنی بیویوں کی خوشنودی کے لئے اس کو خود پر حرام نہ کریں

اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے اور اس نے قسموں کا کفارہ مقرر کر
دیا ہے اللہ تمہارا مالک ہے اور علم و حکمت والا ہے۔''

اس واقعہ کے دوران ہی حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کوئی راز کی بات کہی جو انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بتا دی چنانچہ اسی سورۃ میں ذیل کا فرمانِ الٰہی ہوا۔

''اور پیغمبر نے اپنی کسی بیوی سے ایک راز کی بات کہی جب
اس نے دوسرے سے اس کو کہہ دیا اور اللہ نے پیغمبر پر اس
واقعہ کو ظاہر کر دیا تو پیغمبر نے اس بیوی کو اس کا قصور کچھ بتایا
اور کچھ نہیں بتایا اس نے کہا آپ سے کس نے یہ کہہ دیا پیغمبر
نے جواب دیا مجھ کو اس باخبر دانا نے بتایا۔''

واقعہ تحریم کے بعد ایلاء کا واقعہ پیش آیا۔ یہ ۹ ھ کا واقعہ ہے اس وقت عرب کے دور دراز صوبے زیر نگیں ہو چکے تھے۔ مالِ غنیمت، فتوحات اور سالانہ محاصل کا بے شمار ذخیرہ وقتاً فوقتاً مدینہ آتا رہتا تھا۔ فتح خیبر کے بعد غلہ اور کھجوروں کی جو مقدار ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے مقرر تھی ایک تو وہ خود کم تھی، پھر فیاضی اور کشادگی کے سبب سال بھر تک بہ مشکل کفایت کر سکتی تھی جس کی وجہ سے آئے دن گھر میں فاقہ ہوتا تھا۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں بڑے بڑے رؤسائے قبائل کی بیٹیاں بلکہ شہزادیاں داخل تھیں جنہوں نے اس سے پہلے خود اپنے یا پہلے شوہروں کے گھروں میں ناز و نعم کی زندگیاں بسر کی تھیں اس لئے انہوں نے مال و دولت کی یہ بہتات دیکھ کر آپ ﷺ سے مصارف میں اضافہ کی خواہش کی۔ یہ واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سنا تو نہایت مضطرب ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پہلے

اپنی صاحبزادی کو سمجھایا کہ تم حضور نبی کریم ﷺ سے مصارف کا تقاضا کرتی ہو تم کو جو کچھ مانگنا ہو مجھ سے مانگو۔ اللہ کی قسم! حضور نبی کریم ﷺ میرا لحاظ فرماتے ہیں ورنہ وہ تم کو طلاق دے دیتے۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک ایک بی بی کے دروازے پر گئے اور ان کو نصیحت کی۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا۔

"اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تم ہر چیز میں تو دخل دیتے ہی تھے اب آپ ﷺ کی بیویوں کے معاملہ میں بھی دخل دیتے ہو۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس جواب سے افسردہ ہو کر خاموش ہو گئے۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم دونوں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ ﷺ درمیان میں ہیں اور دائیں بائیں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن بیٹھی اپنے اخراجات کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ یہ دونوں حضرات اپنی صاحبزادیوں کو مارنے پر آمادہ ہو گئے تو انہوں نے کہا ہم آئندہ حضور نبی کریم ﷺ کو زائد مصارف کی تکلیف نہ دیں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اپنے اس مطالبہ پر قائم رہیں اور انہی دنوں حضور نبی کریم ﷺ گھوڑے سے گر کر زخمی ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے متصل ایک بالا خانہ میں قیام کیا اور عہد کیا ایک ماہ تک اپنی بیویوں کے پاس نہیں جاؤں گا۔ آپ ﷺ کے اس عہد پر منافقین نے مشہور کر دیا کہ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے جب حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق سنا تو وہ

سب جمع ہو گئیں اور رونا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت بھی مسجد نبوی ﷺ میں جمع ہو گئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بالا خانے میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یہ یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو طلاق دے دی ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں یہ جھوٹ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر اس کی منادی کرا دی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سن کر والہانہ نعرۂ تکبیر بلند کیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا شمار حضور نبی کریم ﷺ کی لاڈلی بیویوں میں ہوتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا وصال بھی آپ رضی اللہ عنہا کی گود میں ہوا اور حضور نبی کریم ﷺ آپ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں ہی مدفون ہوئے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے دس باتوں کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج پر برتری حاصل ہے۔

۱۔ حضور نبی کریم ﷺ نے میرے علاوہ کسی کنواری سے شادی نہیں کی۔

۲۔ میرے علاوہ کسی اور زوجہ کے ماں باپ دونوں مہاجر نہیں۔

۳۔ اللہ عزوجل نے میری برأت کا اعلان بذریعہ وحی کیا۔

۴۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ریشم کا لباس پہنے میری شکل میں آئے۔

۵۔ میں نے اور حضور نبی کریم ﷺ نے ایک برتن کے پانی سے غسل کیا۔

۶۔ میں اگر سامنے لیٹی ہوتی تو حضور نبی کریم ﷺ نماز ادا کر لیا کرتے۔

۷۔ حضور نبی کریم ﷺ پر میرے علاوہ کسی کے سامنے وحی نازل نہیں ہوئی۔

۸۔ حضور نبی کریم ﷺ کا وصال اس حالت میں ہوا کہ سر مبارک میری گود میں تھا۔

۹۔ حضور نبی کریم ﷺ کا وصال اس رات ہوا جب میری باری تھی۔

۱۰۔ حضور نبی کریم ﷺ میرے حجرہ میں مدفون ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب خنجر کے وار سے زخمی کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کہ وہ انہیں حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں سپردِ خاک ہونے کی اجازت مرحمت فرما دیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور ان سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خواہش کا اظہار کیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

"یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی ہوئی تھی لیکن میں عمر رضی اللہ عنہ کی ذات کو خود پر ترجیح دیتی ہوں اور یہ جگہ ان کو عطا کرتی ہوں۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب بتایا گیا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جگہ مرحمت فرما دی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔

"میرے سر کے نیچے سے تکیہ ہٹا دو تا کہ میں اپنا سر زمین سے لگا سکوں اور اللہ عزوجل کا شکر ادا کروں۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بعد وصال حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں ہی مدفون کیا گیا۔

جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حج کے لئے تشریف لے گئیں تو بعد میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

کو شہید کر دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کو جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

''انہیں ناحق مارا گیا، اللہ کی قسم! ان کا نامہ عمال دھلے ہوئے کپڑے کی طرح پاک وصاف ہے۔''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

''تم نے انہیں برتنوں کی مانند مانجا اوران کے مال سے نفع اٹھایا اور پھر انہیں مظلوم شہید کر دیا۔''

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ دو بڑی تھیلیوں میں ایک لاکھ کی رقم بھیجی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک طبق میں یہ رقم رکھ لی اور اس کو بانٹنا شروع کیا اور اس دن آپ رضی اللہ عنہا روزہ سے تھیں۔ شام ہوئی تو لونڈی سے افطار لانے کو کہا۔ اس نے عرض کیا اس رقم سے افطار کے لئے گوشت منگوا لیتیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

''اب ملامت نہ کرو تم نے اس وقت کیوں یاد نہیں دلایا۔''

ایک مرتبہ ایک سائل آیا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کچھ انگور کے دانے پڑے تھے آپ رضی اللہ عنہا نے ایک دانہ اٹھا کر اس کے حوالہ کیا اس نے دانہ کو حیرت سے دیکھا کہ ایک دانہ بھی کوئی دیتا ہے یہ دیکھو کہ اس میں کتنے ذرّے ہیں، یہ اس کی طرف اشارہ تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اکثر روزے رکھا کرتی تھیں اور بعض روایات میں ہے کہ ہمیشہ روزے سے رہتی تھیں۔ ایک مرتبہ شدید گرمی کے

دنوں میں عرفہ کے روز روزے سے تھیں گرمی اور تپش اس قدر شدید تھی کہ سر پر پانی کے چھینٹے دیئے جاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس گرمی میں روزہ کچھ ضروری نہیں ہے افطار کر لیجئے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زبانی یہ سن چکی ہوں کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنا سال بھر کے گناہ معاف کرا دیتا ہے تو پھر میں کیسے روزہ توڑ دوں گی؟

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کسی کا احسان کم قبول کرتی تھیں اور کرتی بھی تھیں تو اس کا معاوضہ ضرور ادا کرتی تھیں۔ فتوحاتِ عراق کے مالِ غنیمت میں موتیوں کی ایک ڈبیہ آئی عام مسلمانوں کی اجازت سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ آپ رضی اللہ عنہا کو بھیج دی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ڈبیہ کھول کر کہا کہ اے اللہ! مجھے عمر (رضی اللہ عنہ) کا احسان اٹھانے کے لئے اب زندہ نہ رکھ۔

اطرافِ ملک سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہدیے اور تحفے آیا کرتے تھے حکم تھا کہ ہر تحفہ کا معاوضہ ضرور بھیجا جائے۔ عبداللہ بن عامر عرب کے ایک رئیس نے کچھ روپے اور کپڑے بھیجے، ان کو یہ کہہ کر واپس کر دینا چاہا کہ ہم کسی کی کوئی چیز قبول نہیں کرتے مگر پھر حضور نبی کریم ﷺ کا ایک فرمان یاد آ گیا تو ہدیہ رکھ لیا۔

حضور نبی کریم ﷺ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نہایت محبت رکھتے تھے اور یہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معلوم تھا چنانچہ لوگ قصداً ہدیے اور تحفے بھیجتے تھے۔ جس روز آپ ﷺ کا قیام ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ہوتا تو دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو اس کا ملال ہوتا لیکن کوئی ٹوکنے کی ہمت نہیں کرتا تھا۔ بالآخر سب نے مل کر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو آمادہ کر

لیا وہ پیغام لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹی! جس کو میں چاہوں اس کو تم نہیں چاہو گی۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے اتنا ہی کافی تھا وہ واپس چلی آئیں۔ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے پھر بھیجنا چاہا مگر حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا راضی نہ ہوئیں۔ آخر سب نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہا نہایت سنجیدہ اور متین بی بی تھیں اس لئے موقع پا کر متانت اور سنجیدگی کے ساتھ درخواست پیش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ام سلمہ رضی اللہ عنہا! مجھ کو عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے معاملے میں تنگ نہ کرو کیونکہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے علاوہ کسی اور بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک صرف اٹھارہ برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ۱۷ رمضان المبارک ۵۹ھ میں اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا اور آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تیسری صاحبزادی کا نام حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے کچھ عرصہ بعد پیدا ہوئیں۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کی پرورش ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے زیر سایہ ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

O.....O.....O

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی سادگی میں بسر کی۔ آپ رضی اللہ عنہ موٹے جھوٹے کپڑے استعمال فرماتے تھے اور دسترخوان پر کبھی پرتکلف کھانا نہ ہوتا تھا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی سادگی میں مزید اضافہ ہوگیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کا شماران تاجروں میں ہوتا تھا جن کے پاس مال و دولت کی کچھ کمی نہ تھی مگر اسلام قبول کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال دین اسلام کی خدمت کے لئے وقف کردیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی تنگی کا پتہ اس بات سے بھی چلتا ہے کہ گھر میں تین تین دن تک فاقہ رہتا تھا۔ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھوک کی شدت سے بے قرار دیکھا تو فرمایا۔

"میں بھی تمہاری طرح بھوکا ہوں۔"

ابن سعد کی روایت ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کچھ لوگ عیادت کے لئے حاضر ہوئے۔ لوگوں نے عرض کیا۔

"اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم آپ رضی اللہ عنہ کے لئے کسی طبیب کو نہ بلوائیں؟"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''طبیب نے مجھے دیکھا ہے۔''

لوگوں نے پوچھا۔

''پھر طبیب نے آپ رضی اللہ عنہ سے کیا کہا؟''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''طبیب کہتا ہے میں ہر اس کام کو گزرنے والا ہوں جس کا میں ارادہ رکھتا ہوں۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مرض الموت کی ابتداء سات جمادی الثانی کو ہوئی۔ اس روز سوموار کا دن تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نہائے تو آپ رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا جو پندرہ دن تک رہا۔ اس دوران حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر امامت فرماتے رہے۔ بالآخر ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ ہجری کو آپ رضی اللہ عنہ اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے۔

ابن سعد کی روایت میں ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حلوے کی ایک قسم کہیں سے بطورِ تحفہ آئی اور آپ رضی اللہ عنہ اور حارث رضی اللہ عنہ بن کلدہ وہ حلوہ تناول فرما رہے تھے کہ حارث رضی اللہ عنہ نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنا ہاتھ روک دیں اس حلوہ میں زہر ہے جو سال بعد اثر کرے گا اور ہم دونوں سال بعد ایک ہی دن اس دنیا سے کوچ کریں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مرضِ وصال کی ابتداء اس حلوہ کو نوش فرمانے کے ایک برس بعد جمادی الآخر کی سات تاریخ کو ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس دن غسل کیا اور سردی شدید تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا جو پندرہ دن تک جاری رہا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نماز کے لئے بھی نہ جا سکتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور

اس دوران لوگ آپ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے آتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موت کا سبب یہ تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ ہمہ وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں گریہ کرتے رہتے تھے جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کی صحت دن بدن خراب ہوتی چلی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بیماری کے دوران حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی سب سے زیادہ تیمارداری کی اور باقی تمام لوگوں سے زیادہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہے۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہ کا قیام حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے والے مکان میں تھا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے لیئے وقف کیا تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے اور پندرہ دن تک مرض الموت میں مبتلا رہے اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کے حکم پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز میں امامت کرتے رہے اور لوگوں کی کثیر تعداد آپ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے حاضر ہوتی رہی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وصیتیں:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طبیعت زیادہ ناساز ہوگئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔

”آج کون سا دن ہے؟“

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے بتایا۔

''آج سوموار ہے۔''

والد بزرگوار نے پوچھا۔

''حضور نبی کریم ﷺ کا وصال کس دن ہوا تھا؟''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے بتایا۔

''اسی دن ہوا تھا۔''

والد بزرگوار نے ہماری بات سن کر فرمایا۔

''مجھے بھی آج رات ہی کی توقع ہے۔''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر پوچھا۔

''حضور نبی کریم ﷺ کو کفن کن کپڑوں میں دیا گیا تھا؟''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے بتایا۔

''تین اکہرے یمنی سفید رنگ کے کپڑے تھے جن میں قمیص اور پگڑی نہ تھی۔''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ والد بزرگوار نے فرمایا۔

''میرے پاس دو چھوٹی چھوٹی چادریں ہیں انہیں دھو کر مجھے کفن دے دینا۔''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا۔

''اللہ عزوجل نے اپنے احسان سے بہت کچھ دیا ہے ہم آپ رضی اللہ عنہ کو نیا کفن پہنائیں گے۔''

والد بزرگوار نے فرمایا۔

"کپڑے کی ضرورت میت سے زیادہ زندہ آدمی کو ہے مردہ تو
انجام کی طرف جا رہا ہوتا ہے۔"

ابن سعد میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب مرض الموت میں گرفتار ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میں نے اپنے دورِ خلافت میں مسلمانوں کے مال میں سے
ایک درہم اور دینار نہیں لیا سوائے اپنی گزر اوقات کے لئے۔
اب تم میرے مال کا جائزہ لے لینا اور دیکھنا میرے خلیفہ بننے
کے بعد میرے مال میں اضافہ ہوا ہے یا نہیں اور جو میرا سامان
ہے وہ تم نئے خلیفہ کو بھیج دینا تاکہ میں اس امر سے بری الذمہ
ہو جاؤں۔"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب والد بزرگوار کا وصال ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک حبشی غلام تھا جو بچوں کو کھانا کھلاتا تھا، ایک اونٹ تھا جس پر پانی ڈھویا جاتا تھا اور ایک پھٹی پرانی چادر تھی۔ ہم نے یہ تمام چیزیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھیج دیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب ان چیزوں کو دیکھا تو زار و قطار رو پڑے اور فرمانے لگے۔

"ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے بعد آنے والوں کو تھکا دیا ہے۔"

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا تو آپ رضی اللہ عنہ کے ذمہ بیت المال کے چھ ہزار درہم قرض تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دورانِ مرض فرمایا۔

''عمر (رضی اللہ عنہ) نے مجھ پر چھ ہزار درہم بنا دیے۔''

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ میرا فلاں باغ فروخت کر کے بیت المال کے چھ ہزار درہم ادا کر دینا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا۔

''اللہ عزوجل ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے وہ چاہتے ہیں اپنے بعد کسی کے لئے کوئی بات نہ چھوڑ جائیں۔''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ اٹھ کر بیٹھ گئے اور تشہد پڑھا اور پھر مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''بیٹی! میرے وصال کے بعد تیری تونگری مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے اور تیری مفلسی سب سے زیادہ گراں ہے۔ میں نے تجھے ایک زمین دی تھی جو بیس وسق کھجوریں پیدا کرتی تھی اگر ایک سال تو نے کھجوریں لے لیں تو ٹھیک ہے مگر اب وہ مال ورثاء کا ہے۔ تیرے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں انہیں ان کا حصہ دے دینا۔''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے والد بزرگوار سے کہا میری تو ایک ہی بہن (اسماء رضی اللہ عنہا) ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

''تیری دوسری بہن بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے اور میں تجھے اس سے حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔''

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے مرضِ وصال میں اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میری بیٹی! میرے پاس جو میرا مال تھا وہ اب وارثوں کا ہو چکا، میری اولاد میں تمہارے دونوں بھائی عبدالرحمٰن و محمد اور تمہاری دونوں بہنیں ہیں لہٰذا تم لوگ میرے مال کو قرآن مجید کے حکم میں تقسیم فرما لینا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے والد بزرگوار کی بات سن کر دریافت کیا کہ ابا جان! میری تو ایک ہی بہن اسماء (رضی اللہ عنہا) یہ میری دوسری بہن کون سی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میری بیوی بنت خارجہ اس وقت حاملہ ہے اس کے شکم میں لڑکی ہے اور وہ تمہاری بہن ہے۔"

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد ایسا ہی ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ بنت خارجہ کے گھر بیٹی تولد ہوئی جس کا نام "ام کلثوم (رضی اللہ عنہا)" رکھا گیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی علالت کے دنوں میں ان کی عیادت کے لئے گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ سر نیچا کئے بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا الحمد للہ! آج آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت قدرے بہتر ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہتری اسی کو کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"آج مجھے سخت تکلیف ہے اور مہاجرین کے گروہ! بیماری کی اس تکلیف سے زیادہ تکلیف مجھے اس بات کی ہے کہ میں نے تم میں سے بہتر آدمی کو خلیفہ مقرر کیا اور تم اس بات پر ناراض

ہو کہ مجھے خلافت کیوں نہ ملی؟ تم دنیا کو دیکھ رہے ہو کہ تمہاری
طرف بڑھ رہی ہے اور جب یہ آئے گی تو تم ریشم کے پردے
اور تکیے استعمال کرو گے تب تمہاری یہ حالت ہو جائے گی کہ
تمہیں آذر بائیجان کی اون پر لیٹنے سے اتنی تکلیف ہوگی جتنی
خاردار جھاڑیوں میں لیٹنے سے ہوتی ہے۔ خدا گواہ ہے کہ بغیر
کسی قصور اور جرم کے تمہاری گردنیں کاٹ دی جائیں تو یہ
زیادہ بہتر ہے اس چیز سے کہ تم دنیا میں الجھ جاؤ اور کل تم ہی
سب سے پہلے لوگوں کو بھٹکاؤ گے۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ھ بروز سوموار کو تریسٹھ برس کی عمر میں ہوا۔

ابن سعد کی روایت ہے بوقت وصال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمرِ مبارک اتنی ہی تھی جتنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہم سب سے زیادہ معمر تھے اور جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بال سفید اور سیاہ تھے جبکہ باقی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بال سیاہ تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غسل آپ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس نے حسب وصیت دیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس اکثر روزہ سے ہوتی تھیں اور جس دن آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں

قسم دے کر روزہ رکھنے سے منع فرمایا تاکہ بوقت غسل کہیں نقاہت نہ ہو جائے۔

ابن سعد کی روایت ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس اسلام میں پہلی خاتون ہیں جنہوں نے اپنے خاوند کو غسل دیا۔

روایات میں آتا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال وصیت کی کہ میرا جنازہ اسی چارپائی پر اٹھایا جائے جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ اٹھایا گیا تھا۔ وہ چارپائی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تھی اور وہ لکڑی کی چارپائی تھی اور کھجور وغیرہ کے پتوں سے بنی ہوئی تھی۔ پھر وہ چارپائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایک آزاد کردہ غلام نے چار ہزار درہم میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی میراث میں خریدی اور عام مسلمانوں کی ملکیت قرار دے دی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور قبر مبارک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھودی گئی۔ قبر مبارک میں حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہم نے اتارا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی لحد میں اترنا چاہا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں منع کرتے ہوئے فرمایا۔

"بس کافی ہیں۔"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو کہاں دفن کیا جائے؟ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال تھا کہ جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ میری خواہش تھی کہ میرے والد بزرگوار، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں میرے حجرے میں دفن ہوں چنانچہ مجھ پر نیند کا غلبہ طاری ہو گیا اور مجھے خواب میں

ایک منادی سنائی دی کہ کوئی اعلان کر رہا تھا حبیب کو حبیب سے ملا دو۔ میں نے بیدار ہونے کے بعد اس کا ذکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کیا تو بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس بات کا اقرار کیا انہوں نے بھی یہ منادی سنی تھی چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کے پہلو میں مدفون کیا گیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ انہیں حضور نبی کریم ﷺ کے پہلو میں دفن کیا جائے چنانچہ جب قبر مبارک کھودی گئی تو اس طریقے سے کھودی گئی کہ آپ رضی اللہ عنہ کا سر مبارک حضور نبی کریم ﷺ کے شانوں کے برابر تھا اور جب بعد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر آپ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں کھودی گئی تو ان کا سر مبارک آپ رضی اللہ عنہ کے شانوں کے برابر تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جس رات والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصال پایا اسی دن آپ رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا گیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تدفین کے بعد مسجد نبوی میں جا کر تین وتر پڑھے۔

ابن حطب کی روایت ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک حضور نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی طرح ہموار رکھی گئی اور اس پر پانی چھڑکا گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی پھر آپ رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک کے سامنے جا کر رکھ دیا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے السلام علیك یا رسول اللہ ھذا ابوبکر کہا تو روضہ رسول اللہ ﷺ کا دروازہ کھل گیا اور ﷺ کی قبر مبارک سے آواز

آئی حبیب کو حبیب سے ملا دو۔

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور عرض کیا مجھے حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے دونوں ساتھیوں کی قبور تو دکھائیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے میرے لئے حجرہ کھول دیا اور میں نے وہ قبور دیکھیں اور وہ زمین سے نہ ہی زیادہ ابھاری ہوئی تھیں اور نہ ہی زمین کے اندر بہت زیادہ تھیں اور ان پر سرخ رنگ کی مٹی تھی اور میں نے دیکھا حضور نبی کریم ﷺ کی قبر سے آگے تھی اور پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر تھی اور ان کی قبر حضور نبی کریم ﷺ کے سر مبارک کے قریب تھی اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر تھی اور ان کی قبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے قریب تھی۔

حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور اہل مکہ کو اس کی خبر ہوئی تو اہل مکہ حیران و پریشان تھے۔ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی پریشانی کا علم ہوا تو انہوں نے وجہ دریافت کی۔ انہیں بتایا گیا کہ ان کے فرزند اور خلیفہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے ہیں۔ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد یہ دوسری بڑی مصیبت ہے جو امت مسلمہ کے کندھوں پر آن پڑی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا غم:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ رسول اللہ ﷺ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کا سانحہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کسی بارِ گراں سے کم نہ تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کے وصال

کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا غم ان کے چہروں سے دکھائی دیتا تھا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔

''ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ایمان میں سب سے زیادہ مخلص اور یقین میں پختہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی جب کوئی ان پر ایمان نہ لایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی سرپرستی فرمانے والے تھے اور سیرت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ اللہ عزوجل آپ رضی اللہ عنہ کو جزائے خیر دے۔ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں آپ رضی اللہ عنہ کو ''صدیق'' کے لقب سے یاد فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ اسلام کا قلعہ تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی دلیل قوی تھی۔''

روایات میں آتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور پھر اپنے گھر سے باہر آ کر فرمایا۔

''آج خلافت نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا''

پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ چلے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر پر پہنچے جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جسم اقدس چارپائی پر رکھا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کے باہر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل کی آپ رضی اللہ عنہ پر بے پناہ رحمتیں نازل ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب، مونس اور غمخوار تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان اور مشیر تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے میں سبقت لی اور آپ رضی اللہ عنہ کا یقین قوی تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ مخلص مومن تھے اور خوفِ خدا رکھنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اللہ عزوجل کے دین میں دوسروں کی نسبت سب سے زیادہ بے نیاز اور کسی بھی چیز کی پرواہ نہ کرنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر رفقاء کی نسبت زیادہ فضیلت والے، برکت والے اور سبقت لے جانے والے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ ہی سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مقام و مرتبہ میں سب سے افضل تھے اور اللہ عزوجل اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے آپ رضی اللہ عنہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت تصدیق کی تھی جب سب انہیں جھٹلا رہے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں ''صدیق'' کے لقب سے یاد کیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وقت غمخواری اور دلجوئی

کی جب دوسرے لوگ بخل سے کام لے رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہر قسم کے حالات میں حضور نبی کریم ﷺ کا ساتھ دیا جبکہ دوسرے لوگ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کا ساتھ چھوڑ رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے باوجود تکالیف اور مصائب کے حضور نبی کریم ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑا اور آپ رضی اللہ عنہ ثانی اثنین اور یارِ غار تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ہجرت میں حضور نبی کریم ﷺ کے رفیق تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد جب آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت کا حق بھی بھرپور ادا کیا اور ایسا کوئی نبی ﷺ کے خلیفہ کے کوئی بھی ادا نہ کرسکتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت پھرتی کا مظاہرہ کیا جب دوسرے سست ہو گئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ اس وقت قوی تھے جب سب کمزور و عاجز تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سنت رسول اللہ ﷺ کو اپنا شعار بنائے رکھا جب لوگ شش و پنج میں مبتلا تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بلاتفرقہ خلیفہ برحق تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی ذات بلاشبہ منافقین کو غصہ، کفار کو رنج اور حاسدین کے لئے کراہیت اور باغیوں کے لئے غیظ و غضب کی علامت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ حق پر قائم رہے جبکہ دوسرے لوگ اس وقت بزدلی کا مظاہرہ کر رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا جب سب کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نورِ خداوندی کو آگے بڑھایا اور پھر لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی پیروی

کرتے ہوئے ہدایت کو پالیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آواز سب سے پست تھی مگر آپ رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ سب سے بلند تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا کلام سنجیدہ تھا اور آپ رضی اللہ عنہ کی بات درست تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ خاموش طبع تھے مگر جب بھی بات کرتے تھے ٹھوس بات کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بہادری کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا اور آپ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی معاملہ فہم نہیں تھا۔ اللہ عزوجل کی قسم! آپ رضی اللہ عنہ دین کے سردار تھے جب لوگ دین سے غافل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ مومنوں کے لئے ایک رحمدل باپ کی مانند تھے اور مومنین کو اپنی اولاد کی مانند رکھتے تھے۔ لوگ جس بھاری بوجھ کے لئے خود کو عاجز جانتے تھے آپ رضی اللہ عنہ وہ بھاری بوجھ اٹھانے والے تھے۔ جس چیز کو لوگوں نے چھوڑ دیا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی نگرانی اور نگہداشت کی اور آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو وہ سکھایا جسے وہ نہیں جانتے تھے۔ جب لوگ گھبرا رہے تھے آپ رضی اللہ عنہ نے صبر کا دامن نہ چھوڑا اور آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تسلی دی اور اپنی ہدایت کی خاطر وہ آپ رضی اللہ عنہ کے راستہ پر لوٹ آئے اور وہ جس چیز کے متعلق سوچ بھی نہ سکتے تھے اسے انہوں نے پالیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات کفار کے لئے آگ کا شعلہ اور عذاب کا نزول تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات مومنین کے لئے رحمت کا نزول تھی اور وہ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات میں خود کو پرسکون محسوس کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نیک اوصاف کا مجموعہ

تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی حجت قوی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی بصیرت کمزور نہ تھی اور نہ ہی آپ رضی اللہ عنہ بزدل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے قلب میں کبھی خوف نے جگہ نہ لی اور آپ رضی اللہ عنہ ایک پہاڑ کی مانند تھے جس کو تیز آندھیاں اور طوفان بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی رفاقت ان کے لئے مالی خدمت کے اعتبار سے احسان کرنے والی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق جسمانی اعتبار سے کمزور مگر اللہ عزوجل کے معاملہ میں قوی اور زور آور تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ بارگاہِ خداوندی میں بے حد بلند ہے اور لوگوں کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہ جلیل القدر اور بلند مرتبہ کے حامل ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نسبت کوئی طنز نہیں کرسکتا اور نہ ہی آپ رضی اللہ عنہ پر کوئی اعتراض کرسکتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کمزور اور ضعیفوں کا حوصلہ بڑھانے والے تھے اور حقدار کو اس کا حق دلانے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں دور و نزدیک سب برابر تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے قرب کا حقدار وہ تھا جو متقی و پرہیزگار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مرتبہ حق و صداقت کی دلیل ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کا قول قطعی اور معاملہ بردباری ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں جب معاملہ آسان ہو چکا اور دنیا ہموار ہو چکی ہے اور ایمان جڑ پکڑ چکا ہے اور اسلام اور مسلمان ثابت قدم ہو چکے

ہیں اور امر خداوندی غلبہ پا چکا ہے اگرچہ کفار اس وجہ سے غبار آلود ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اقدامات نے آپ رضی اللہ عنہ کے بعد میں آنے والوں کو تھکا دیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ اس بات سے اعلیٰ وارفع ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ پر گریہ وزاری کی جائے اور آپ رضی اللہ عنہ کی موت کی مصیبت آسمانوں پر بھی دیکھی جا سکتی ہے اور ہم سب اللہ عزوجل ہی کے لئے ہیں اور بلاشبہ ہمیں اسی کی جانب لوٹ کر جانا ہے اور ہم قضائے خداوندی پر راضی ہیں اور ہم نے اپنا معاملہ اسی کے سپرد کر دیا۔ اللہ عزوجل کی قسم! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہمارے لئے کسی بڑے سانحہ سے کم نہیں ہے اور آپ رضی اللہ عنہ دین کی عزت اور جائے پناہ تھے۔ اللہ عزوجل آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دے اور ہمیں آپ رضی اللہ عنہ کے اجر سے محروم نہ رکھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے راستہ سے گمراہ نہ کرے۔''

روایات میں آتا ہے جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنا خطاب ختم کیا تو لوگ جو خاموشی سے اس خطبہ کو سن رہے تھے وہ بے تحاشہ رونے لگے اور کہنے لگے۔

''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد! آپ رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے۔''

حضرت وہب سوائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور دریافت کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں سب سے افضل کون ہے؟ میں نے عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں بلکہ

حضور نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے افضل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور بلاشبہ حق عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان پر بولتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میں ان لوگوں میں کھڑا تھا جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے مغفرت کر رہے تھے اور اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا ہوا تھا۔ اس دوران ایک شخص میرے پیچھے آیا اور اس نے میرے کندھے پر اپنی کہنی ٹکائی اور فرمایا اللہ عزوجل ان پر رحم کرے اور میں اللہ عزوجل سے امید رکھتا تھا اللہ عزوجل انہیں ان کے دونوں ساتھیوں کے ہمراہ رکھے گا یعنی حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور پھر اس شخص نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے میں ہوں، ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور عمر رضی اللہ عنہ ہے اور میں نے یہ کیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ کیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کیا اور میں چلا، ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی چلے اور عمر رضی اللہ عنہ بھی چلے اور پھر اس شخص نے فرمایا مجھے قوی امید ہے کہ اللہ عزوجل انہیں ان کے ہمراہ رکھے گا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے مڑ کر دیکھا کہ وہ کون ہے جو میرے کندھے پر کہنی ٹکائے ایسی گفتگو کر رہا ہے تو وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ اس گھر میں داخل ہوئے جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت فرما رہے تھے۔

''اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ! آپ رضی اللہ عنہ کے وصال نے قوم کو سخت مصیبت میں مبتلا کر دیا اور ہم آپ رضی اللہ عنہ کی گرد کو بھی نہیں

پا سکتے اور ہم آپ رضی اللہ عنہ کے مرتبہ کو کیونکر پا سکتے ہیں؟''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دن رات کا ایک عمل ایسا کیا جو میرے تمام اعمال پر بھاری ہے اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور غارِ ثور میں قیام کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بجالاتے رہے اور غار میں داخلے کے وقت آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ غار میں داخل نہ ہوں جب تک میں غار کی صفائی نہ کرلوں اور دیکھ نہ لوں کہ یہاں کوئی موذی جانور تو موجود نہیں ہے اور پھر آپ رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے اور غار کی صفائی اور تمام سوراخوں کو اپنا تہبند پھاڑ کر بند کر دیا اور پھر دو سوراخ رہ گئے جنہیں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی ایڑیوں سے بند کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اندر آ جائیں۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غار میں داخل ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے۔ پھر ایک سانپ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ڈس لیا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے شدید تکلیف کے باوجود اظہار نہ کیا کہ کہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل واقع ہو اور پھر تکلیف کی شدت سے آپ رضی اللہ عنہ کے آنسو نکلے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر گرے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیوں روتے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے سانپ
کے ڈسنے کا بتایا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا لعابِ دہن اس
جگہ لگایا اور زخم کی تکلیف جاتی رہی اور پھر اس زہر کا اثر ایک
عرصہ بعد ظاہر ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ اس جہانِ فانی سے کوچ فرما
گئے اور یہ آپ رضی اللہ عنہ کی ایک رات کا عمل ہے اور ایک دن کا
عمل وہ ہے جب کچھ قبائل نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کیا
تو میں نے عرض کیا ان کے معاملہ میں نرمی اختیار کیجئے تو آپ
رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا تم دورِ جاہلیت میں تو بڑے شہسوار اور
غضبناک تھے اب قبولِ اسلام قبول کے بعد تم کمزور اور پست
ہو گئے اور اگرچہ وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور دین اسلام کو مکمل
کر دیا گیا مگر میں اپنی زندگی میں دین اسلام کی تعلیمات سے
انحراف برداشت نہیں کروں گا اور جو کوئی بھی دین اسلام کی
کسی بھی تعلیم سے روگردانی کرے گا میں اس سے لڑوں گا۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد ام المومنین حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر کھڑے ہو کر یوں دعا فرمائی۔
''اللہ عزوجل آپ رضی اللہ عنہ کو رونق اور تازگی بخشے اور آپ رضی اللہ عنہ
کی نیک کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آپ رضی اللہ عنہ
نے دنیا سے منہ موڑ کر اسے خوار کر دیا اور آخرت کی طرف
متوجہ ہو کر اس کی عزت افزائی فرمائی۔ حضور نبی کریم ﷺ
کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کا وصال امت مسلمہ کے لئے بڑا حادثہ

ہے۔ کتاب اللہ کا وعدہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی مصیبت پر صبر کرنے سے اجر ملے گا پس میں صبر کرتی ہوں اور اللہ عزوجل سے ایفائے عہد کی توقع رکھتی ہوں اور آپ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا گو ہوں اور ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ عزوجل کی سلامتی اور رحمت ہو آپ رضی اللہ عنہ پر۔''

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جنگ جمل کے بعد لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے لوگو! میں تمہاری ماں ہوں اور ماں ہونے کی حیثیت سے میرا تم پر حق ہے کہ میں تمہیں نصیحت کروں اور مجھ پر بہتان وہی باندھ سکتا ہے جو اللہ عزوجل کا نافرمان ہو اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال اس حال میں ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان تھا اور میں جنت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے ہوں اور اللہ عزوجل نے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ہر گھٹیا چیز سے دور رکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ سے اللہ عزوجل نے مومن اور منافق کا فرق ظاہر کر دیا اور اللہ عزوجل نے میری وجہ سے تمہیں تیمم کی رخصت دی۔

میرے والد ان دو میں دوسرے تھے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تھا اور وہ پہلے شخص ہیں جنہیں صدیق کہا گیا اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری وصال ہوا تو وہ میرے والد سے راضی تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امام مقرر کیا۔ پھر جب

دین کی رسی میں بل پڑنے لگے تو انہوں نے رسی کے دونوں
سرے پکڑ کر تمہیں متحد رکھا اور نفاق کی کمر توڑ دی اور یہود کی
بھڑکائی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کر دیا اور اس وقت تمہارا حال یہ تھا
کہ تمہاری آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں اور تم دشمن کے منتظر تھے
اور تمہارے کانوں میں چیخوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اس موقع
پر میرے باپ نے تمہاری اصلاح کی اور فتنے کے مشکیزے کا
منہ بند کر دیا اور کنوئیں سے تازہ پانی کے ڈول نکال کر آنے
والوں کو سیراب کیا اور جو ایک بار سیراب ہو چکا تھا اسے پھر
سے سیراب کیا۔ میرے باپ کا وصال اس حال میں ہوا تھا
کہ وہ نفاق کی کھوپڑی کو اپنے قدموں تلے روند چکے تھے اور
کفار کے لئے جنگ کی آگ بھڑکا چکے تھے۔ تم میرے باپ
کی محنت سے منظّم ہو اور انہوں نے تم پر ایسا خلیفہ مقرر کیا جو
اس کی جانب جھکتا وہ اس پر رحمدل ہو جاتا اور وہ عالی ظرف
والا تھا جو خود تکالیف برداشت کرتا تھا اور جاہلوں کی اذیتوں
سے درگزر فرماتا تھا اور وہ اسلام کی حمایت کرنے والا، اسلام
کی حفاظت کرنے والا راتوں کو جاگنے والا تھا۔''

O...O...O

حلیہ مبارکہ

مسند امام احمد میں حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بیان کی ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بالوں کو مہندی لگایا کرتے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے ایک آدمی کا ذکر کیا کہ وہ بالوں کو مہندی سے رنگتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ میرے والد بزرگوار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی بالوں میں مہندی لگاتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں کچھ تبدیلی پیدا کرو اور یہود کے ہم رنگ نہ ہو۔ اس پر والد بزرگوار نے اپنے بالوں کا رنگ سرخ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گہرا سرخ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے زرد کر لیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک بتائیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

> ''ان کا رنگ گورا تھا، جسم دبلا تھا اور رخسار ہلکے تھے۔ ان کی کمر منحنی تھی کہ تہبند ٹھہرتا نہیں تھا اور کمر سے ڈھلک جاتا تھا۔ چہرے کی رگیں ابھری ہوئی تھیں اور آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پیشانی ابھری ہوئی اور انگلیوں کی جڑیں گوشت سے خالی تھیں۔''

طبقات ابن سعد میں روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جسم پر بال بہت زیادہ تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ بال زیادہ اچھے ہوتے ہیں یا تھوڑے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بال زیادہ اچھے ہوتے ہیں اور اس جواب میں آپ رضی اللہ عنہ کی حکمت یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کے جسم کے بال کم تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک پر بال زیادہ تھے آپ رضی اللہ عنہ کو خیال گزرا کہیں یہ سوال میرے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق نہ ہو کہ ہم میں سے بہتر کون ہیں لہٰذا یہ جواب دیا۔

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مرض الموت میں ان کے پاس گیا اور میں نے دیکھا کہ وہ تھوڑے گوشت کے ایک آدمی تھے۔

O......O......O

کتابیات

۱۔ صحیح بخاری
۲۔ صحیح مسلم
۳۔ مسند امام احمد
۴۔ مستدرک الحاکم
۵۔ سنن ابوداؤد
۶۔ البدایہ والنہایہ
۷۔ سیرت ابن ہشام
۸۔ تاریخ طبری
۹۔ تفسیر ابن کثیر
۱۰۔ مشکوٰۃ شریف
۱۱۔ ترمذی شریف
۱۲۔ تفسیر روح المعانی
۱۳۔ تفسیر خزائن العرفان
۱۴۔ حیات ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
۱۵۔ سیرت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۱۶۔ شرح فقہ اکبر

۱۷۔ کنز العمال

۱۸۔ اسد الغابہ

۱۹۔ شعب الایمان

۲۰۔ تفسیر کبیر

۲۱۔ تفسیر خازن

۲۲۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ

۲۳۔ تاریخ الخلفاء

۲۴۔ کراماتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

۲۵۔ طبقات ابن سعد

۲۶۔ حلیۃ الاولیاء

۲۷۔ نزہۃ المجالس

۲۸۔ سنہرے فیصلے

۲۹۔ الصواعق المحرقہ

۳۰۔ مدارج النبوۃ

۳۱۔ شواہد النبوۃ

۳۲۔ ریاض النضرۃ
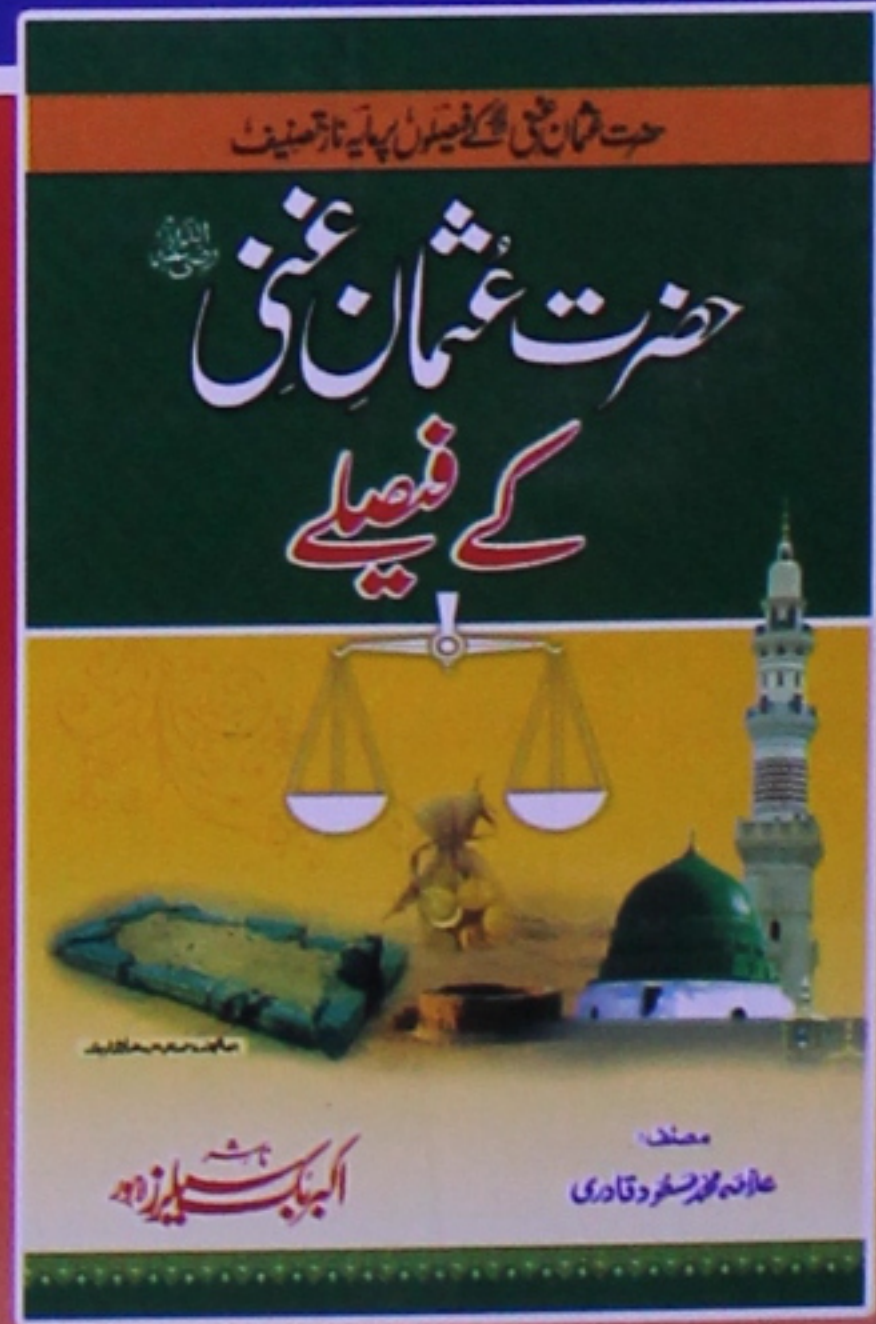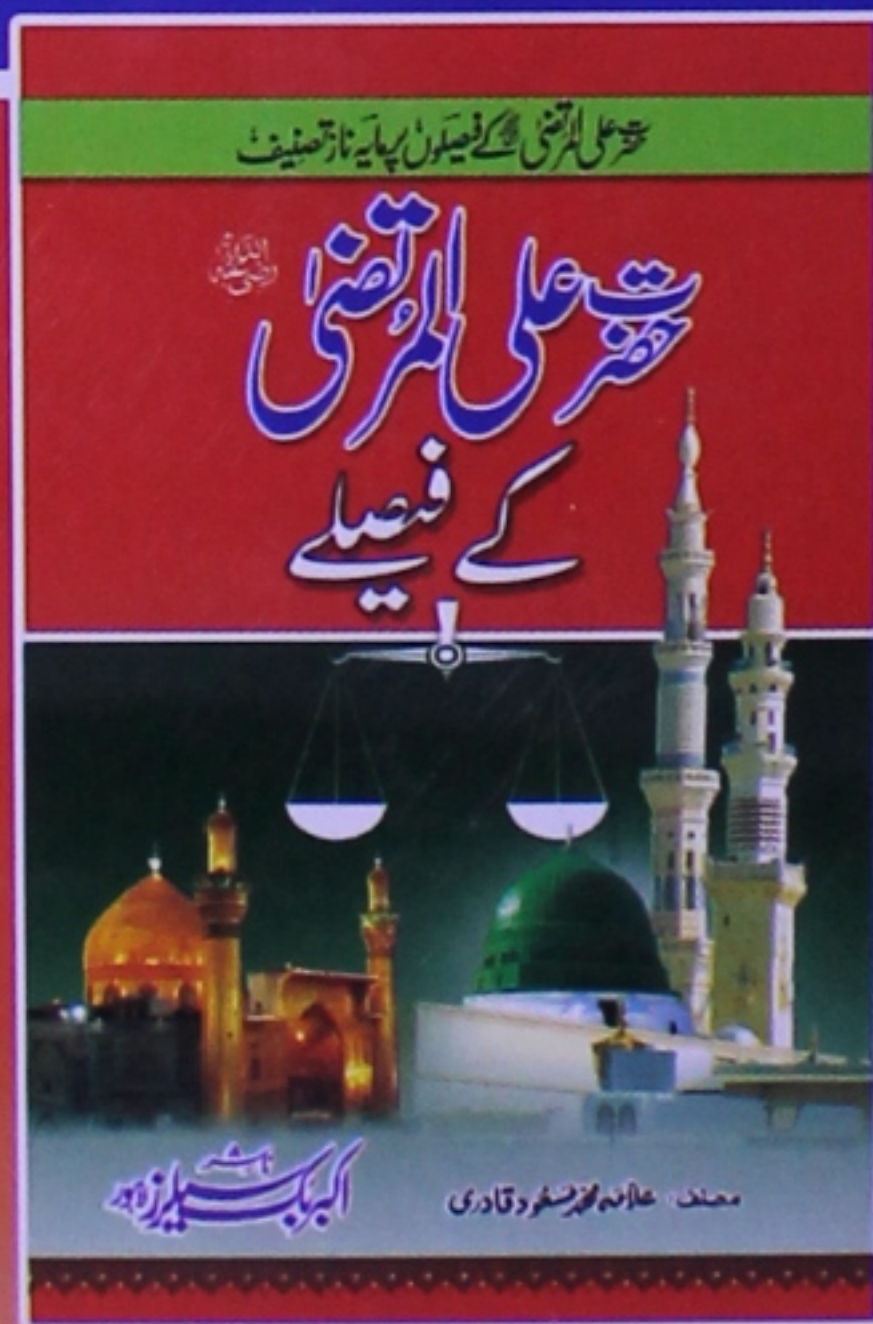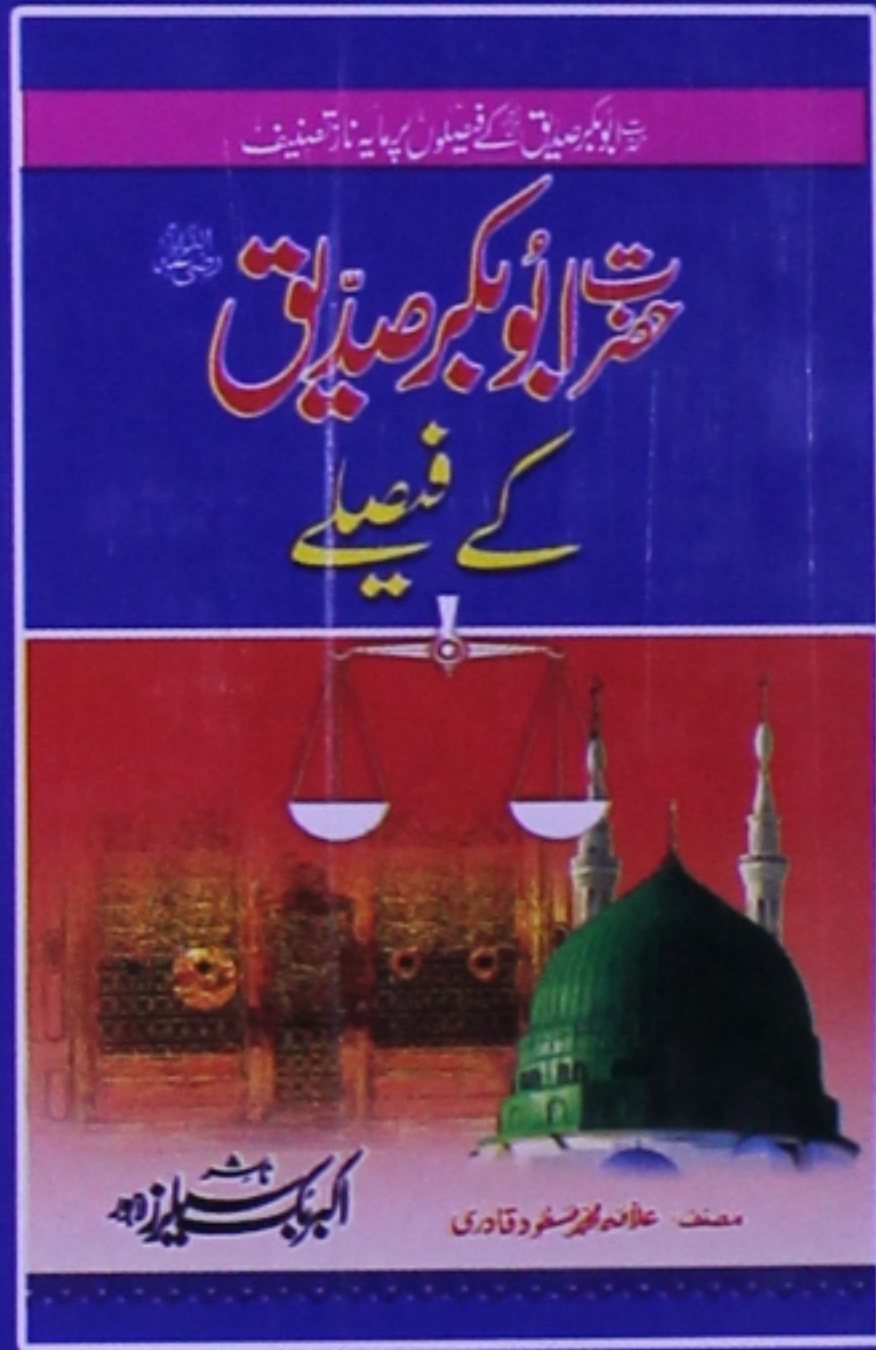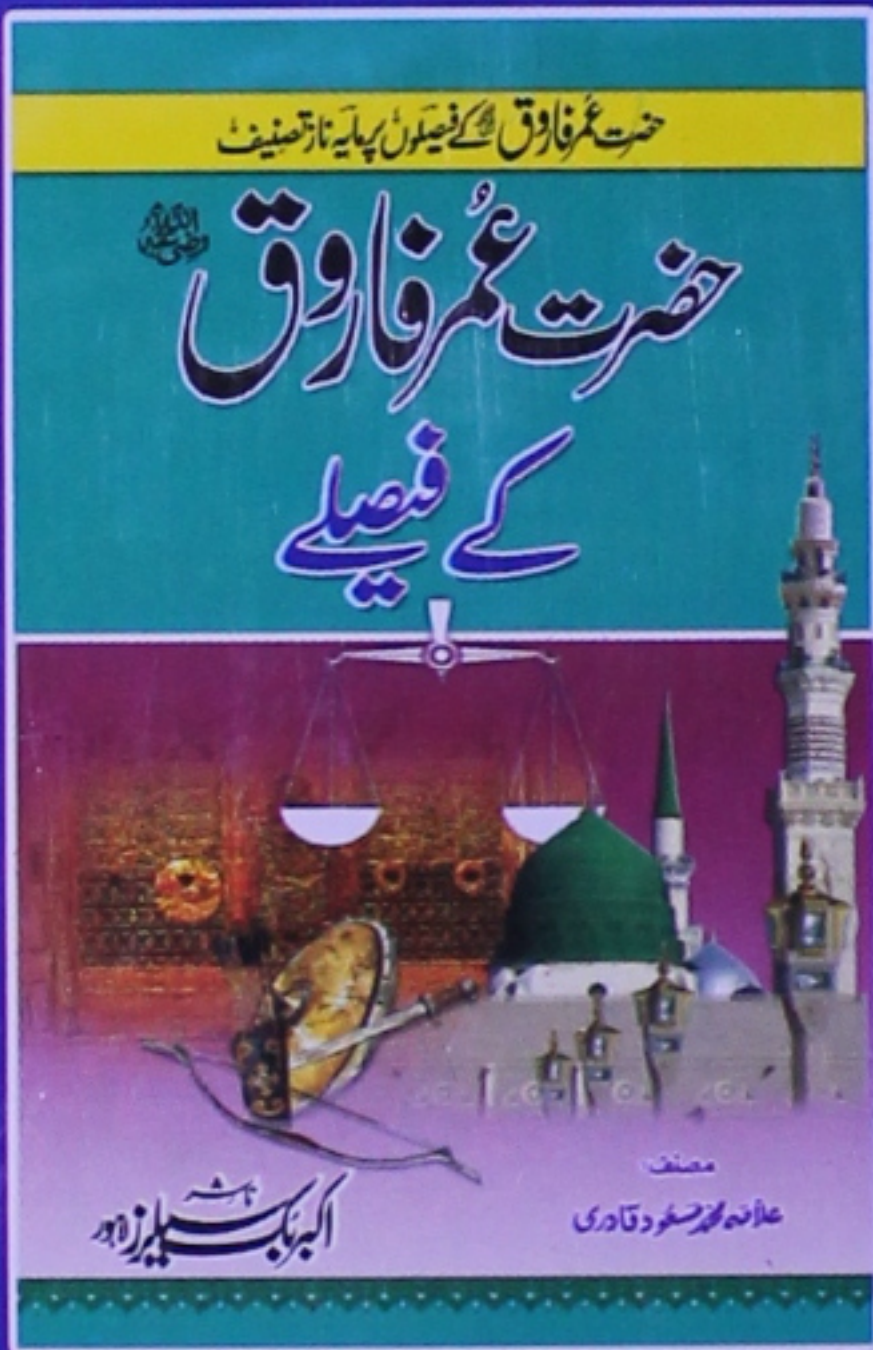
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 042 - 37352022